بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

۱۳ (13)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ

اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ

(۲۷۹۔ بریٹو روڈ۔ کراچی۔ فون: ۷۲۳۲۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

پارہ

۱۳

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

Presented by: https://jafrilibrary.com/

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ رجسٹرڈ
(۲۷۹ - بریٹو روڈ - کراچی - فون: ۴۲۳۳۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

محمد اقبال حسین حنیف
ریلیجس ایڈمنسٹریشن آفیسر محکمہ اوقاف

میں تصدیق کرتا ہوں کہ پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ
کے مطبوعہ پارہ نمبر ۱۳ کا بغور حرفاً حرفاً مطالعہ کیا اور
اسے ہر طرح کی اغلاط سے مبرّا پایا۔

فیض احمد شاہ سعیدی

حافظ فیض احمد شاہ سعیدی
منظور شدہ پروف ریڈر
گلشن اقبال بلاک-11 کراچی

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

(الف)

فہرست پارہ ۱۳

شمار	عناوین	صفحہ
۱	انسان کی کوشش اور خدا کا رحم وکرم	۱۷۸۳
۲	حضرت یوسفؑ کی انکساری	۱۷۸۴
۳	خدا کی توفیق کے معنی	۱۷۸۵
۴	حاصل مطلب	〃
۵	حضرت یوسفؑ کی قدر و منزلت	۱۷۸۶
۶	حضرت یوسفؑ کا مقصد	۱۷۸۷
۷	حضرت یوسفؑ کا ترکِ اولیٰ	〃
۸	نتائج	〃
۹	علم کی فضیلت	۱۷۸۸
۱۰	دوسری بڑی مثال	〃
۱۱	اپنی فضیلت بیان کرنا	۱۷۸۹
۱۲	زمانۂ قحط میں حضرت یوسفؑ کا طریقہ	۱۷۹۰
۱۳	شبابِ زلیخا	۱۷۹۱
۱۴	آخرت کے انعام کی عظمت	۱۷۹۲
۱۵	بھلائی کا راستہ اختیار کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کا انعام	〃
۱۶	حضورِ اکرمؐ سے مماثلت	〃
۱۷	حضرت یوسفؑ کے بھائی اُن کو نہ پہچان سکے	۱۷۹۳
۱۸	حضرت یوسفؑ کی خدمات	〃
۱۹	حضرت یوسفؑ کا راشننگ کا طریقہ	۱۷۹۴
۲۰	بھائی کی محبت	۱۷۹۵
۲۱	اللہ بہترین محافظ ہے	۱۷۹۷
۲۲	ظاہری اسباب پختہ رکھنے کی اہمیت	۱۷۹۹
۲۳	نظرِ بد کی حقیقت	۱۸۰۰
۲۴	نظرِ بد کا فلسفہ	۱۸۰۱
۲۵	حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے	۱۸۰۲
۲۶	دوسرے مطلب	۱۸۰۳
۲۷	نتائج	〃
۲۸	تدبیر کی اہمیت اور قضا وقدرِ الٰہی	۱۸۰۴
۲۹	بھائی سے ملاقات	۱۸۰۵
۳۰	نتائج	۱۸۰۶
۳۱	چور کہنے کی اصل وجہ	۱۸۰۷
۳۲	شریعتِ ابراہیمی میں چور کی سزا	۱۸۰۹
۳۳	مخلوق بہرحال خدا کی محتاج ہے	۱۸۱۰
۳۴	نتیجہ ، سوال	۱۸۱۱
۳۵	نتیجہ ، اسلام	۱۸۱۲
۳۶	اسلامی قوانین کا نفاذ بتدریج ہوتا ہے	〃
۳۷	مصری قانون پر حضرت یوسفؑ کا عمل	۱۸۱۳
۳۸	اسباق و تعلیم	〃

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

(ب)

شمار	عناوین	صفحہ
۳۹	حضرت یوسفؑ پر ایک جھوٹا الزام	۱۸۱۴
۴۰	حضرت یوسفؑ کی احتیاط اور توریہ	۱۸۱۷
۴۱	لاوی یا یہودا کے کہنے کا مقصد	۱۸۱۸
۴۲	یہودا کے کہنے کا مطلب	۱۸۱۹
۴۳	ایک اعتراض کا جواب	۱۸۲۰
۴۴	رونا صبر کے منافی نہیں	//
۴۵	جن کے رتبے ہیں سوا انکو سوا مشکل ہے	۱۸۲۱
۴۶	میّت پر رونے کا جواز	۱۸۲۲
۴۷	رنج و غم کی شکایت خدا ہی سے کرنی چاہیے	۱۸۲۳
۴۸	خدا کی رحمت سے مایوس ہونا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے	۱۸۲۴
۴۹	نتیجہ اور تعلیم	//
۵۰	اولادِ انبیاءؑ پر صدقہ حرام ہے	۱۸۲۵
۵۱	گناہ کرتے وقت ہر شخص جاہل ہوجاتا ہے۔	۱۸۲۶
۵۲	غصے کے وقت انسان مجنون ہوجاتا ہے۔	//
۵۳	حضرت یوسفؑ کی عظمتِ کردار	//
۵۴	خدا والوں کی فضیلت کا اعتراف	۱۸۲۷
	گناہوں کی معافی کا سبب ہوتا ہے	
۵۵	نتیجہ	//
۵۶	حضور اکرمؐ کی وسعتِ قلب اور عفو و درگذر	۱۸۲۸
۵۷	مسائلِ سلوک	//
۵۸	نسبت کی اہمیت	۱۸۲۹
۵۹	حضرت یوسفؑ و حضرت امام مہدیؑ میں مشابہت۔	//
۶۰	نبی کی ذکاوتِ شامّہ	۱۸۳۰
۶۱	بائیبل میں انبیاءؑ کا مقام	//
۶۲	نتیجہ	۱۸۳۱
۶۳	والدین کے حقوق کی اہمیّت	۱۸۳۲
۶۴	سوال اور نتیجہ	۱۸۳۴
۶۵	مساواتِ اسلامی	۱۸۳۵
۶۶	حضرت یعقوبؑ اور اُن کی اولاد کا سجدہ	۱۸۳۶
۶۷	سجدۂ تعظیمی پر عمیق بحث	۱۸۳۸
۶۸	بعض سوالات کے جوابات	۱۸۳۹
۶۹	حضرت یوسفؑ کا خدا کے احسانات پر شکر ادا کرنا	//
۷۰	نکتے	۱۸۴۰
۷۱	نتائج	۱۸۴۱
۷۲	مسائلِ سلوک	۱۸۴۲
۷۳	سوال	//
۷۴	تفسیر صوفیانہ	//
۷۵	یہ سورہ دلیل ہے نبوتِ حضورؐ پر	۱۸۴۳
۷۶	انبیاء کرامؑ ذاتی فائدہ حاصل نہیں کرتے	۱۸۴۴
۷۷	انبیاءؑ کا کام صرف پیغام پہنچادینا ہوتا ہے	
۷۸	اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر کرنا بہترین عبادت ہے۔	۱۸۴۵

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۷۹	اطاعت میں شرک	۱۸۴۶
۸۰	خدا کے اختیارات میں شرک کرنا	"
۸۱	اکثر لوگ شرک کرتے ہیں	۱۸۴۷
۸۲	بصیرت اور بصارت	۱۸۴۸
۸۳	اسلام میں عقل و بصیرت اور جدید علوم کی اہمیت	۱۸۴۹
۸۴	انسان (مرد) کا نبی ہونا عجب نہیں	۱۸۵۱
۸۵	نتائج ۔ حاصلِ مطلب	۱۸۵۲
۸۶	انبیاءِ کرام کی پریشانی	۱۸۵۳
۸۷	رسولوںؑ کے ناامید ہونے کا مطلب	[illegible]
۸۸	نتیجہ ۔ ضروری توضیح ۔ سبق	"
۸۹	صاحبانِ عقل کون ہیں ؟	۱۸۵۵
۹۰	عبرت کے معنی ؟	"
۹۱	قرآن پچھلے انبیاء کی تعلیمات کا تسلسل ہے	۱۸۵۶
۹۲	آیت کا پیغام اور نتائج	"
۹۳	فضائلِ سورۃ الرعد	۱۸۵۷
۹۴	سُوْرَۃُ الرَّعْدِ	۱۸۵۸
	الف لام میم را کا مطلب	"
۹۵	کتاب کا مطلب اور آیت کا مفہوم	۱۸۵۹
۹۶	آیت کا پیغام توحید	۱۸۶۰
۹۷	حقیقتِ معاد	۱۸۶۱
۹۸	خدا کا عرش پر استوار ہونے سے مراد	۱۸۶۱

شمار	عناوین	صفحہ
۹۹	تسخیرِ شمس و قمر کا مطلب اور کائنات پر غور کرنے کا نتیجہ	۱۸۶۲
۱۰۰	پھلوں کے دوہرے جوڑے	۱۸۶۳
۱۰۱	زمین کی ساخت کو دیکھ کر خدا کی حکمت اور قدرت سمجھ میں آتی ہے ۔	"
۱۰۲	دن، رات اور موسم	۱۸۶۴
۱۰۳	توحید پر استدلال	"
۱۰۴	معاد پر استدلال	"
۱۰۵	خدا کی قدرت، حکمت اور عظمت کی دلیلیں	۱۸۶۵
۱۰۶	آخرت کا انکار خدا کی قدرت و حکمت کا انکار ہے	۱۸۶۷
[illegible]	گردنوں کے طوق	"
۱۰۸	تنبیہ	۱۸۶۸
۱۰۹	پچھلی امتوں کے حالات سے سبق حاصل کرو	۱۸۶۹
۱۱۰	خیر سے پہلے شر	۱۸۷۰
۱۱۱	ہادی اور منذر	۱۸۷۱
۱۱۲	قرابتدارانِ رسولؐ کے فضائل	"
۱۱۳	ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہوتا ہے	۱۸۷۲
۱۱۴	دلیلِ خلافت	"
۱۱۵	اہلِ بیتِ رسولؐ میں ہمیشہ ایک ہادی رہے گا	"
۱۱۶	ہر زمانے میں خدا کا مقرر کیا ہوا ایک امام ہونا ضروری ہے ۔	۱۸۷۳
۱۱۷	آیت کا پیغام	"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۱۱۸	علمِ الٰہی کی شان	۱۸۷۴
۱۱۹	معرفتِ خداوندی	۱۸۷۶
۱۲۰	خدا کی مومن پر خاص مہربانی	"
۱۲۱	سبق	"
۱۲۲	چار فرشتے انسان کی حفاظت پر اللہ کی طرف سے مامور ہیں۔	۱۸۷۷
۱۲۳	وہ گناہ جو نعمتوں کو ختم کر دیتے ہیں	"
۱۲۴	خدا کی قدرتِ کاملہ اور وحدانیت کا ثبوت	۱۸۸۰
۱۲۵	رَعد کیا ہے ؟	"
۱۲۶	خدا کی اطاعت کے ثمرات	۱۸۸۱
۱۲۷	فرشتوں کی حیثیت	"
۱۲۸	مشرک کی حماقت	۱۸۸۲
۱۲۹	سجدے سے مراد اور انسان کا شرف	۱۸۸۳
۱۳۰	سایوں کے سجدہ کرنے سے مراد	"
۱۳۱	سجدہ کی قسمیں	۱۸۸۴
۱۳۲	عربوں کا عقیدہ	۱۸۸۵
۱۳۳	آنکھوں والوں اور اندھوں سے مراد	۱۸۸۶
۱۳۴	اندھیروں اور روشنی سے مراد	"
۱۳۵	خدا کا فرمانا: "کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوتا ہے۔"	۱۸۸۷
۱۳۶	قہّار کے معنی	"
۱۳۷	خدا کی تین صفات	"
۱۳۸	قرآن کی بہترین مثال	۱۸۸۸
۱۳۹	امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا:	۱۸۹۰
۱۴۰	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان	۱۸۹۰
۱۴۱	شاہ عبدالقادر کا بیان۔ نتیجہ	۱۸۹۱
۱۴۲	مولانا مودودی صاحب کا بیان	"
۱۴۳	سخت اور بُرے حساب کا مطلب	۱۸۹۲
۱۴۴	عقل والے کون ہیں ؟	۱۸۹۴
۱۴۵	اندھا کون ہے ؟	"
۱۴۶	اندھیروں اور روشنی سے مراد	۱۸۹۵
۱۴۷	آیت کا پیغام	"
۱۴۸	عہد و پیمان سے مراد اور اس کے اثرات	۱۸۹۶
۱۴۹	اکبر الکبائر یہ ہیں۔	"
۱۵۰	آیت کی تاویل یا تفسیر اہلِ بیتؑ	۱۸۹۷
۱۵۱	صلۂ رحمی کا مطلب اور وسعت	۱۸۹۸
۱۵۲	صلۂ رحمی کے فوائد	"
۱۵۳	سخت حساب لینے سے مراد	۱۸۹۹
۱۵۴	کافروں کا سخت حساب	"
۱۵۵	صبر کرنے سے مراد	۱۹۰۰
۱۵۶	اقسامِ صبر	"
۱۵۷	صبر کی فضیلت	۱۹۰۱
۱۵۸	آیت کا پیغام	۱۹۰۲
۱۵۹	خدا کا فرمانا کہ "وہ ظاہر بظاہر اور چھپ چھپا کر خیرات کرتے ہیں"	۱۹۰۴
۱۶۰	خدا کا عدل	۱۹۰۵
۱۶۱	خدا کی خاص رحمت اور آیت کا خلاصہ	"
۱۶۲	تفسیرِ عارفانہ۔ فرشتوں کا ہر دروازہ سے داخل ہونے کا مطلب	۱۹۰۶

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۱۶۳	جنّاتِ عدن	۱۹۰۶
۱۶۴	جنتی مومنوں پر اللہ کی طرف سے فرشتوں کے ذریعے سلامٌ علیکم کہلایا جائیگا	۱۹۰۷
۱۶۵	عہد سے مراد	۱۹۰۸
۱۶۶	دشمنِ آلِ محمدؐ خدا کی لعنت کا مستحق ہے	//
۱۶۷	حکومت۔ یا روزی کی کمی وزیادتی حق وباطل کا معیار نہیں۔	۱۹۰۹
۱۶۸	متاعِ دنیا	//
۱۶۹	خدا کس کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے	۱۹۱۰
۱۷۰	خدا کی نشانیوں کی کمی نہیں	//
۱۷۱	آیت کی تاویل یعنی اوّلین مطلب	۱۹۱۱
۱۷۲	سوال ؟	//
۱۷۳	طوبیٰ کی حقیقت	۱۹۱۲
۱۷۴	حضرت علیؑ کی فضیلت	//
۱۷۵	ایمانداروں کی علامتیں	//
۱۷۶	مومن سے مصافحہ اور معانقہ کی برکتیں	۱۹۱۳
۱۷۷	تین مومنوں کو کھانا کھلانے کا ثواب ؟	//
۱۷۸	اہلِ بیتؑ رسولؐ سے محبت کا فائدہ	۱۹۱۴
۱۷۹	مومنوں کی علامتیں پانچ ہیں	//
۱۸۰	جناب رسولِ خداؐ کا حلم وصبر کا کمال	۱۹۱۵
۱۸۱	آیت کا شانِ نزول	۱۹۱۷
۱۸۲	جناب رسولِ خداؐ کی دیگر انبیاء پر فضیلت	//
۱۸۳	مقصودِ خداوندی	۱۹۱۸
۱۸۴	خدا کا قانونِ مہلت	۱۹۲۰
۱۸۵	بے حقیقت، خدا کے شریک	//
۱۸۶	خدا کی ہر چیز پر نظر ہے	//
۱۸۷	مشرکین کی مکاری اور اس کی سزا	۱۹۲۱
۱۸۸	جہنم کی آگ کی شدت	۱۹۲۲
۱۸۹	معجزہ دکھانا خدا کی مرضی پر موقوف ہے	۱۹۲۵
۱۹۰	اہلِ بیتؑ رسولؐ کی فضیلت	//
۱۹۱	آیت کا پس منظر	۱۹۲۶
۱۹۲	خدا کے مٹانے اور قائم رکھنے کے کئی معنی ہیں	//
۱۹۳	آئمہ اہلِ بیتؑ کی دعائیں	۱۹۲۷
۱۹۴	قانون بدا	۱۹۲۸
۱۹۵	سوال وجواب	۱۹۲۹
۱۹۶	خدا اور رسولِ خداؐ کے کاموں کی تقسیم	۱۹۳۰
۱۹۷	علماء کی موت	۱۹۳۱
۱۹۸	آیت کا پیغام	//
۱۹۹	زمین کے اطراف کو کم کرنے کے دوسرے	۱۹۹۲
۲۰۰	خدا کے مکر سے مراد	۱۹۳۳
۲۰۱	آیت کا حاصلِ مطلب	//
۲۰۲	امیرالمومنین حضرت علیؑ کی سب سے بڑی فضیلت	۱۹۳۴
۲۰۳	ان دونوں میں کیا فرق ہے؟	۱۹۳۶

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۲۰۴	خواص سورۃ ابراہیمؑ	۱۹۳۷
۲۰۵	سُورَةُ اِبْرٰهِيْمَ (الف لام را)	۱۹۳۸
۲۰۶	ظلمات سے مراد	۱۹۳۹
۲۰۷	دنیاوی زندگی کا اصل مقصد	۱۹۴۰
۲۰۸	دنیا کی تعریف میں امیرالمومنینؑ نے فرمایا	۱۹۴۱
۲۰۹	اللہ کے راستے کو ٹیڑھا بنا دینے کے معنی	"
۲۱۰	اللہ گمراہی چھوڑ دیتا ہے	۱۹۴۲
۲۱۱	رسولِ اکرمؐ کی دو حیثیتیں	"
۲۱۲	اَیَّامِ اللہ	۱۹۴۳
۲۱۳	محققین نے نتیجہ نکالے	"
۲۱۴	خدا نعمتوں کی ترتیب بزبانِ ولایت	۱۹۴۴
۲۱۵	جناب رسولِ خداؐ کی فضیلت	۱۹۴۵
۲۱۶	نتیجے ۔ مسائلِ سلوک اور نتائج	"
۲۱۷	خدا کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ	۱۹۴۶
۲۱۸	دل سے اقرارِ نعمت، شکرِ نعمت ہے	۱۹۴۷
۲۱۹	عرفاء کے نزدیک شکر کے معنی	۱۹۴۸
۲۲۰	شکر کا نتیجہ	"
۲۲۱	چھ کام چھ نعمتیں ۔ نکتہ	۱۹۴۹
۲۲۲	معرفتِ خداوندی اور شکر کے فوائد	۱۹۵۰
۲۲۳	مشرک اور کافر ذہنیت	۱۹۵۳
۲۲۴	اثباتِ وجودِ باری تعالیٰ	۱۹۵۴
۲۲۵	عقیدۂ توحید اور اس کے نتائج	"
۲۲۶	موت کی حقیقت	۱۹۵۵
۲۲۷	توکل کی علامت اور تعریف	۱۹۵۶

شمار	عناوین	صفحہ
۲۲۸	توکّل کے درجات	۱۹۵۷
۲۲۹	نتیجہ اور پیغام	"
۲۳۰	سُبُل	"
۲۳۱	کافروں کی غلط فہمی	۱۹۵۸
۲۳۲	آیت کا مفہوم	"
۲۳۳	مباش درپئے آزار	۱۹۵۹
۲۳۴	ڈرنے کی قسمیں	"
۲۳۵	جبّار و عنید کے معنی اور مثال	۱۹۶۰
۲۳۶	بُرے کاموں کے بُرے انجام	۱۹۶۱
۲۳۷	خدا کی پکڑ بہت ہی سخت ہے	۱۹۶۲
۲۳۸	قبولیتِ عمل کی شرط ایمان ہے	۱۹۶۳
۲۳۹	کفّار کی غلط فہمیوں کا ازالہ	۱۹۶۴
۲۴۰	بڑے بننے کے معنی	۱۹۶۶
۲۴۱	شیطان اور شیطانی گروہ کا قیامت کے روز مکالمہ	۱۹۶۷
۲۴۲	عملی شرک	۱۹۶۸
۲۴۳	سلام کے دو معنی	۱۹۷۲
۲۴۴	سلام کا آغاز	"
۲۴۵	شجرۂ طیّبہ کی اصل میں ہیں	۱۹۷۴
۲۴۶	آیت کی تاویل	۱۹۷۵
۲۴۷	آیت کا گہرا مطلب	"
۲۴۸	شجرۂ خبیثہ کے اولین مصداق	۱۹۷۷
۲۴۹	موت کے وقت اور بعد کے حالات بقول حضرت علیؑ ۔	۱۹۷۸
۲۵۰	تفسیر عارفانہ	۱۹۸۰
۲۵۱	خدا کی سب سے بڑی نعمت اہلبیتؑ ہیں	۱۹۸۱

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

(ص)

شمار	عناوین	صفحہ
۲۵۲	جہنم کافروں کا ٹھکانہ ہے	۱۹۸۱
۲۵۳	شرک کی قسمیں	۱۹۸۲
۲۵۴	قیامت کے روز اعمال کی خرید و فروخت نہ ہوگی۔	۱۹۸۳
۲۵۵	آیت کا پیغام	۱۹۸۴
۲۵۶	عبادی (میرا بندہ)	〃
۲۵۷	اللہ کی بے انتہا نعمتیں، اور ان کی عظمت۔	۱۹۸۶
۲۵۸	نسلِ ابراہیمی کی فضیلت	۱۹۸۹
۲۵۹	پیروی کرنے کا نتیجہ	۱۹۹۱
۲۶۰	حضرت ابراہیمؑ انسان دوستی	۱۹۹۲
۲۶۱	نکتہ ۔ رحمتِ خداوندی	۱۹۹۳
۲۶۲	حضرت ابراہیمؑ کی دُعاء	۱۹۹۴
۲۶۳	مومن کا قلب	۱۹۹۶
۲۶۴	دعاء کی ضرورت	۱۹۹۷
۲۶۵	علمِ خدا کی وسعت	〃
۲۶۶	حضرت ابراہیمؑ کو بڑھاپے میں اولاد عطا ہوئی۔	۱۹۹۸
۲۶۷	حضرت ابراہیمؑ کی دعاء	۱۹۹۹
۲۶۸	تفسیرِ عارفانہ	۲۰۰۰
۲۶۹	ہولِ محشر	۲۰۰۲
۲۷۰	خدا کے مقابلے پر کفار کی چالیں	۲۰۰۵
۲۷۱	خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا	۲۰۰۶
۲۷۲	قیامت کے دن زمین اور آسمان جدید ہوں گے۔	۲۰۰۸
۲۷۳	تفسیرِ عارفانہ	۲۰۱۰
۲۷۴	گنہگاروں کے حلیے	۲۰۱۱
۲۷۵	عقل والوں سے خدا کا تخاطب	۲۰۱۲
۲۷۶	سورۃ الحِجر کے خواص	۲۰۱۴
۲۷۷	سُورۃُ الحِجر ۱۵	۲۰۱۵
۲۷۸	ہمیشہ کام آنے والی باتیں	۲۰۱۷

تکمیلِ فہرست ۱۹ ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

تکمیلِ کتابت پارہ ۱۳ ، ۱۲ ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ / ۱۵ جنوری ۱۹۹۸ء شب جمعہ

(* جعفر نقوی *)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

پارہ | وَمَآ اُبَرِّئُ | تیرہ (١٣)

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ (۵۳) اور میں اپنے آپ کو بری نہیں
النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا کرتا ہوں۔ (کیونکہ) حقیقتاً نفس تو
مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ برائی پر بہت آمادہ کرنے والا ہے۔ سوا
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۵۳ اُس کے کہ جس پر میرے پالنے والے مالک
نے رحم وکرم کیا ہو۔ بے شک میرا پالنے والا مالک بڑا ہی معاف کرنے والا
اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

انسان کی کوشش پر خدا کا رحم وکرم

حضرت یوسف ؑ کا یہ فرمانا کہ: ”میرا مالک بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے“

اِس کا مطلب یہ ہے کہ: جب انسان کا ”نفسِ اَمّارہ“ توبہ کر کے ”نفسِ لَوّامہ“ یعنی برائی پر روک ٹوک کرنے والا نفس، بن جاتا ہے، تو خدا اُس کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ پھر اُس کے بعد، رفتہ رفتہ مہربانی فرما کر اُسے نفسِ مطمئنہ بنا دیتا ہے۔ جس کے بعد وہ خدا کی اطاعت اطمینان سے خوشی خوشی بلا تکلیف اور بغیر کسی دقّت کے انجام دیتا ہے، کیونکہ اُس کی نیکیوں کی طرف رغبت بڑھ جاتی ہے اور برائیوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔
(عثمانی)

★ کیونکہ پچھلی آیت میں حضرت یوسف ؑ نے اپنی بے گناہی ثابت فرمائی تھی، یہ بات کہہ کر نبیٔ خدا کو یہ خیال ضرور ہوا ہوگا کہ کہیں اِس بات کے کہنے میں تکبّر، غرور اور اثباتِ خودی کا شائبہ نہ پیدا

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

ہو گیا ہو، اِس لیے فوراً فرمایا کہ "گناہ سے بچ جانا فقط میرے نفس کا کارنامہ نہیں تھا۔ کیونکہ نفس تو خود بُرائی کی طرف کھینچتا ہے۔ یہ تو میرے مالک کا رحم و کرم تھا کہ اُس نے مجھے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی۔

★ ..... (تفسیر تبیان، فصل الخطاب)

غرض حضرت یوسفؑ نے یہ بات خدا کے سامنے انکساری کے سبب سے فرمائی تھی۔ خلاصۂ مطلب یہ تھا کہ: "میرا دعوتِ گناہ سے بچنا۔" ؎

این سعادت بہ زورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اِسی لیے ہر مسلمان دن میں کم از کم دس مرتبہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر یہ درخواست ضرور کرتا ہے کہ: "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" (اے خدا) "ہمیں سیدھا راستہ دکھا" اور یا: "ہمیں سیدھے راستے پر قائم (یا ثابت قدم) رکھ"

★ ..... (مؤلف)

حاصلِ مطلب

★ غرض حضرت یوسفؑ کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ نفسِ انسانی تو بُرائیوں کی طرف میلان رکھتا ہے، لیکن خدا جس کو چاہے اُسے نفسِ بشری کے ساتھ ایک نفس الملکی بھی دے دیتا ہے جس کا تعلق خدا سے ہر وقت جُڑا رہتا ہے، اور پھر یہی ہر وقتی تعلق اُسے ہر گناہ سے روکے رکھتا ہے۔ اِس لیے میری عصمت بھی اللہ ہی کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے۔

★ ..... (جصّاص)

حضرت یوسفؑ کی انکساری

حضراتِ انبیاء کرامؑ کی انکساری دیکھیے کہ اپنے حصّے کی خوبی کو بھی اپنی طرف منسوب نہیں کرتے، بلکہ اس کو بھی فضلِ خداوندی قرار دیتے ہیں۔

★ ..... (ماجدی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

خدا کی توفیق کے معنی

خدا کی شانِ مغفرت (معاف کرنے) کا تقاضا یہ ہے کہ وہ نفسِ امّارہ کو یہ توفیق عطا فرماتا ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کا احساس کرے اور اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر توبہ کرے اور اس طرح خدا کی (طرف سے) معافیوں کا مستحق بن جائے۔ اور خدا کی شانِ رحیمی کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی خاص مہربانیوں کے سبب انبیاءؑ، اولیاءؒ اور کوشش کرنے والے مومنین کے نفسِ لوّامہ کو نفسِ مطمئنہ بنا دیتا ہے۔ یعنی ایسا نفس بنا دیتا ہے جو خدا کی اطاعت پر مطمئن اور خوش ہوتا ہے اور گناہوں کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا۔ ؎ "مومن تو فقط حکمِ الٰہی کا ہے پابند"

*۔۔۔۔ (تفسیر کبیر)

حاصلِ مطلب

یہ کہ: (۱) حضرت یوسف علیہ السّلام یہ فرمارہے ہیں کہ: میری عصمت و طہارت، پاکیزگی کردار میرے نفس کا ذاتی کمال نہیں ہے۔ گناہوں سے میرا بچنا رحمت اور عنایتِ الٰہیہ کا ثمرہ ہے۔

(۲) اِس سے یہ معلوم ہوا کہ نفس دو قسموں کا ہوتا ہے:

(۱) نفسِ امّارہ: جو ہمیں بُرائی کا حکم دیتا رہتا ہے۔ ایسا آدمی جب توبہ کرتا ہے تو اُس کو معاف کیا جاتا ہے۔ اور وہ نفس جو توبہ کرتا ہے اُس کو "نفسِ لوّامہ" کہتے ہیں

(۲) نفسِ لوّامہ: یعنی (گناہوں پر) ملامت کرنے والا نفس۔ پھر وہ آخر میں نفسِ مطمئنہ بن جاتا ہے۔ (یعنی اطاعتِ خدا پر مطمئن ہو کر برائیوں کو چھوڑ دیتا ہے) نفس کا ایسا ہو جانا خدا کی مہربانی کے بغیر ممکن ہی نہیں ہوتا۔ پس امّارہ کے لوّامہ ہونے پر خدا کے عفو کا ظہور ہوتا ہے اور نفس کے مطمئنہ ہونے پر خدا کی رحمت کا ظہور ہوتا ہے۔ *۔۔۔۔ (تھانوی)

★ حافظ ابن تیمیہ اور ابنِ کثیر نے اِس آیت کو زلیخا کا قول قرار دیا ہے لیکن اکثر مفسرین نے اِس کو قبول نہیں کیا۔
*۔۔۔۔ (عثمانی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ○ ۵۴

(۵۴) اور بادشاہِ (مصر) نے کہا: انھیں (یوسفؑ کو قید خانے سے) میرے پاس لاؤ تاکہ میں انھیں اپنا خاص مقرّب (درباری) بنالوں۔ اور جب بادشاہ نے یوسفؑ سے بات چیت کی تو کہا: "حقیقتاً آپ ہمارے پاس بڑی قدر و منزلت رکھتے ہیں اور ہمیں آپ کی امانتداری پر پورا بھروسہ ہے۔

حضرت یوسفؑ کی قدر و منزلت

بادشاہِ مصر نے حضرت یوسفؑ کی وہ باتیں سُنیں جو پچھلی آیت میں بیان ہوئی ہیں تو اُس کو حضرت یوسفؑ کی عظمت کا اندازہ ہوگیا۔ اِسی لیے اُس نے کہا کہ یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ۔ پھر جب حضرت یوسفؑ سے ملاقات کی اور اُن کی باتیں سُنیں تو اُس پر حضرت یوسفؑ کا فضل و کمال پوری طرح ظاہر ہوگیا۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ آپ ہمارے نزدیک بڑے معتبر اور معزز ہیں۔" پھر بادشاہ نے اپنے خواب کی تعبیر پوچھی اور جب اُسے قحط آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اُس نے کہا: اتنے بڑے قحط سے بچنا بہت بھاری کام ہے یہ کام کس کے سپرد کیا جاتے؟ حضرت یوسفؑ نے فرمایا: "ملکی خزانوں پر مجھ کو مقرر کر دیجیے۔" اِس پر بادشاہ نے پورے کے پورے اختیارات حضرت یوسفؑ کو دے دیے۔ پھر رفتہ رفتہ حضرت یوسفؑ ہی بادشاہ ہوگئے اور عزیزِ مصر برائے نام بادشاہ رہا۔

(تھانوی، تفسیر تبیان) ...... *

دوسری روایت یہ ہے کہ عزیزِ مصر اسی زمانے میں مرگیا، اور بعد میں حضرت یوسفؑ نے زلیخا سے نکاح بھی کرلیا۔ ..... * (دُرِّ منثور)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ (۵۵) (اس پر) یوسفؑ نے کہا: "مجھے اس
الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ○ ۵۵ سرزمین کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے۔ (کیونکہ
حقیقتاً میں بڑا حفاظت کرنے والا اور (ان تمام معاملات کا) خوب علم رکھنے والا ہوں۔

حضرت یوسفؑ کا مقصد

حضرت امام علی رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ:

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "حضرت یوسفؑ نے حکومت اس لیے طلب کی تھی کہ اللہ کے احکام کو نافذ فرمائیں اور حق کو پھیلائیں۔"

...... (تفسیر عیاشی)

حضرت یوسفؑ کا ترکِ اولیٰ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "خدا میرے بھائی یوسفؑ پر رحم کرے، اگر وہ یہ نہ کہتے کہ "مجھے خزانوں پر مقرر کیا جائے" تو انھیں اُسی وقت حکومت سپرد کر دی جاتی۔ لیکن یہ کہنے کی وجہ سے دو سال تاخیر سے وزارت ملی۔"

*...... (تفسیر مجمع البیان)

★ حضرت یوسفؑ کا یہ فرمانا کہ: "میں حفاظت کرنے والا ہوں" یعنی "بے محل خرچ کر کے برباد کرنے والا نہیں ہوں" اور اُن کا یہ فرمانا: "میں خوب جاننے والا ہوں" یعنی مال کو صحیح جگہ اور صحیح طرح استعمال کرنا خوب جانتا ہوں۔

*.... (فصل الخطاب)

نتائج

(۱) فقہاء نے اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ اگر مقصد لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہو تو خود کو کسی عہدے یا منصب کے لیے پیش کرنا جائز ہے یہاں تک کہ اگر غیر مسلم نظامِ حکومت ہو اور انسان عدل قائم کرنے کے لیے کسی عہدے کے لیے خود کو پیش کرے، تو یہ بھی جائز ہے۔

*..... (قرطبی۔ تھانوی۔ انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

(۲) علمائے اخلاق نے یہ نتیجہ نکالا کہ ناواقف کے سامنے حسبِ ضرورت اپنی فضیلت اور کمال کو بیان کرنا بھی جائز ہے۔

*.... (جصّاص)

(۳) آیت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ملکی معاملات کا بندوبست کرنا اور لوگوں کی صلاح و فلاح کے لیے کام کرنا عبادت ہے۔ اور یہ ایسی عبادت ہے جو کمالِ نبوّت کے منافی نہیں (بشرطیکہ اُس کا مقصد خدا کی رضامندی کا حصول ہو، اور خلقِ خدا کو فائدہ پہنچانا ہو)

*..... (ماجدی)

۴۔ علم کی فضیلت

حضرت آدمؑ مسجودِ ملائکہ اِس لیے ہوئے کہ اُنھیں اسماء کا علم دیا گیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ اتنے بڑے ملک کے مالک بنے اِس لیے کہ اُنھیں "منطق الطیر" یعنی (پرندوں تک کی زبان کو سمجھنے) کا علم دیا گیا، حضرت یوسفؑ کو مصر کی سلطنت اِس لیے ملی کہ آپؑ کو خوابوں کی تعبیر، حقائق کو جاننے اور خزانے کے اُمور چلانے کا علم آتا تھا۔ معلوم ہوا کہ جب علم علوم کے اِس قدر فضائل ہیں تو علمِ توحید اور خدا کی صفات اور خدا کی کتاب کا علم کتنا مفید ہوگا؟ اِس علم سے نجاتِ حقیقی، دارِ نعیم اور قربِ الٰہی تک رسائی یقیناً ممکن ہوگی، جو سب سے بڑی نعمتیں ہیں۔

*.... (روح البیان)

۵۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ انبیاء کرامؑ دنیا کے معاملات کی بھی عقلِ کامل رکھتے ہیں۔

*.... (عثمانی)

۶۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "جو شخص از خود حکومت طلب کرتا ہے تو اُس کا بار اُسی کے کاندھوں پر ڈال دیا جاتا ہے۔" (یعنی اُسے غیبی امداد حاصل نہیں ہوتی) بشرطیکہ یہ طلب نفس پروری اور جاہ پسندی کے سبب سے ہو۔"

*.... (عثمانی)

دوسری بڑی مثال

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے جب مامون کے مجبور کرنے پر

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

ولیعہدی قبول فرمائی اور لوگوں نے اعتراضات کیے تو آپ نے سورۂ یوسفؑ کی اسی آیت کو پیش فرمایا اور فرمایا کہ "بوقت ضرورت عدل و انصاف قائم کرنے کے لیے اور مظلوموں کو ظلم سے بچانے کے لیے یا جب مال اور جان کے نقصان کا خطرہ ہو، تو حکومت قبول کی جا سکتی ہے۔"

کیونکہ مامون نے ولیعہدی قبول کرنے یا قتل ہونے کا اختیار دیا تھا۔

★..... (تفسیر انوار النجف)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ "نیک مقصد اور عدل و انصاف کی خاطر حکومتِ جور میں بھی عہدہ قبول کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے کیا"

★.... (تفسیر انوار النجف)

۷۔ اپنی فضیلت بیان کرنا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ضرورت کے وقت اپنی پاکیزگی، صفائی اور فضیلت کا بیان کرنا جائز ہے۔ کیا تم نے حضرت یوسفؑ کا یہ قول نہیں سُنا (جو انھوں نے بادشاہِ مصر سے کہا تھا کہ) "تم مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دو حقیقت یہ ہے کہ میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور بہت علم رکھنے والا بھی۔"

اِسی طرح حضرت ہودؑ نے اپنی قوم سے فرمایا تھا: "وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ"

۶۸ - ۷ - پ۸

"اور میں تمھارا معتبر بھلائی چاہنے والا خیر خواہ ہوں۔"

★...... (تفسیر صافی صفحہ ۲۵۰ بحوالہ تفسیر عیاشی)

حکومتِ جور کا عہدہ

★ حکومتِ جور سے بھی اگر اس لیے عہدہ قبول کیا جائے کہ حتی الامکان انصاف کروں گا، خدا کے احکام نافذ کروں گا، لوگوں کے حقوق کی حفاظت کروں گا، قوم کی خدمت کروں گا تو اس صورت میں عہدہ قبول کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ شکم پرستی اور عیش کرنا مقصود نہ ہو۔ اگر قومی بقا بھی اس پر منحصر ہو تو حکومت میں حصہ لینا ضروری ہے مگر کسی حال میں مذہب کے تقاضوں کو بھلایا نہ جائے۔

★.... (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ۵۷

(۵۶) غرض اِس طرح ہم نے یوسفؑ کو اُس زمینِ (مصر) پر اقتدار کا مالک بنا دیا۔ کہ وہ اُس میں جہاں چاہتے رہتے۔ (یعنی مصر میں ہر جگہ اُن کی حکومت تھی) ہم اپنی رحمت جس کو چاہتے ہیں پہنچادیتے ہیں۔ اور ہم نیک لوگوں کا اجر ہرگز برباد نہیں کرتے۔

زمانۂ قحط میں حضرت یوسفؑ کا طریقہ (حاکم کے فرائض)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

حضرت یوسف علیہ السلام (مصر کے بادشاہ ہوجانے کے بعد) قحط کے زمانے میں پیٹ بھر کے کھانا نہ کھاتے تھے۔ آپؑ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ: "میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں پیٹ بھر کے کھانا کھا کر بھوکوں کی گرسنگی سے غافل ہوجاؤں"۔

٭ ..... (تفسیر انوار النجف)

★ اسی طرح جب حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ کی خلافت کے زمانے میں کسی نے آپؑ کو حلوہ کھانے کے لیے پیش کیا تو آپؑ نے قبول نہ فرمایا۔ اور اس کو فقرا ہی میں تقسیم کرادیا۔ اور فرمایا: "مجھے شرم آتی ہے کہ میں وہ چیز کھاؤں جو میری رعایا کو عام طور پر میسّر نہیں"۔

٭ ..... (منتہی الآمال ، بحار الانوار)

★ "حضرت یوسف علیہ السلام جہاں چاہتے اُترتے" یعنی جو چاہتے تصرف کرتے کیونکہ فرعونِ مصر ریّان بن ولید برائے نام بادشاہ رہ گیا تھا، حقیقتًا حضرت یوسفؑ ہی

www.drhasanrizvi.com

بادشاہی کر رہے تھے۔

بعض مفسرین نے لکھا کہ فرعونِ مصر حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر اپنی حکومت سے دستبردار ہو گیا تھا۔

اور بعضوں نے لکھا کہ اسی زمانے میں عزیزِ مصر کا انتقال ہو گیا۔ اِس لیے حضرت یوسفؑ اُسی عہدے پر فائز ہو گئے اور زلیخا سے اُن کی شادی ہو گئی۔ مگر اکثر محدثین اِس بات پر اعتماد نہیں کرتے ★......(عثمانی)

شبابِ زلیخا

حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "جب عزیزِ مصر مر گیا اور حضرت یوسفؑ حاکم تھے، اور یہ قحط کا زمانہ تھا، تو زلیخا سخت نادار ہو گئی ایک دن مجبوراً حضرت یوسفؑ کے راستے میں بیٹھ گئی۔ جب حضرت یوسفؑ کو شان و شوکت کے ساتھ آتا دیکھا تو کہا: سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ الْمُلُوْكَ بِالْمَعْصِيَةِ عَبِيْدًا وَّجَعَلَ الْعَبِيْدَ بِالطَّاعَةِ مُلُوْكًا۔ (پاک ہے وہ ذات جس نے بادشاہوں کو گناہوں کی سزا میں غلام بنا دیا اور غلاموں کو اپنی اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنا دیا۔)

حضرت یوسفؑ نے زلیخا سے دریافت کیا: کیا تجھے میری ضرورت ہے؟ وہ بولی: "اِس بات کو رہنے دیجئے۔" جب آپؑ نے دوبارہ پوچھا تو کہا: "ہاں مجھے آپؑ کی ضرورت ہے۔" حضرت یوسفؑ نے اپنے محل بھجوا دیا۔ پھر اُس نے حضرتؑ کو بتایا کہ میری طرح شاید ہی کوئی گرفتارِ مصیبت ہوا ہوگا۔ اول تو یہ کہ: میں آپؑ کی محبت میں گرفتار ہوئی۔ دوسرے مصر میں مجھ سے زیادہ کوئی خوبصورت حسین نہیں، مگر میرا شوہر نامرد تھا۔" حضرت یوسفؑ نے پوچھا: "تیرے دل میں کوئی خواہش ہے؟" اُس نے کہا: "ہاں، خدا سے دعا کریں کہ میری جوانی پلٹا دے۔" حضرت یوسفؑ نے دعا فرمائی، تو زلیخا کی جوانی پلٹی۔ حضرت یوسفؑ نے اُس سے شادی کی۔ جس سے آپؑ کے دو فرزند افرائیم اور ملیشا ہوئے۔"

★....(تفسیر مجمع البیان بحوالہ تفسیر علی ابن ابراہیم)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ (۵۷) اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۞ ؏

اور آخرت کا اجر تو اُن لوگوں کے لیے کہیں زیادہ بہتر ہے جو ایمان رکھتے ہیں اور فرائضِ الٰہیہ کو ادا کرنے کے ساتھ ساتھ بُرائیوں سے بھی بچتے رہتے ہیں۔

آخرت کے انعام کی عظمت

مطلب یہ ہے کہ: مومنینِ متقین کے لیے آخرت میں جو انعام ہے وہ دنیا کی ہر دولت اور ہر نعمت سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہے۔ دنیا کی کوئی نعمت کوئی اقتدار نیک لوگوں کے ادنیٰ سے صلے کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

*... (ماجدی)

بھلائی کا راستہ اختیار کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کا انعام

مطلب یہ ہے کہ: "جو شخص بھلائی کا راستہ اختیار کرتا ہے خداوندِ عالم اُس کو دنیا میں بھی میٹھا پھل دیتا ہے خواہ وہ حکومت، ثروت، دولت، عزّت کی شکل میں ہو، یا اولادِ صالح، حیاتِ طیبہ اور غنائے قلبی کی شکل میں ہو۔ اب رہا آخرت کا اجر، تو وہ دنیا کی تمام نعمتوں سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

*...... (عثمانی)

حضورِ اکرمؐ سے مماثلت

شاہ ولی اللہ کے نزدیک یہ جواب ہوا یہودیوں کے سوال کا کہ اولادِ ابراہیمؑ اِس طرح شام سے مصر آئی۔ اور حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے چاہا کہ حضرت یوسفؑ ذلیل ہوں، مگر اللہ نے اُن کو عزّت دی۔ اور یہی ہوا حضورِ اکرمؐ کے ساتھ۔

(شاہ ولی اللہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○ ۵۸	(۵۸) اور جب یوسفؑ کے بھائی (مصر) آئے اور یوسفؑ کے پاس (دربار میں) داخل ہوئے تو یوسفؑ نے انھیں پہچان لیا، مگر وہ لوگ یوسفؑ کو نہیں پہچان رہے تھے۔ (نہ پہچان سکے)

حضرتِ یوسفؑ کے بھائی اُن کو نہ ــــ پہچان ــــ سکے

حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اُنھیں شاہانہ شان وشوکت اور ہیبت کی وجہ سے نہ پہچانا۔"

★ . . . . (تفسیر صافی صـ۲۵ بحوالہ تفسیر عیاشی)

★ حضرت یوسفؑ کے بھائی اِس لیے حضرت یوسفؑ کو نہ پہچان سکے کہ اُن کو یہ گمان ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ یوسفؑ مصر کے بادشاہ بن جائیں گے۔

پھر یہ کہ حضرت یوسفؑ شاہی لباس میں تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خدا نے یہ بندوبست خود کیا ہو کہ وہ لوگ حضرت یوسفؑ کو نہ پہچان سکیں۔

★ . . . . (تفسیر تبیان)

حضرت یوسفؑ کی خدمات

جب حضرت یوسفؑ مصر پر حکمران ہوئے تو ساتؑ سال تک ملک کو خوب آباد کیا اور اناج خوب جمع کیا۔ پھر ساتؑ سال تک سستے داموں غلّہ بیچا۔ سب لوگوں کو برابر دیا۔ اِس طرح خلقتِ خدا کو قحط سے بچایا اور ملک کے خزانے کو مال سے بھر دیا۔ اسی لیے اُن کے بھائی اناج خریدنے مصر اُن کے پاس آئے۔

★ . . . . . (موضح القرآن)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۝ ۵۹	(۵۹) پھر جب یوسفؑ نے اُن کا سامانِ سفر روانگی کے لیے تیار کروایا تو کہا: "اپنے سوتیلے بھائی کو بھی میرے پاس لیتے آنا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں (ہر شخص کو) پورا پورا ناپ کر دیتا ہوں،

اور بہترین طریقے سے مہمان نوازی بھی کرتا ہوں۔"

حضرت یوسفؑ کا راشننگ کا طریقہ

حضرت یوسفؑ کا طریقہ یہ تھا کہ ہر شخص کے ہاتھ صرف ایک اونٹ غلہ فروخت فرماتے تھے۔ اِسی لیے حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا تھا کہ ہمارا ایک اور بھائی بھی ہے جو ہمارے ساتھ نہیں آیا۔ اُس کے حصے کا غلّہ بھی دیدیجیے۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ یہ قانون کے خلاف ہے، اگر اُس کو حصہ لینا ہے تو خود آئے۔ پھر اُس کے حصے کا غلّہ بھی دلوا دیا، مگر ساتھ ساتھ یہ بھی کہدیا کہ اب کے آنا تو اپنے ساتھ اُس بھائی کو بھی ضرور لیکر آنا، تاکہ اُس کو بھی پورا حصہ دیا جائے۔ اگر آئندہ اُس کو ساتھ نہ لاؤگے تو اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے مجھے دھوکا دیا۔ پھر میں تم کو کچھ بھی نہ دوں گا۔"

* ---- (تھانوی)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: "حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ باپ کی طرف سے تمہارے دو بھائی ہیں؟" اُنھوں نے کہا کہ: "اُن دونوں میں سے بڑے کو تو بھیڑیا کھا گیا اور چھوٹا ہمارے والد کے پاس ہے۔ ہمارے والد اُس سے بہت زیادہ مانوس ہیں"۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا: "میری خواہش یہ ہے کہ اب کی مرتبہ جب تم غلّہ لینے کے لیے آؤگے تو اپنے اُس بھائی کو ساتھ لیتے آنا۔"

* ---- (تفسیر صافی صفحہ ۱۵۱ بحوالہ تفسیر عیاشی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا (۶۰) اب اگر تم اُسے میرے سامنے نہ لاؤ گے تو میرے
كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ○ ۶۰ پاس تمھارے لیے تولنے کے لیے کچھ نہ ہوگا،
اور تم میرے قریب بھی نہ پھٹکنا۔"

قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَ (۶۱) اُنھوں نے کہا: "ہم کوشش کریں گے کہ
اِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ○ ۶۱ ہمارے والد صاحب اُسے بھیجنے پر راضی ہو
جائیں۔ اور ہم ایسا ضرور کریں گے۔"

وَقَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ (۶۲) پھر یوسفؑ نے اپنے جوانوں سے
فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَعْرِفُوْنَهَآ کہا کہ: "اِن لوگوں کی پونجی (جو اُنھوں نے
اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓی اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ غلّے کے بدلہ دی ہے) اُنھی کے سامان میں
یَرْجِعُوْنَ ○ ۶۲ (چپکے سے) رکھ دو۔ ممکن ہے یہ اُسے اُس
وقت پہچانیں جب وہ اپنے گھر لوٹیں اور (اِس احسان مندی سے) شاید پھر واپس آئیں۔"

بھائی کی محبّت

حضرت یوسفؑ کا حکم یہ تھا کہ اُن کی پونجی (جو وہ غلّہ خریدنے کے لیے لائے تھے) اُن کے غلّہ ہی میں رکھدو، تاکہ وہ دوبارہ آئیں، ممکن ہے کہ غلّہ خریدنے کی قیمت نہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ نہ آسکیں۔ اس لیے قیمت واپس کر دو۔ تاکہ کسی طرح بھی ہو وہ دوبارہ ضرور آئیں اور اپنے ساتھ بن یامین (برادرِ خورد) کو بھی لے آئیں۔ (بن یامین حضرت یوسفؑ کے سگے بھائی تھے)

★ ۱ بعضوں نے لکھا کہ بھائیوں سے غلّہ کی قیمت وصول کرنا شاید اپنی شان کے خلاف سمجھا، اِس لیے رقم واپس کر دی۔
(عثمانی)
(حضرت یوسفؑ نبیِ خدا تھے جو کچھ اُنھوں نے کیا وہ سب مصلحت کی بنا پر صحیح کیا۔)

www.drhasanrizvi.com

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا (۶۳) جب وہ اپنے باپ کے پاس واپس گئے
يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ تو کہا: "بابا! آئندہ ہم کو غلّہ ناپ کر دیے
مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ جانے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ اِس لیے ہمارے
لَحٰفِظُوْنَ ○ ۶۳ ساتھ ہمارے بھائی کو بھیجیے"، تاکہ ہم غلّہ نپوا
کر لے آئیں اور یقیناً ہم اُس کی حفاظت کریں گے

★ بروایت ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ حضرت یعقوبؑ کو سال میں دو دفعہ مصر سے غلّہ منگوانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ پس جب پہلی دفعہ قافلے کے ساتھ اپنے بیٹوں کو بھیجا تو حضرت یوسفؑ نے اُن کو فوراً پہچان لیا۔ اور باقی تمام قافلوں سے پہلے اُن کو غلّہ دے کر فارغ کیا اور نہایت خوش اخلاق سے پیش آئے حتیٰ کہ اُن کا اپنا سامان (قیمت وغیرہ) بھی واپس کر دیا۔

پس حضرت یوسفؑ کے بھائی غلّہ لے کر مصر سے روانہ ہوئے اور بعافیت اپنے وطن کنعان پہنچے۔ دھیمے لہجہ میں شرماتے ہوئے باپ کو سلام کیا تو آپ نے دریافت فرمایا: اے میرے فرزندو! کیوں دھیمی آواز سے سلام کر رہے ہو اور تم میں شمعون کی آواز نہیں ہے وہ کہاں گیا؟ کہنے لگے اے پدرِ نامدار! ہم ایک بہت بڑے شہنشاہ کی جانب سے آئے ہیں کہ حکمت و علم، خشوع و فروتنی اور ہیبت و وقار میں کوئی اُس کا ہم پلّہ ہم نے نہیں دیکھا۔ اگر آپ کے ساتھ کسی کو تشبیہ دی جا سکتی تو وہ بلا کم و کاست آپ کی نظیر ہے۔ اور بایں ہمہ ہمارا خاندان تو مصائب و آلام کا نشانہ بن چکا ہے۔ بادشاہ موصوف کو ہمارے اوپر اعتماد نہیں اور وہ ہماری بیان کردہ سرگزشت باور نہیں کرتا۔ آپ ازراہِ کرم ایک خط لکھ کر بن یامین کو ہمارے ہمراہ بھیجیں جس میں اپنی مصیبت کی روداد، بڑھاپے کی حالت اور بینائی کے کھو جانے کا سبب درج فرمائیں، اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو بادشاہ ہم سے بائیکاٹ کر لیگا۔ اور دوبارہ ہمارے ساتھ لین دین نہ کرے گا۔ ★ ۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

قَالَ هَلۡ اٰمَنُكُمۡ عَلَيۡهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنۡتُكُمۡ عَلٰۤى اَخِيۡهِ مِنۡ قَبۡلُ ؕ فَاللّٰهُ خَيۡرٌ حٰفِظًا ۚ وَّهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ۝ ٦٤

(٦٤) باپ نے کہا: "کیا میں اُس کے بارے میں تم پر اُسی طرح بھروسہ کرلوں جس طرح کہ اس سے پہلے اُس کے بھائی (یوسفؑ) کے بارے میں کرچکا ہوں؟ بس اللہ ہی سب سے بہتر حفاظت کرنے والا ہے، اور وہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اللہ بہترین محافظ ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جب حضرت یعقوبؑ نے یہ فرمایا کہ "بس اللہ تمھارا بہترین محافظ ہے" تو اِس پر خدا نے ارشاد فرمایا: "جب تم نے مجھ پر بھروسہ کیا ہے تو میں تمھارے دونوں چہیتے بیٹوں کو تمھارے پاس لوٹا دوں گا۔"

★ ۔۔۔۔ (تفسیر صافی ص ۲۵۱ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

★ کیونکہ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے بڑے زور دے کر کہا تھا کہ ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے۔ (اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ) اس کے جواب میں کہا گیا کہ "تم بھلا کیا حفاظت کروگے، تم نے اِس سے پہلے یوسفؑ کی کون سی حفاظت کی تھی؟ اُس ذمّہ داری کو کب پورا کیا تھا جو اِس بھائی کی حفاظت کی ذمّہ داری لے رہے ہو؟ اصل حفاظت کرنے والا تو بس خدا ہے، تم کیا حفاظت کروگے۔؟"

★ ۔۔۔۔۔ (تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.com

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا (٦٥) پھر جب اُنھوں نے اپنا سامان کھولا
بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ؕ تو (اُس میں) اپنی پونجی کو پایا کہ وہ بھی
قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ؕ هٰذِهٖ اُنھیں واپس کردی گئی ہے، تو وہ پکار
بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اُٹھے: "بابا! ہمیں بھلا اور کیا چاہیے؟
اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ ہماری تو پونجی تک ہمیں واپس کردی گئی
كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝ ہے، اور اب تو ہم اپنے گھر والوں کے

لیے پھر (جاکر) غلّہ لائیں گے، اور اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں گے، اور

(اِس طرح) ایک اونٹ (غلّہ) زیادہ لائیں گے۔ یہ تو بہت تھوڑا سا غلّہ ہے جو ہمیں

بڑی آسانی سے ناپ کر ملا ہے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

★ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ یہ غلّہ جو اب کی بار ہم لائے ہیں یہ کب تلک چلے گا؟ تھوڑے ہی دنوں بعد اور غلّے کی ضرورت پھر پڑے گی
★ ۔ ۔ ۔ ۔ (کشاف)

★ "آسانی والا غلّہ" یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ تو بڑی آسانی سے مل جانے والا غلّہ ہے اگر بن یامین، ہمارا چھوٹا بھائی ہمارے ساتھ ہوتا تو ایک اونٹ غلّہ اور مل جاتا۔ یہ سودا تو بڑے مزے کا ہے۔ اِس لیے آپ ہمیں بن یامین کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دیجیے۔

اِس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ فی آدمی ایک اونٹ بھر غلّہ مل رہا تھا۔ ★ ۔ ۔ ۔ ۔ (ماجدی)

★ دوسرا مطلب ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ۔ "یہ آسان بھرتی ہے" اس کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ یہ جو غلّہ ہم لائے ہیں بہت کم ہے، زمانہ قحط میں کیسے پورا ہوگا؟ اس لیے ضروری ہے کہ جس طرح ممکن ہو، ہم دوبارہ جائیں اور مزید غلّہ لائیں۔ ★ ۔ ۔ ۔ ۔ (عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ لَنۡ اُرۡسِلَهٗ مَعَكُمۡ (۶۶) اُن کے باپ نے کہا "میں تو اُس کو
حَتّٰى تُؤۡتُوۡنِ مَوۡثِقًا مِّنَ ہرگز بھی تمھارے ساتھ نہ بھیجوں گا جبتک
اللّٰهِ لَـتَاۡتُنَّنِىۡ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ کہ تم لوگ اللہ کی قسم کھاکر یہ عہد و پیمان
يُّحَاطَ بِكُمۡۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوۡهُ مَوۡثِقَهُمۡ نہ کرو کہ تم اُسے میرے پاس ضرور واپس
قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوۡلُ وَكِيۡلٌ ۝۶۶ لے آؤ گے، سوا اس کے کہ تم سب گھیر لیے
جاؤ۔" جب اُنھوں نے اُن سے پکّا عہد و پیمان کر لیا تو اُنھوں نے کہا: "(دیکھو) اللہ ہماری اِن باتوں پر گواہ ہے۔"

ظاہری اسباب پختہ رکھنے کی اہمیّت

تفاسیر میں ہے کہ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے حضرت محمدؐ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی قسم کھائی اور عہد کیا کہ "بن یامین کو ہم بخیریت لائیں گے۔" تب کہیں حضرت یعقوبؑ نے بن یامین کو لے جانے کی اجازت دی۔

★..... (مجمع البیان، تبیان، کاشفی، روح البیان)

★ حضرت یعقوبؑ نے پہلے ظاہری اسباب پختہ فرمائے۔ پھر اللہ پر بھروسہ رکھا یہی خدا کا حکم ہے۔

★..... (شاہ ولی اللہ)

★ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس ایک صحرائی عرب مسجد میں ملنے حاضر ہوا۔ آپؐ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ "تم نے اپنے اونٹ کو کیا کیا؟"

اُس نے عرض کی: "مسجد کے باہر خدا پر توکل کرکے چھوڑ آیا ہوں۔"

آپؐ نے فرمایا: "یہ توکل نہیں ہے۔ پہلے اونٹ کے پیر رسّی سے مضبوط باندھو پھر خدا پر بھروسہ کرو۔"

★..... (سیرت النبیؐ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ (٦٧)

پھر انھوں نے کہا: "اے میرے بیٹو! تم سب ایک ہی دروازے سے (شہر مصر میں) داخل نہ ہونا، بلکہ مختلف دروازوں سے جانا۔ خیر میں تم کو اللہ کی طرف سے (آئی ہوئی) کسی بلا سے تو بچا نہیں سکتا (کیونکہ) حکم تو خدا کے سوا کسی کا بھی نہیں چلتا، میں نے بھی اُسی پر بھروسہ کر رکھا ہے۔ اور تمام بھروسہ کرنے والوں کو اُسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

نظرِ بد ایک حقیقت ہے

جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ" یعنی: "نظرِ بد کا اثر ہونا یقیناً برحق ہے۔" نظرِ بد پہاڑ کی چوٹی کو بھی گرا دیتی ہے۔

جناب رسالت مآبؐ نے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کو نظرِ بد کے اثر سے محفوظ رہنے کے لیے یہ تعویذ لکھ کر عنایت فرمایا تھا:

"اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَآمَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّآمَّةٍ" یعنی: "میں اللہ کے مکمل کلمات سے تم دونوں کے لیے ہر بدمعاش شیطان اور نظرِ بد سے پناہ طلب کرتا ہوں۔"

★ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو یہی تعویذ دیا تھا۔

www.drhasanrizvi.com

حضرت جبرئیلؑ رسولِ خداؐ کے لیے ایک تعویذ لائے تھے جس میں لکھا تھا:

" بسم اللہ ارقیک من کل عین حاسد اللہ یشفیک "۔ (روح البیان)

نظرِ بد کا فلسفہ

علامہ طبرسیؒ نے لکھا کہ خدا نعمتوں کو سلب فرماتا ہے تاکہ انسان تکبر سے بچتا رہے، آخرت کو نہ بھول جائے۔ پھر ایک نعمت سلب کرنے کے بعد دوسری عطا فرماتا ہے تاکہ انسان خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائے۔ پس اس طرح خوف اور اُمید کے درمیان زندہ رہے۔ لوگوں کی نگاہ میں جو چیز بہت بڑی ہو جاتی ہے، خدا اُس کو پست فرماتا رہتا ہے کیونکہ خدا نے ہر چیز کی بلندی کی ایک حد معیّن کر دی ہے جس کے آگے وہ نہیں بڑھ سکتی۔ اسی لیے کہاوت ہے کہ " ہر کمالِ را زوال "

*..... (تفسیر مجمع البیان)

حضرت یوسفؑ کے سب بھائی بہت خوبصورت، بہت شاندار ڈیل ڈول کے مالک تھے۔ اسی لیے سارے ملک مصر میں مشہور ہو گیا تھا کہ بادشاہ اُن کے ساتھ خاص سلوک کرتا ہے اور انھیں بادشاہ کا قرب حاصل ہے۔ اسی لیے حضرت یعقوبؑ کو یہ خیال ہوا کہ کہیں اُن کو نظرِ بد نہ لگ جائے۔

*..... (تفسیر صافی صد ۲۵۱)

" حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے "

حضرت یعقوبؑ کا یہ فرمانا کہ: " حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے "۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر خدا ہی تمھیں کوئی تکلیف پہنچانا چاہے گا تو میری بتائی ہوئی کوئی تدبیر و ترکیب کوئی فائدہ نہ دے گی، پھر تو تمھارا الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا بھی خدا کی بھیجی ہوئی مصیبت کو نہ ٹال سکے گا۔ کیونکہ تدبیر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی "۔

*... (تفسیر صافی صد ۲۵۱)

تدبیر کُند بندہ، تقدیر زَنَد خندہ

یعنی: انسان تدبیر کرتا ہے، اور تقدیر اُس پر قہقہے اُڑاتی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

؎ چوں قضا آید حکیم ابلہ شود

یعنی: (جب خدا کی بھیجی ہوئی مصیبت آتی ہے تو عقلمند آدمی بھی احمق ہوتا ہے۔)

مگر اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ انسان کوشش ہی نہ کرے۔ اگر کوشش کرنا بند کردے گا تو اُس کی یہی سُستی مصیبتوں کے آنے کا سبب بن جائے گی۔ البتہ جو مصیبتیں تقدیر میں لکھی ہوتی ہیں وہ تدبیروں سے نہیں ٹلتیں۔ البتہ دعائیں، صدقات، خیرات اور نیک اعمال دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنا، خدا پر اعتماد کرنا، تقدیروں کو بھی ٹال دیا کرتا ہے۔ بقول اقبال

؎ غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں (یقین سے مراد خدا پر ایمان ہے)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "اَلدُّعَاءُ یَرُدُّ الْقَضَاءَ"

یعنی: "دُعا، تقدیر کو ٹال دیتی ہے۔" "صدقات کے ذریعے سے روزی کو طلب کرو" (الحدیث)

"اَلصَّدَقَۃُ یَرُدُّ الْبَلَاءَ" "صدقہ مصیبت و ابتلاء کو ٹال دیتا ہے۔" (الحدیث)

"عَجِّلُوْا بِالصَّدَقَۃِ قَبْلَ الْبَلَاءِ" (صدقہ دینے میں جلدی کرو مصیبت وارد ہونے سے پہلے) (الحدیث)

اِس لیے انسانی کوششیں جاری رہنی چاہئیں کیونکہ ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے حضرت یعقوبؑ اِسی طرزِ عمل کی تعلیم دے رہے ہیں کہ نقصانات سے بچنے کی امکانی کوششیں جاری رکھو مگر بھروسہ اپنی کوششوں پر نہ کرو، بلکہ خدا پر بھروسہ رکھو۔ "وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ" (اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے بس وہ اُس کے لیے کافی ہوجاتا ہے۔) ؎ مومن تو فقط حکمِ الٰہی کا ہے پابند
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
... (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

دوسرے مطالب

حضرت یعقوبؑ کا فرمانا کہ "تم سب ایک دروازے سے نہ جانا" تاکہ کہیں تم لوگوں کو دیکھنے والوں کی نظر نہ لگ جائے۔

لیکن بعض جدید مفسرین نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ: "کہیں تمھارا ڈیل ڈول دیکھ کر مال و دولت دیکھ کر لوگ تمھارے پیچھے نہ لگ جائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ شرعاً نظرِ بد کا اثر ثابت ہے۔ اِس لیے پہلا خیال صحیح ہے، اور دوسرا غلط۔ اکثر مفسرین نظرِ بد کے اثر ہی کو معتبر سمجھتے ہیں۔

★ ۔۔۔۔ (فتح الرحمان، تفسیر تبیان، فصل الخطاب)

★ حضرت یعقوبؑ کے فرمانے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ: اے بیٹو! اب مصر کے لوگ تمھیں جان پہچان گئے ہیں، اُن کو معلوم ہے کہ عزیزِ مصر تم پر مہربان ہے اِس لیے اب تم سب شہر کے ایک دروازے سے داخل مت ہونا۔ کیونکہ تم ٹھہرے پردیسی، تمھاری وجاہت، عزت اور شان و شوکت مصر والوں کو کھٹکے گی، اُن میں حسد کے جذبات پیدا ہو جائیں گے۔ اِس لیے بہتر یہی ہے کہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا" تاکہ لوگوں کی نگاہ تم پر نہ جمے اور اس طرح تم حسد اور نفرت سے بچ جاؤ۔" ★۔۔۔ (تفہیم)

نتائج

(۱) مفسرین نے نتیجہ نکالا کہ عقل سے کام لے کر تدبیر کرنا توکُّل کے منافی نہیں ہوتا۔ جبکہ انسان کا اعتماد صرف اللہ پر ہو۔ اور مؤثرِ حقیقی خدا ہی کو سمجھتا ہو۔

★۔۔۔۔ (ماجدی)

(۲) بعض مفسرین نے نتیجہ نکالا کہ: نظرِ بد کا ہونا صحیح ہے کیونکہ جناب رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: "نظرِ بد کا ہونا درست ہے اور بُری نظر پہاڑ کی چوٹی تک کو گرا دیتی ہے۔"

★۔۔۔ (مجمع البیان)

★ مومن اس لیے بھی تدبیر کرتا ہے کہ خدا نے اُس کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اِس طرح وہ تدبیر کر کے اجر و ثواب کا مستحق بھی ہو جاتا ہے۔ ★۔۔۔ (ماجدی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَ لَمَّا دَخَلُوۡا مِنۡ حَیۡثُ اَمَرَہُمۡ اَبُوۡہُمۡ ؕ مَا کَانَ یُغۡنِیۡ عَنۡہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ اِلَّا حَاجَۃً فِیۡ نَفۡسِ یَعۡقُوۡبَ قَضٰہَا ؕ وَ اِنَّہٗ لَذُوۡ عِلۡمٍ لِّمَا عَلَّمۡنٰہُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۸﴾ ع ۸

(۶۸) اور جب وہ لوگ (شہرِ مصر میں اُسی طرح) داخل ہوئے جس طرح اُن کے باپ نے اُنھیں حکم دیا تھا، تو اُنھیں اللہ کی تقدیر سے (اُن کی یہ احتیاطی تدبیر) بچا تو نہ سکتی تھی، مگر یعقوبؑ کے دل کی ایک حسرت تھی جسے اُنھوں نے پورا کرلیا، اور یقیناً وہ علم رکھنے والے تھے اُس چیز کا کہ جس کا علم ہم نے اُنھیں عطا کیا تھا۔ مگر اکثر لوگ اِس حقیقت کو نہیں جانتے۔

تدبیر کی اہمیت اور قضا و قدرِ الٰہی

حضرت یعقوبؑ جانتے تھے کہ یہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا ایک کمزور بچاؤ کی تدبیر ہے ورنہ ہوگا وہی جو منظورِ خدا ہوگا۔ (فصل الخطاب)

★ خدا کا یہ فرمانا کہ حضرت یعقوبؑ بڑے عالم تھے" یعنی ہم نے اُن کو علم دیا تھا۔ اِسی علم کی وجہ سے وہ اپنی تدبیر کو مؤثرِ حقیقی نہیں سمجھتے تھے۔ اُنھوں نے نقصان سے بچنے کی تدبیر اِس لیے فرمائی کہ ایسی تدبیر کرنا جائز بھی ہے اور قابلِ تعریف بھی ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے یعنی جہالت کی وجہ سے اپنی تدبیروں کو مؤثرِ حقیقی سمجھتے ہیں۔ ★ ... (تھانوی)

★ سوال: حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو پہلی دفعہ جانے پر تو حسد سے بچنے کی کوئی ترکیب کیوں نہ بتائی دوسری مرتبہ کیوں بتائی؟ جواب یہ ہے کہ پہلی مرتبہ جب اُن کے بیٹے مصر گئے تھے تو کوئی اُنھیں جانتا ہی نہ تھا لیکن اب جب دوسری مرتبہ جا رہے تھے تو مصر کے لوگ اُن کو پہچان گئے تھے حضرت یوسفؑ کی نظرِ خاص کی وجہ سے۔ ★...... (روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ (۶۹) اور جب وہ لوگ یوسفؑ کے پاس
اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ (اُنکے دربار میں) داخل ہوئے تو یوسفؑ
اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا نے اپنے (سگے) بھائی کو اپنے پاس بُلایا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ۶۹ اور اُس سے کہا: "میں تمہارا (سگا) بھائی

ہوں۔ اب تم پریشان یا غمگین نہ ہونا' اُن تمام حرکتوں سے جو یہ لوگ کرتے رہے ہیں۔"

بھائی سے ملاقات

جب سارے بھائی بن یامین کو ساتھ لیکر حضرت یوسفؑ کے پاس چلے تو بن یامین جو حضرت یوسفؑ کا سگا بھائی تھا' اپنے سوتیلے بھائیوں سے الگ تھلگ رہتا تھا۔ نہ اُن کے ساتھ کھاتا پیتا تھا اور نہ اُٹھتا بیٹھتا تھا' اور نہ اُن سے کلام کرتا تھا۔ (کیونکہ وہ اُن کو اپنے بھائی حضرت یوسفؑ کا قاتل سمجھتا تھا۔)

جب وہ سب مصر پہنچے تو حضرت یوسفؑ نے اپنے سگے بھائی بن یامین کو پہچان لیا۔ کیونکہ وہ اپنے تمام بھائیوں سے الگ دور جا کر بیٹھا۔ حضرت یوسفؑ نے اُس سے پوچھا کہ تم اپنے بھائیوں کے ساتھ کیوں نہ بیٹھے؟ بن یامین نے کہا کہ: "یہ لوگ ایسے ہیں کہ میرے بھائی (یوسفؑ) کو میرے باپ سے جُدا کر کے لے گئے تھے اور پھر اُسے واپس نہ لائے اور کہدیا کہ اُسے بھیڑیا کھا گیا۔ پس اسی وقت سے میں نے یہ عہد کر لیا کہ جب تک میں زندہ رہوں گا اُن سے الگ تھلگ رہوں گا۔"

حضرت یوسفؑ نے پوچھا: کیا تم نے شادی کی ہے؟ اُس نے کہا: "ہاں"۔ پوچھا کتنے بیٹے ہیں؟ اُس نے کہا: "تین بیٹے ہیں"۔ پوچھا: اُن کے نام کیا کیا ہیں؟ کہا: ایک کا نام "بھیڑیا"۔ دوسرے کا نام "کُرتہ"۔ تیسرے کا نام "خون" ہے۔ پوچھا: "تم نے یہ نام کیوں رکھے ہیں؟" کہا: اپنے بھائی یوسفؑ کی محبت کیوجہ سے' تاکہ جب اپنے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

کسی بیٹے کو پکاروں تو مجھے میرے بھائی یوسفؑ کی مصیبت یاد آجائے۔

اِس پر حضرت یوسفؑ نے حکم دیا: "سب درباری باہر چلے جائیں"۔ (صرف بن یامین کو روک لیا۔) جب سب درباری باہر چلے گئے تو حضرت یوسفؑ نے بن یامین سے کہا: "اِنِّیۡۤ اَنَا اَخُوۡكَ" "(میں ہی تیرا بھائی یوسفؑ ہوں) میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس رہو۔"

بن یامین نے کہا کہ: "میرے بھائی مجھے یہاں نہیں چھوڑیں گے، کیونکہ میرے والد نے ان سے سخت عہد لیا ہوا ہے۔"

حضرت یوسفؑ نے کہا: "میں ایک ترکیب کروں گا، تم انکار نہ کرنا، اور میری یہ باتیں اُن کو نہ بتانا۔"

(تفسیر صافی ص ۲۵۰ بحوالہ تفسیر قمی)

نتائج

(۱) معلوم ہوا کسی پر ظلم کی داستان کو یاد رکھنا اور اُس کی یادگار قائم کرنا، سچی محبت کی علامت ہے اور پسندیدہ ہے۔ (جیسے بن یامین نے اپنے مظلوم بھائی حضرت یوسفؑ کی یاد تازہ رکھنے کے لیے اپنے بیٹوں کے نام "بھیڑیا، کُرتہ، خون" رکھ لیے تھے تاکہ بھائی کی یاد باقی رہے۔)

(۲) جائز ترکیب اور بامصلحت اور بامقصد جھوٹ بولنا جو کسی شر و فساد کا باعث نہ ہو، بلکہ خیر پر مُنتج ہو، جائز ہے۔

(۳) کسی مصلحت کے پیشِ نظر حقائق کو چھپانا بھی جائز ہے۔

(مؤلف)

"لَمَّا دَخَلُوۡا" جب وہ حضرت یوسفؑ کے پاس پہنچے اور انھوں نے ہر دو مادری بھائیوں کو الگ الگ کھانا پیش کیا تو بن یامین کو اپنے ساتھ بٹھا لیا کہ اگر ان میں سے تیرا مادری بھائی کوئی نہیں ہے تو چلو میں تیرا بھائی ہوں اور ایسے انداز سے فرمایا کہ وہ اِس فقرہ کو حقیقی تعارف پر محمول نہ کر سکے بلکہ دعویٰ برادری کو دلجوئی پر ہی محمول کریں اور راز فاش نہ ہو۔

(تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ (۷۰) جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ○ ۷۰

پھر جب اُن کا سامان تیار کرا یا، تو پانی پینے کا اپنا پیالہ اپنے (سگے) بھائی (بن یامین) کے سامان میں رکھ دیا۔ پھر ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا: "اے قافلہ والو! یقیناً تم لوگ چور ہو۔"

چور کہنے کی اصل وجہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا: "نہ تو حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے چوری کی تھی، اور نہ حضرت یوسفؑ نے غلط کہا تھا۔ حضرت یوسفؑ کا مطلب یہ تھا کہ تم لوگوں نے یوسفؑ کو اُن کے باپ سے چُرا لیا۔"

*.... (تفسیر صافی صـ ۲۵۲ بحوالہ تفسیر قمی)

★ شاہی کٹورا ضرور جواہرات سے جڑا ہوا قیمتی ہوگا۔ (جلالین)

★ حضرت یوسفؑ کی طرف سے یہ اعلان کہ "اے قافلہ والو! ضرور تم چور ہو" اِس آیت سے فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ ظنِ غالب کی بنا پر اگر کسی کو چور یا مجرم کہدیا جائے تو اس پر کذب کا اطلاق نہیں ہوتا۔" (جصاص)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

" جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا کہ: "خداوندِ عالم دو چیزوں کو محبوب رکھتا ہے اور دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔ اِن دو باتوں کو پسند کرتا ہے کہ:

(۱) میدانِ جہاد میں انسان جرأت اور ناز کے ساتھ چلے (۲) صرف صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولے یا اصلاح کیخاطر ایسا کرے۔ جن کو ناپسند کرتا ہے وہ (۱) جھوٹ بولنا اور (۲) راستوں پر فخر و ناز کے ساتھ چلنا۔ ہے (تفسیر برہان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّا ذَا تَفْقِدُوْنَ ؀ ۷۱ (۷۱) (اُنھوں نے شاہی نوکروں کی طرف متوجہ ہو کر) پوچھا: (آخر) "تمھاری کیا چیز کھو گئی۔ (ہے) ؟"

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ ؀ ۷۲ (۷۲) اُنھوں نے کہا: "بادشاہ کے پینے کا پیالہ[1] ہمیں نہیں مل رہا ہے۔ اور جو اُسے لاکر دے گا اُس کو ایک اونٹ کے بار کے برابر اناج انعام میں دیا جائیگا اور میں (خود اُس کے) دینے کا ذمّہ دار ہوں۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ ؀ ۷۳ (۷۳) اُنھوں نے کہا: "خدا کی قسم، تم خوب جانتے ہو کہ ہم اِس ملک میں خرابی کرنے نہیں آتے، اور ہم لوگ چور نہیں ہیں۔"[2]

(آیت ۷۲) [1] "صُوَاعَ" یا "صَاعَ" ایک ایسا برتن تھا جس سے پیا بھی جاتا تھا اور ناپا بھی جاتا تھا۔ یہ لفظ مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔
* - - - (امام راغب۔ لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صـ ۴۷)

(آیت ۷۳) [2] حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مصر میں ہمارا چال چلن معلوم کیا جاسکتا ہے، ہم نے یہاں کوئی جرم نہیں کیا، نہ ہم یہاں شرارتوں کے لیے آئے ہیں۔ اور نہ ہم چوروں کے خاندان سے ہیں۔
* - - - - (عثمانی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ○ ۷۴ (۷۴) سرکاری نوکروں نے کہا: "اگر تم جھوٹے نکلے تو چور کی کیا سزا ہوگی"؟

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ ○ ۷۵ (۷۵) اُنھوں نے کہا: "سزا اُس کی یہ ہے کہ جس کے سامان میں وہ (پیالہ) مل جائے، وہی آدمی اُس کا معاوضہ ہوگا۔ ہم تو اسی طرح مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔"

(آیت ۷۴)

مخافظین نے کہا کہ تم فضول بحثیں کر رہے ہو، اگر چوری کا مال تمھارے پاس سے (سامان میں سے) نکل آیا تو پھر تم کیا کرو گے۔؟

★ ---- (عثمانی)

شریعتِ ابراہیمی میں چور کی سزا

"شریعتِ ابراہیمیؑ میں چور کی سزا وہی آدمی معاوضہ ہے" یعنی چوری کرنے والے کو غلام بنا کر اپنے پاس روک لیا جاتا۔

★ ------ (فصل الخطاب)

★ یاد رہے کہ حضرت یوسفؑ کے بھائی بہرحال نبیؑ زادے، خاندانِ ابراہیمیؑ سے تھے۔ اِس لیے اُنھوں نے وہی قانون بیان کیا جو شریعتِ ابراہیمیؑ کا قانون تھا۔ (تفہیم)

★ برادرانِ یوسفؑ نے بلا تکلف اپنے دین کے مطابق چور کی سزا اِس لیے بتا دی کہ انھیں پورا یقین تھا کہ ہم چور نہیں ہیں۔ اس طرح وہ اپنی ہی بتائی ہوتی سزا کے مطابق خود پھنس گئے۔

★ ----- (عثمانی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ۭ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ۭ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝ ۷۶

(۷۶) تب یوسفؑ نے اپنے (سگے) بھائی کے برتن سے پہلے اُن لوگوں کے برتنوں سے تلاشی کی ابتدا کی۔ پھر اُس (پیالہ) کو اپنے (سگے) بھائی کے برتن سے نکال لیا۔ اِس طرح ہم نے یوسفؑ کے لیے ترکیب کی۔ (کیونکہ) وہ اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون کے مطابق نہیں لے سکتے تھے۔ سوا اس کے کہ اللہ ہی یہ چاہے۔ (غرض) ہم جس کے درجے چاہتے ہیں بلند کر دیتے ہیں۔ اور ہر علم والے سے بڑھ کر ایک اور علم والا ہوا کرتا ہے۔

مخلوق بہرحال خدا کی محتاج ہے

خدا کا آخر میں فرمانا: "تمام علم والوں سے بڑھ کر ایک علم والا ہے۔" یعنی: اگرچہ حضرت یوسفؑ بڑے عالم اور عاقل تھے مگر پھر بھی ہمارے القاءِ تدبیر کے محتاج تھے۔ کیونکہ خدا کے علم کے سوا کسی کا علم ذاتی اور ہر چیز پر محیط نہیں۔ ہر شخص کا علم خدا کا عطا کیا ہوا ہے اور محدود ہے۔ ہاں اللہ کا علم ذاتی بھی ہے اور غیر محدود بھی۔ اِسی لیے مخلوق اپنے علم و تدبیر میں خدا کی تعلیم اور امداد کی محتاج ہے۔

* ----- (تھانوی)

★ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی زبان سے شریعتِ ابراہیمیؑ کا قانون نکلا کہ جس کے پاس مال نکلے ایک سال کے لیے اُس کو غلام بنالو۔ ورنہ مصر کی حکومت کا قانون یہ نہ تھا۔

* ----- (عثمانی)

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

★ حضرتِ یوسفؑ کے بھائیوں کے جواب دینے کا مقصد یہ تھا کہ ہماری شریعتِ اسرائیلی میں چور کی سزا یہی ہے کہ صاحبِ مال چور کو اپنا غلام بنا سکتا ہے۔

★ ..... (تفسیر کبیر)

★ یہاں "دین" سے مراد قانون ہے جو اُس ملک میں رائج تھا۔

★ .... (تفسیر صافی ص ۲۵۲)

★ مصر کے بادشاہ کے قانون کے مطابق چور کو جسمانی سزا دی جاتی تھی یا چوری کا مال وصول کیا جاتا تھا۔ مگر خدا نے خود حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی زبانی یہ کہلوا دیا کہ چور کو ہمارے ہاں غلام بنا لیا جاتا ہے۔ اِس طرح خدا نے خود یہ بندوبست کر دیا کہ حضرت یوسفؑ اپنے بھائی کو اپنے پاس روک لیں، ورنہ مصر کے قانون کے مطابق وہ روک نہ سکتے تھے۔

★ ..... (تفسیر جلالین)

★ غرض اِس جواب سے ثابت ہو گیا کہ حضرت یوسفؑ نے جو منصوبہ بنایا تھا وہ خدا کی ہدایتِ خاص کا نتیجہ تھا۔

★ ..... (تفسیر تبیان)

نتیجہ ملاحظہ فرمائیں کہ خدا اپنے چہیتے بندوں کی خاطر کس کس طرح تدبیریں فرماتا ہے۔ سبحان اللہ

★ ..... (مؤلف)

سوال رہا یہ سوال کہ حضرت یوسفؑ کے پورے واقعے میں خدا کی وہ کونسی تدبیر اور تائید تھی جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے؟ پیالہ تو خود حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کے سامان میں رکھوایا تھا سرکاری ملازمین نے اُن کو چوری کے الزام میں روکا تھا۔ اِس لیے یہ سب تو سرکاری اہلکاروں کا کام تھا۔؟

خدا کی تائید یہ ہوئی کہ ملازمین نے خلافِ معمول چور کی سزا خود حضرت یوسفؑ کے بھائیوں ہی سے پوچھ لی۔ ورنہ سرکاری ملازمین کبھی ملزموں سے سزا پوچھا نہیں کرتے۔ اب جو انھوں نے سزا پوچھ لی تو حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے شریعتِ ابراہیمیؑ کے مطابق سزا بتائی۔ اِس سے تین کام از خود ہو گئے۔ ایک تو حضرت یوسفؑ کو شریعتِ ابراہیمیؑ پر عمل کرنے کا موقع مل گیا، دوسرے وہ اپنے سگے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

بھائی کو حوالات بھیجنے کے بجائے خود اپنے ساتھ رکھ سکے۔ اور تیسرا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ حضرت یوسفؑ کا کم سے کم اپنے ذاتی معاملات میں مصر کے قانون کے بجائے حضرت ابراہیمؑ کے لائے ہوئے خدائی قانون پر عمل کرنا ثابت ہوگیا۔ اسی سے اکابر مفسرین نے ثابت کیا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے اختیارات اسلامی شریعت کو نافذ کرنے کے لیے حاصل کیے تھے۔ یہی خدا کی وہ تائید تھی جو حضرت یوسفؑ کو حاصل تھی۔

★ --- (تفہیم القرآن)

★ حضرت امام علی رضاؑ نے بھی یہی فرمایا تھا۔

★ --- (موقف)

نتیجہ محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد دین کے اجزا رہیں، بالکل اسی طرح وہ قانون بھی عینِ دین ہے جس پر سوسائٹی اور ملک کا انتظام چلایا جاتا ہے لہٰذا خدا کا یہ فرمانا کہ: "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام" (اللہ کے نزدیک قانون صرف اسلام کا قابلِ قبول ہے۔) اِس قسم کی تمام آیات میں دین سے مراد صرف نماز، روزہ ہی نہیں ہے، بلکہ اسلام کا اجتماعی نظام بھی مراد ہے، دوسرے کسی نظام کی پیروی خدا کے ہاں ہرگز قبول نہیں۔

★ --- (تفہیم)

(۲) اسلامی قوانین کا نفاذ بتدریج ہوتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ حضرت یوسفؑ بادشاہِ مصر کا قانون نافذ کر رہے تھے یا اسلام کا قانون؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ خدا کا قانون نافذ کر رہے تھے، مگر عملاً قانون ایک دن میں بدلا نہیں جا سکتا نظامِ تمدن و نظامِ معیشت نظامِ سیاست، نظامِ عدالت کو بدلتے بدلتے کئی سال لگ سکتے ہیں۔ اسی لیے اِس درمیانی مدت تک سابقہ قوانین پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح جناب رسولِ خداؐ کے زمانے میں بھی ابتدائی سالوں میں چند سال تک شراب نوشی، سود خوری اور جاہلیت کے قوانین کے مطابق میراث بٹتی رہی، نکاح و طلاق ہوتے رہے۔ اسی طرح حضرت یوسفؑ کے ابتدائی آٹھ سال کے دورِ حکومت میں مصری بادشاہت کے

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

بھی کچھ قوانین چلتے رہے اور اسلامی قوانین کا نفاذ بھی ہوتا چلا گیا۔ غرض عملی مجبوریوں کی وجہ سے احکامِ اسلامی کے اجراء میں تدریج سے کام لینا پڑتا ہے۔ البتہ ذاتی معاملات میں حضرت یوسفؑ نے اسلامی قوانین پر ہی عمل فرمایا۔ جس طرح حضورِ اکرمؐ نے خود اُس دور میں بھی جب مسلمان شراب پیتے تھے، سود کھاتے تھے، نہ شراب پی اور نہ سود کھایا۔

* ----- (تفہیم القرآن)

مصری قانون پر حضرت یوسفؑ کا عمل

مصری قانون کے لحاظ سے حضرت یوسفؑ کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے سگے بھائی بن یامین کو اپنے پاس روک لیں۔

* ----- (تفسیر کبیر بقول الضحاک)

اور حضرت یوسفؑ کے بھائی اگرچہ باہر سے آئے تھے مگر مصر میں وہ مصری قانون ہی کے پابند تھے آج بھی بین الاقوامی قانون یہی ہے۔ حضرت یوسفؑ کو نورِ نبوت سے یہ معلوم تھا کہ کچھ عرصے کے بعد نظامِ حکومت اُنہی کے ہاتھ میں آنے والا ہے اس لیے اُس وقت وہ عارضی طور پر مصری قانون سے تعرُّض نہ فرماتے تھے۔ یہ بھی ایک قسم کا تقیہ ہے۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی قوانین کو تدریجاً نافذ کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ فوری نافذ کرنا ممکن نہ ہو، یا، فوری نفاذ سے بدامنی یا بدنظمی پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔

* ----- (مؤلف)

اسباق و تعلیمات

آیت کے آخری الفاظ سے یہ سبق ملتا ہے کہ کسی کو اپنے علم پر اکڑنے کا حق نہیں۔ جہاں سب کا علم ختم ہو جاتا ہے وہاں سے عالم الغیب ہستی کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اُسی اللہ نے اپنے علم سے مصری حکومت کے عہدے داروں کے دل میں یہ ڈال دیا کہ وہ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں سے یہ پوچھ لیں کہ اسرائیلوں میں چوری کی کیا سزا ہے؟ اِس طرح اللہ اپنے علم اور قدرت سے جس کا مرتبہ چاہتا ہے بلند فرماتا ہے۔

* ----- (ماجدی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

قَالُوۡۤا اِنۡ یَّسۡرِقۡ فَقَدۡ سَرَقَ اَخٌ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ ۚ فَاَسَرَّہَا یُوۡسُفُ فِیۡ نَفۡسِہٖ وَ لَمۡ یُبۡدِہَا لَہُمۡ ۚ قَالَ اَنۡتُمۡ شَرٌّ مَّکَانًا ۚ وَ اللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا تَصِفُوۡنَ ﴿۷۷﴾

اُن بھائیوں نے کہا: ”اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اِس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی“۔ یوسفؑ نے اُن کی اِس بات کو دل میں چھپائے رکھا اور حقیقت اُن پر نہ کھولی۔ بس اتنا کہا کہ: ”بڑے ہی بُرے ہو تم لوگ منزلت کے لحاظ سے۔ اور جو اِلزام تم لگا رہے اس کی حقیقت خدا خوب جانتا ہے۔“

حضرت یوسفؑ پر ایک جھوٹا الزام

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کا یہ کہنا کہ:
”اس کے ایک بھائی نے بھی اِس سے پہلے چوری کی تھی“ مفسرین نے لکھا کہ: ”حضرت یوسفؑ نے سونے کی ایک مورتی اپنی نانی کے پاس سے چھپالی تھی تاکہ وہ بُت پرستی نہ کرسکیں۔“

★ ۔۔۔۔ (فتح الرحمٰن، جلالین، تفسیر کبیر بقول سعید بن جبیر)

★ شیخ طوسیؒ نے لکھا: ”حضرت یوسفؑ دسترخوان سے کچھ کھانا فقیروں کے لیے بچا کر رکھ لیتے تھے۔“

★ ۔۔۔۔ (تفسیر تبیان)

(جس کو حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے چوری کہا)

★ اِسی لیے حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کی یہ باتیں سن کر دل میں فرمایا کہ: ”تم لوگ منزلت کے لحاظ سے بدترین لوگ ہو۔“

★ ۔۔۔۔ (جلالین ۔ شاہ ولی اللہ)

★ غرض حضرت یوسفؑ کو اپنے بھائیوں کی اِس بدتمیزی اور الزام تراشی پر غصّہ تو آیا مگر آپ نے اُس کو ظاہر نہ فرمایا اور اپنے عمل کی تشریح نہ فرمائی۔ بس اتنا فرمایا کہ: ”تم جو چوری کا الزام لگا رہے ہو اُس

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

کی حقیقت خدا کو خوب معلوم ہے۔" اور یہ بات بھی اُنھوں نے اپنے دل میں کہی۔ اور یہ بھی دل میں کہا کہ "چور تو تم ہو کہ تم نے اپنے باپ سے اُن کے محبوب ترین بیٹے کو چرا لیا تھا۔

★..... (تفسیرِ کبیر بقولِ ابنِ عباسؓ)

★ کچھ تفاسیر میں حضرت یوسفؑ کی چوری کے سلسلے میں یہ لکھا ہے کہ: "حضرت یوسفؑ کو اُن کی پھوپھی نے پالا تھا اور اُن کو حضرت یوسفؑ سے سخت محبت ہوگئی تھی۔ جب وہ بڑے ہوئے اور حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو اپنی بہن سے واپس لینا چاہا تو اُنھوں نے حضرت اسحاقؑ کا متبرک کمر بند کو حضرت یوسفؑ کی کمر میں چپکے سے باندھ دیا۔ اور حضرت یعقوبؑ کے پاس بھیج دیا۔ پھر وہ کچھ دیر بعد حضرت یعقوبؑ کے پاس آئیں اور فرمایا: "حضرت اسحاقؑ کا کمر بند چوری ہوگیا ہے۔" پھر حضرت یوسفؑ کی کمر سے کھول کر نکال لیا۔ اس طرح حضرت یوسفؑ کو پھر اُن کی پھوپھی کے حوالے کر دیا گیا۔

★..... (تفسیرِ انوار النجف، مرشد تھانوی)

★ حضرت یوسفؑ کا اپنے بھائیوں سے 'چوری کے الزام' پر یہ فرمانا کہ: "اِس بات میں تم اور بھی زیادہ بُرے ہو۔" اِس کا مطلب یہ تھا کہ مجھ سے تو حقیقتاً کوئی چوری واقع نہیں ہوئی، لیکن تم لوگوں نے تو اتنا بُرا کام کیا کہ مال کے بجائے تم نے باپ سے اُس کا بیٹا ہی غائب کر دیا۔ یعنی مجھ کو باپ سے چُرا لیا۔ اور جو کچھ تم میرے بارے میں بیان کر رہے ہو اُس کی حقیقت خدا خوب جانتا ہے۔ (کہ میں چور نہ تھا)

★.... (تھانوی)

★ "مجاہدؒ نے کہا کہ: "عزیزِ مصر مسلمان ہوگیا تھا۔ ★.... (دُرِّ منثور)

★ لیکن پھر سوال یہ ہے کہ وہ خدا کے قانون کے بجائے اپنا قانون کیوں چلاتا تھا؟ اِس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ عام رعایا سے مغلوب تھا اِس لیے خدا کا قانون جاری نہ کر سکا تھا۔

★... (تھانوی)

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ ۖ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۷۸﴾

(۷۸) اُن کے بھائیوں نے کہا: "اے عزیز مصر! (بادشاہِ مصر) یقین مانیے کہ اس کا باپ ایک بہت ہی بوڑھا شخص ہے، آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیجیے۔ ہم تو آپ کو بڑا ہی نیک اور احسان کرنے والا انسان دیکھتے ہیں۔

قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَنْ وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذًا لَظَالِمُونَ ﴿۷۹﴾ ع ۹ ۱۱ ۳

(۷۹) یوسفؑ نے کہا: "اللہ کی پناہ۔ دوسرے کسی شخص کو ہم کیسے رکھ سکتے ہیں؟ جس کے پاس ہم نے اپنا مال پایا ہے اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اگر ہم رکھیں تو اس صورت میں تو ہم ظالم قرار پائیں گے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

(آیت ۷۸) محققین نے نتیجہ نکالا کہ "عزیزِ مصر" کا خطاب مصر کے ہی بادشاہوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ نیز یہ لفظ بڑے بڑے لوگوں کے لیے بھی استعمال ہوتا تھا۔ جیسے ہمارے ہاں "سرکار" "عالی جناب"، "عالی مرتبت" جیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔
*...... (ماجدی)

★ "فرعون" بھی مصر کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ ورنہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے کے فرعون کا نام "ولید" تھا۔

(آیت ۷۹) حضرت یوسفؑ کا یہ فرمانا کہ: "تب یقیناً ہم ظالم ہوں گے"۔ اس کا مطلب

www.drhasanrizvi.com

یہ ہے کہ اگر میں کسی دوسرے آدمی کو چور کی جگہ پکڑ کر رکھوں تو یہ ظلم ہوگا۔

اور دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب خدا نے ہمیں صرف بن یامین کے روکنے کی اجازت دی ہے تو اُس کے بجائے کسی اور کو روکنا ظلم ہوگا۔

٭...... (تفسیر صافی صہ ۲۵۲)

حضرت یوسفؑ کی احتیاط اور تَوریہ

حضرت یوسفؑ نے یوں فرمایا کہ:

"جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی"

آپ نے یہ نہ فرمایا کہ: "جس نے ہماری چیز چُرائی"۔ اس لیے کہ اگر یوں فرماتے تو غلط اور جھوٹ ہوتا۔

٭.... (جلالین)

اِسی کو اصلاح میں "توریہ" کہتے ہیں۔ یعنی "حقیقت پر پردہ ڈالنا" یا امرِ واقعہ کو چھپانا۔ جب کسی مظلوم کو ظالم سے بچانے یا کسی ظلم کو دفع کرنے کی کوئی اور صورت اِس کے سوا نہ ہو کہ کچھ خلافِ واقعہ بات کہی جائے یا کوئی خلافِ حقیقت حیلہ کیا جائے تو ایسی صورت میں ایک پرہیزگار آدمی صریح جھوٹ بولنے کے بجائے ایسی بات کہنے یا ایسی تدبیر کرنے کی کوشش کریگا کہ جس سے حقیقت کو چھپا کر اور بدل کر ظالم کو دفع کیا جا سکے۔ ایسا کرنا شرع و اخلاق میں جائز ہے، بشرطیکہ محض کام نکالنے کے لیے ایسا نہ کیا جائے بلکہ مقصد کسی بڑی بُرائی کو دور کرنا ہو۔

٭.... (تفہیم)

بقول سعدیؒ: دروغِ مصلحت آمیز بہ زراستیِ فتنہ انگیز

یعنی: ایسا جھوٹ جو مصلحت یا بھلائی کے لیے بولا جائے ایسے سچ سے بہتر ہے جو فتنے کا سبب ہو۔

(سعدیؒ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○ ۸۰

(۸۰) تو جب وہ لوگ یوسفؑ سے مایوس ہو گئے تو اکیلے میں جا کر آپس میں چپکے چپکے مشورہ کرنے لگے۔ اُن میں جو سب سے بڑا تھا، وہ بولا: "کیا تمھیں نہیں معلوم کہ تمھارے باپ نے تم سے اللہ کی قسم دے دے کر پکا عہد لیا تھا، اور اس سے پہلے یوسفؑ کے معاملہ میں بھی تم زیادتی کر چکے ہو؟ لہٰذا میں تو اِس سرزمین سے ہٹوں گا ہی نہیں، جب تک کہ میرے والد مجھے اجازت نہ دے دیں، یا پھر اللہ میرے لیے اپنا کوئی فیصلہ فرما دے، کہ وہ تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

"کَبِیْرُھُمْ": حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"حضرت یوسفؑ کے سب سے بڑے بھائی کا نام "یہودا" تھا۔

* ---- (تفسیر صافی ص۲۵۲ بحوالہ تفسیر عیاشی)

اُس کا دوسرا نام "لاوی" بھی تھا۔ * ---- (تفسیر قمی)

لاوی یا یہودا کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ "واضح رہے کہ بندہ تو یہاں سے ٹلنے والا نہیں ہے، سوا اس کے کہ یا تو میرے والدِ ماجد مجھے آنے کا حکم دیں یا خدا مجھے یہاں موت دے دے، یا پھر میں کسی تدبیر سے بن یامین کو چھڑا لوں (اس کے بغیر اپنے والد کو منہ نہ دکھاؤں گا)

* ---- (عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ○ ۸۱

(۸۱) تم اپنے باپ کے پاس واپس جاؤ اور اُن سے کہو: باباجان! حقیقتاً آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے۔ ہم نے اُسے چوری کرتے ہوئے تو نہیں دیکھا، مگر جو کچھ ہمیں معلوم ہوا ہے، ہم وہی بیان کر رہے ہیں۔ اور غیب کی بات کا تو ہمیں علم نہیں ہے۔

وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○ ۸۲

(۸۲) آپ (آکر) اُس بستی کے لوگوں سے (خود) پوچھ لیجیے جس میں ہم تھے اور اُس قافلے والوں سے بھی پوچھ لیجیے جس کے ساتھ ہم آئے ہیں، کہ حقیقتاً ہم بالکل سچے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

یہودا کے کہنے کا مطلب

(آیت ۸۱) بڑے بھائی یہودا کے کہنے کا مطلب یہ بھی تھا کہ مجھے تو تم لوگ مصر میں ہی چھوڑ دو، اور تم جاکر والد صاحب کو بتا دو کہ آپ کے چھوٹے بیٹے بن یامین نے چوری کی ہے اور بادشاہ نے اُسے اپنے پاس روک لیا ہے۔

★ حضرت شاہ صاحب نے اس کا مطلب یوں لکھا کہ: "جاکر باپ سے یہ کہو کہ ہم نے ضرور قول دیا تھا، مگر ہمیں کیا خبر تھی کہ بن یامین چوری کرکے پکڑا جائے گا۔ ہم نے اپنے دین کے مطابق چور کی سزا بتائی تھی۔ یہ معلوم نہ تھا کہ خود ہمارا اپنا بھائی ہی چور نکلے گا۔

★ ..... (شاہ ولی اللہ)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ (۸۳) یعقوبؑ نے کہا: "(ایسا نہیں ہے)

اَمْرًا ۚ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۚ عَسَى بلکہ تم نے تو خود اپنے آپ یہ ایک بات

اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِىْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۚ بنالی ہے۔ تو بہر حال میں صبر کرتا ہوں

اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ ۸۳ اور اچھی طرح سے صبر کروں گا، ممکن ہے

کہ عنقریب خدا اُن سب کو میرے پاس لے آئے۔ یقیناً وہ سب کچھ جانتا ہے اور اُس کے سب کام حکمت پر مبنی' بالکل ٹھیک گہری مصلحتوں کے مطابق ہوتے ہیں۔"

ایک اعتراض کا جواب

رہا یہ سوال کہ حضرت یعقوبؑ نے یہ کیوں فرمایا کہ: "یہ بات تم نے اپنے دل سے بنالی ہے"؟ حالانکہ اُنھوں نے تو یہ بات دل سے نہ بنائی تھی؟ جواب یہ ہے کہ حضرت یعقوبؑ کا ارشاد مطابقِ واقعہ ہے کیونکہ بن یامین نے واقعاً چوری نہ کی تھی۔ یہ چوری والا واقعہ تو حضرت یوسفؑ نے خود اپنے دل سے بنایا تھا۔ "لکم" (تم نے) سے مراد حضرت یوسفؑ اور بن یامین ہیں جن دونوں نے یہ پروگرام بنایا تھا' اور وہ دونوں بھی تو حضرت یعقوبؑ کے بیٹے ہی تھے۔ ٭ .... (تھانوی)

٭ "صبرِ جمیل" کا مطلب ایسا صبر جس میں شکوہ شکایت نہ ہو۔ ٭ (ماجدی)

رونا صبر کے منافی نہیں

حالانکہ حضرت یعقوبؑ دن رات فراقِ حضرت یوسفؑ میں روتے تھے (یہاں تک چشم بصارت جاتی رہی) مگر کیونکہ کسی سے اُس کی شکایت نہ کرتے تھے۔ اِس لیے خدا نے اُن کے صبر کو "صبرِ جمیل" فرمایا۔ مفسرین نے نتیجہ نکالا کہ رونا اور غمزدہ ہونا عینِ فطرت ہے' اور صبر یا شریعت کے منافی نہیں۔ (تفسیر انوار النجف) ٭ خاصکر امام حسینؑ کے غم میں رونا تو رسول خدا اور آل رسولؐ سے محبت کا نتیجہ ہے اِس لیے بہترین عبادت ہے اور ذریعہ نجات' بلکہ عینِ شریعت اور حکم الٰہی کے مطابق ہے۔

(مؤلف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَتَوَلّٰی عَنۡھُمۡ وَقَالَ یٰۤاَسَفٰی (۸۴) پھر یعقوبؑ نے اُن کی طرف سے منھ
عَلٰی یُوۡسُفَ وَابۡیَضَّتۡ عَیۡنٰہُ پھر لیا اور کہا: "ہائے افسوس یوسفؑ
مِنَ الۡحُزۡنِ فَھُوَ کَظِیۡمٌ ﴿۸۴﴾ پر۔" اُن کی دونوں آنکھیں رنج و غم سے
(روتے روتے) سفید ہو گئیں، اور وہ خاموشی سے غم کو پیے چلے جا رہے تھے۔[1]

قَالُوۡا تَاللّٰہِ تَفۡتَؤُا تَذۡکُرُ (۸۵) (آخرِ کار) اُن بیٹوں نے کہا: "خدا کی قسم
یُوۡسُفَ حَتّٰی تَکُوۡنَ حَرَضًا آپ تو برابر یوسفؑ ہی کو یاد کیے جاتے
اَوۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡھٰلِکِیۡنَ ﴿۸۵﴾ رہیں گے۔ یہاں تک کہ آپ سخت
بیمار پڑ جائیں گے۔ یا پھر ہلاک ہی ہو جائیں گے۔"

---

[1] جنکے رُتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے

نیا زخم کھا کر حضرت یعقوبؑ کا پُرانا زخم ہرا ہو گیا۔ اِس لیے بے اختیار پکار اُٹھے: "یٰۤاَسَفٰی عَلٰی یُوۡسُفَ" "ہائے افسوس یوسفؑ پر۔"

حضورِ اکرمؐ نے فرمایا ہے: "نَحۡنُ مَعَاشَرَ الۡاَنۡبِیَآءِ اَشَدُّ بَلَآءً ثُمَّ الۡاَمۡثَلُ فَالۡاَمۡثَلُ" یعنی: "ہم انبیاءؑ کا خدا کی طرف سے سخت امتحان ہوتا ہے پھر اُن کا ہوتا ہے جو انبیاءؑ جیسے لوگ ہوتے ہیں۔" مثلاً:(۱) حضرت یعقوبؑ کے دل میں حضرت یوسفؑ کی محبت بے پناہ ڈال دی گئی۔(۲) پھر دردناک طریقے سے اُن کو باپ سے جُدا کیا گیا۔ اِس پر وہ کسی کے سامنے حرفِ شکایت نہ لائے، نہ انتقام لیا، نہ غصّہ کیا۔ بس دل کا غبار آنکھوں کی راہ سے ٹپکتا رہا، چشم گریاں اور سینہ بریاں برسوں لیے رہے مگر رضائے الٰہی

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

کی ادائیگی میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ دل پکڑ کر رہ جاتے مگر صبر کرتے۔

★ ..... (عثمانی)

★ حضرت یعقوبؑ کا بن یامین کے بجائے حضرت یوسفؑ کو یاد کرنا بتاتا ہے کہ اتنا طویل عرصہ گذر جانے کے بعد بھی حضرت یوسفؑ کا غم تازہ تھا۔

★ .... (تفسیر صافی ص۲۵۳)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضرت یعقوبؑ کا غم اور اُن کی محبت حضرت یوسفؑ سے کتنی تھی؟ آپؑ نے فرمایا: "حضرت یعقوبؑ کا غم اُن ستّر عورتوں (کے غم) کی برابر تھا جو اپنی مُردہ اولاد کو روئیں۔"

★ ...... (تفسیر عیاشی)

میّت پر رونے کا جواز

جنگِ اُحد میں جب حضورِ اکرمؐ مدینہ تشریف لائے تو ہر گھر سے نوحے اور رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: "کاش (میرے چچا) حمزہؓ پر رونے والا بھی کوئی ہوتا۔" یہ سُن کر صحابہ کرامؓ نے اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ پہلے حضرت حمزہؓ کا ماتم کرو، پھر اپنے عزیزوں پر رونا۔

★ ..... (تاریخ طبری)

★ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "حضرت یعقوبؑ کو کلمہ استرجاع (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ) نہیں عطا کیا گیا تھا۔ اِسی لیے جب حضرت یعقوبؑ پر مصیبت پڑی تو اُنھوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کے بجائے "یٰاَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ" یعنی: ہائے افسوس یوسفؑ پر" کہا: "یٰاَسَفٰی" انتہائی رنج اور حسرت کے وقت کہتے ہیں۔ اِس میں الف مقصورہ یائے متکلم کا بدل ہے۔

★ ہمارے رسول اکرمؐ بھی اپنے فرزند ابراہیمؑ کی وفات پر آنسوؤں کے ساتھ روئے حالانکہ وہ ابھی شیرخوار تھے۔ جبکہ حضرت یوسفؑ جوان تھے۔

★ .... (ماجدی)

نتیجہ طبعی محبت اُحق کی محبت کے منافی نہیں۔ یہ دونوں محبتیں ایک ساتھ جمع ہو سکتی ہیں

★ ..... (مرشد تھانوی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اِنَّمَآ اَشۡكُوۡا بَثِّیۡ وَ (۸۶) یعقوبؑ نے کہا: "میں تو اپنے
حُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ وَاَعۡلَمُ رنج وغم اور بیقراری کی شکایت صرف
مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ ۸۶ اللہ سے کرتا ہوں۔ اور اللہ کی طرف سے
وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

رنج وغم کی شکایت اللہ ہی سے کرنی چاہیئے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"ایک مرتبہ حضرت یعقوبؑ اپنے کسی کام سے بادشاہ کے پاس گئے تو بادشاہ نے مرعوب ہو کر دریافت کیا کہ: کیا آپؑ ابراہیمؑ ہیں؟ فرمایا: "نہیں۔" پوچھا: کیا آپؑ اسحاقؑ ہیں؟ فرمایا: "نہیں۔" پوچھا: پھر کون ہیں؟ فرمایا: "میں یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ ہوں۔" بادشاہ نے تعجب سے پوچھا کہ آپؑ جوان ہیں مگر بڑھاپے کے آثار کیوں ظاہر ہیں؟

اِس پر بس اتنا فرمایا کہ: "بیٹے کے فراق کی وجہ سے ایسا ہے۔" واپس گھر پہونچے ہی تھے جبریلؑ آئے اور فرمایا: "خدا نے آپؑ کو سلام فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ تم نے میرے بندوں کے سامنے میرا شکوہ کیا۔" حضرت یعقوبؑ نے وہیں سجدے میں سر رکھ کر عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ معافی مانگی۔ جبریلؑ نے خوشخبری سنائی کہ: "خدا نے معاف کیا۔ آئندہ میری شکایت میری مخلوق کے سامنے نہ کیجیئے۔" اِس کے بعد حضرت یعقوبؑ یہی فرمایا کرتے تھے کہ: "اِنَّمَآ اَشۡكُوۡا بَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝" میں اپنے غم کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں۔ اور خدا کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

★ - - - - - (تفسیر برہان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ (۸۷) يُوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ۸۷	اے میرے بیٹو! جاؤ یوسف اور اُس کے سگے بھائی کی کچھ خبر تو لاؤ۔ تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ حقیقتاً اللہ کی رحمت سے صرف خدا کے منکر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔

خدا کی رحمت سے مایوس ہونا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا: "مومن خوف اور اُمید کے درمیان زندگی گزارتا ہے۔ اِس لیے محض عذاب کا خوف ہی خوف ہونا کفر کی نشانی ہے اور محض اُمیدِ نجات رکھنا بھی ایمان سے دوری کی علامت ہے (اور ایک قسم کا تکبر اور غفلت ہے) مومن وہ ہے جو خدا کے عذاب سے ڈرنے والا بھی ہو اور اُس کی رحمت سے بخشش کا اُمیدوار بھی ہو۔ اُس کے خوف اور اُمید کو اگر وزن کیا جائے تو دونوں کا وزن برابر ہو۔" (تفسیر مجمع البیان)

نتیجہ اور تعلیم

"تاویلاتِ نجمیہ" میں ہے کہ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان پر یہ واجب ہے کہ خدا کی رحمت پر بھروسہ کر کے کبھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ اللہ نے مومنین کے دلوں کو اپنی تجلیات کا مرکز بنایا ہے اور اپنے ماننے اور چاہنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ:

مَنْ طَلَبَنِيْ وَجَدَنِيْ وَمَنْ وَجَدَنِيْ خَدَمَنِيْ وَمَنْ خَدَمَنِيْ ذَكَرَنِيْ وَمَنْ ذَكَرَنِيْ ذَكَرْتُهٗ بِرَحْمَتِيْ (جو مجھے تلاش کرتا ہے بالآخر مجھے پالیتا ہے اور جو مجھے پالیتا ہے وہ میری خدمت کرتا ہے اور جو میری خدمت کرتا ہے وہ میرا ذکر کرتا ہے اور جو میرا ذکر کرتا ہے میں بھی اُسے اپنی رحمت سے یاد کرتا ہوں۔)
(روح البیان، تاویلات نجمیہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلَیۡہِ قَالُوۡا یٰۤاَیُّہَا (۸۸) الۡعَزِیۡزُ مَسَّنَا وَ اَہۡلَنَا الضُّرُّ وَ جِئۡنَا بِبِضَاعَۃٍ مُّزۡجٰىۃٍ فَاَوۡفِ لَنَا الۡکَیۡلَ وَ تَصَدَّقۡ عَلَیۡنَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَجۡزِی الۡمُتَصَدِّقِیۡنَ ﴿۸۸﴾

پھر جب وہ لوگ (دربارِ یوسفؑ میں) داخل ہوتے تو کہنے لگے: "اے عزیزِ مصر! ہم اور ہمارے تمام گھر والے بڑی سخت مصیبت میں گرفتار ہیں اور ہم تھوڑی سی پونجی لائے ہیں، تو آپ ہمیں بھر بھر کے غلّہ عنایت فرمادیں۔ اور ہم پر احسان بھی کریں۔ یقیناً اللہ احسان کرنے والوں کو بہت ہی اچھا بدلہ دیتا ہے۔

اولادِ انبیاء پر صدقہ حرام ہے

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کا حضرت یوسفؑ کے دربار میں یہ کہنا کہ "تَصَدَّقْ عَلَيْنَا" یعنی ہم پر صدقہ اور احسان فرمائیں۔ یعنی ہمیں صدقہ، خیرات، بخشش عطا فرمائیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ کم اور ناقص پونجی لیکر پوری ناپ کا غلّہ عطا فرمائیں۔ کیونکہ بعض مفسّرین کے نزدیک یہاں صدقہ خیرات مراد ہی نہیں، بلکہ صرف احسان کرنا مراد ہے کیونکہ اکثر علماء کا خیال یہ ہے کہ انبیاء کی اولاد پر صدقہ خیرات لینا حرام ہوتا ہے، کیونکہ صدقہ خیرات ہاتھوں کا میل کچیل ہے۔ اِس لیے یہاں صدقہ مراد نہیں ہوسکتا، احسان اور ضیافت مراد ہے۔ یعنی ہمارے حق سے زیادہ عطا فرمائیں۔

(تفسیر صافی ص۲۵۳، لغات القرآن نعمانی جلد۲ ص۱۲۱)

غرض یہ اعتراض ہی غلط ہے کہ نبیؑ کے بیٹوں نے صدقہ کیوں مانگا جبکہ اولادِ انبیاءؑ پر صدقہ حرام ہے۔ صدقہ لینے والے نبیؑ کے بیٹے تھے خود اُن کو بھی یہ علم ہوگا کہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔ وہ ہم سے بہتر جانتے تھے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ (۸۹) بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنتُمْ جَٰهِلُونَ ۝ ۸۹

یوسفؑ نے کہا: "کچھ تمھیں یہ بھی خبر ہے کہ تم نے یوسفؑ اور اُس کے (سگے) بھائی کے ساتھ کیا (سلوک) کیا تھا؟ جبکہ تم جہالت میں مبتلا تھے"

گناہ کرتے وقت ہر شخص جاہل ہو جاتا ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو جاہل نادان اِس لیے کہا کہ بقول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے: "جب کوئی انسان کوئی بھی گناہ کرتا ہے تو اُس وقت عالم ہونے کے باوجود جاہل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اُس وقت یہ بات پوری طرح نہیں جانتا ہوتا کہ خدا کی نافرمانی کرکے وہ اپنے آپ کو کتنے عظیم خطرے اور مصیبت میں ڈال رہا ہے۔"

٭۔۔۔۔۔ (تفسیر صافی صـ۲۵۳ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

غصّے کے وقت انسان مجنون ہو جاتا ہے

امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا:

"غصّہ ایک قسم کی دیوانگی ہے کیونکہ غصّہ کرنے والا بعد میں پشیمان ضرور ہوتا ہے، اور اگر پشیمان نہیں ہوتا تو اُس کی دیوانگی پختہ و مستحکم ہے۔"

٭۔۔۔ (نہج البلاغہ صـ۸۹۴)

حضرت یوسفؑ کی عظمت و کردار

حضرت یوسفؑ کی عظمت و کردار کی یہ انتہا ہے کہ اتنی سخت تکالیف اُٹھا کر بھی بھائیوں سے شکایت نہ کی۔ پھر سوال بھی کیا تو اتنی نرمی کے ساتھ جس میں اُن کے جرم سے زیادہ معذرت کا پہلو نمایاں ہے۔ ٭۔۔۔۔۔ (عثمانی)

www.drhasanrizvi.com

قَالُوۡۤا ءَاِنَّكَ لَاَنۡتَ یُوۡسُفُ ؕ (۹۰) وہ چونک کر بولے: "ہائیں! کیا
قَالَ اَنَا یُوۡسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِیۡ ۫ سچ مچ تم یوسف ہو؟" یوسفؑ نے
قَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیۡنَا ؕ اِنَّهٗ مَنۡ کہا: "ہاں، میں ہی یوسفؑ ہوں،
یَّتَّقِ وَیَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا اور یہ میرا (سگا) بھائی ہے۔ حقیقتاً
یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۹۰﴾ اللہ نے ہم پر احسان کیا ہے۔ حقیقت
یہ ہے کہ جو کوئی بھی تقویٰ اختیار کرتے ہوئے صبر بھی کرتا ہے تو یقیناً اللہ
نیک کام کرنے والوں کے اجر و ثواب کو کبھی برباد نہیں کیا کرتا۔"

قَالُوۡا تَاللّٰهِ لَقَدۡ اٰثَرَكَ اللّٰهُ (۹۱) ان لوگوں نے کہا: "خدا کی قسم!
عَلَیۡنَا وَاِنۡ كُنَّا لَخٰطِئِیۡنَ ﴿۹۱﴾ تم کو اللہ نے ہم پر فضیلت بخشی
ہے اور واقعی ہم لوگ بڑے خطاکار تھے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

خدا والوں کی فضیلت کا اعتراف گناہوں کی معافی کا سبب ہوتا ہے

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے کہنے کا مطلب تھا کہ آج آپ ہمیں ذلیل بھی نہ کیجیے اور نہ کوئی سزا دیجیے، بلکہ ہمیں معاف کر دیجیے۔" (کیونکہ اللہ نے آپکو ہم پر فضیلت بخشی ہے) ... (تفسیر صافی صفحہ ۲۵۳ بحوالہ تفسیر عیاشی)

نتیجہ معلوم ہوا کہ جن کو خدا نے علم و عمل کی بناء پر فضیلت عطا فرمائی ہے اُن کی فضیلت کو مان لینا گناہوں کی بخشش کا سبب ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا اعتراف خدا کی بہترین اطاعت ہے جو اچھائی ہے اور اچھائی برائیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ اسی طرح حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ کے فضائل و کمالات کا اعتراف گناہوں کی معافی کا سبب ہونا فروری امر ہے کیونکہ حضورؐ نے فرمایا: "علیؑ کی محبت گناہوں کو اسطرح کھا جاتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو کھا جاتی ہے۔"

www.drhasanrizvi.com

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ (۹۲) (یہ اعتراف سنتے ہی) یوسفؑ نے کہا:
الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللهُ لَكُمْ وَ "بس اب آج (سے) تم پر کوئی الزام
هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ ۹۲ نہیں ہے۔ اللہ تمھیں معاف کرے۔
وہ تو تمام رحم کرنے والوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

حضور اکرمؐ کی وسعتِ قلب اور عفو و درگزر

حضرت یوسفؑ کے فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ "میں نے تمھارا قصور معاف کر دیا۔ میرا دل تمھاری طرف سے صاف ہو گیا۔" یہی آیت رسول اکرمؐ نے فتح مکہ کے وقت اپنے خون کے پیاسوں کے سامنے پڑھی تھی۔ جبکہ حضرت یوسفؑ نے یہ جملہ اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ اس طرح حضور اکرمؐ نے کہیں زیادہ رحم اور فراخدلی کا اظہار فرمایا۔

* ---- (ماجدی)

مسائلِ سلوک

شاہ کرمانی کا قول ہے کہ: "جو شخص مخلوق کو خدا کی نظر سے دیکھے گا وہ اُن کو معاف کر دے گا اور اُن کی مخالفت کی پرواہ بھی نہ کرے گا، لیکن جو شخص اُن کو اپنی نظر سے دیکھے گا، وہ اپنی ساری عمر بحث مباحثہ ہی میں ضائع کر دے گا۔

* ---- (روح المعانی)

کیونکہ حضرت یوسفؑ کو خدا کی قضا و قدر کا علم تھا اِسی لیے اُنھوں نے اپنے بھائیوں کا عذر قبول فرمایا اور اُن کو معاف کر دیا۔ * ---- (تھانوی)

چنانچہ حضرت امام زین العابدینؑ کو جب ایک شخص نے نا سزا الفاظ کہے تو آپؑ اُس کے گھر پہونچے۔ وہ شرمسار ہوا۔ آپ نے فرمایا: میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ جن الفاظ سے تو نے مجھے خطاب کیا تھا اگر واقعی میں اُن کا مستحق ہوں تو اپنے لیے اللہ سے معافی مانگتا ہوں، اور اگر تجھے غلط فہمی ہوئی تھی تو تیرے لیے اللہ سے بخشش کا طلبگار ہوں۔ پس وہ شخص متاثر ہو کر تائب ہوا۔

* ---- (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ ۹۳

(۹۳) "لے جاؤ میرے اس کُرتے کو اور میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو۔ اُن کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی پھر میرے پاس اپنے تمام گھر والوں کو لیکر آجاؤ"

رکوع ۴

نسبت کی اہمیت

کیونکہ حضرت یوسفؑ کو اپنے بھائیوں سے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت یعقوبؑ کی بینائی روتے روتے ختم ہو چکی ہے اس لیے اپنی قمیص دے کر فرمایا کہ اس کو اُن کی آنکھوں سے لگا دینا آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

★ - - - - (عثمانی)

★ ہر مرض کی دوا ہوتی ہے۔ یہ حضرت یوسفؑ کی کرامت تھی۔ اور کرامت نہ بھی کہیں تو مشاہدات سے ثابت ہے کہ غیر معمولی خوشی سے بینائی واپس آجاتی ہے۔

★ - - - - (شاہ ولی اللہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

حضرت یوسفؑ اور امام مھدیؑ میں مشابہت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "امام مھدیؑ کو حضرت یوسفؑ کے واقعات سے مشابہت حاصل ہوگی۔

(۱) حضرت یوسفؑ اور امام مھدیؑ دونوں اولادِ انبیاءؑ سے ہیں (۲) حضرت یوسفؑ کے بھائی حضرت یوسفؑ کو نہ پہچان سکے (اسی طرح مومنین اپنے درمیان امام مھدیؑ کو نہ پہچان سکیں گے) (۳) حضرت یوسفؑ نے خدا کے حکم پر ظاہری اسباب صرف اُس وقت استعمال کیے جب خدا نے چاہا۔ اگر شروع ہی سے ظاہری اسباب استعمال کرتے تو مصیبتیں نہ برداشت کرتے۔ اسی طرح امام مھدیؑ بھی خدا کی مرضی کے ماتحت ایک طویل عرصے غیبت کے پردے میں رہیں گے (اور ظاہری اسباب کو خدا کی اجازت کے بغیر استعمال نہ کریں گے"

★ - - - - (تفسیر برہان بروایت علی بن ابراہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ (۹۴) پھر جب یہ قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو اُن کے باپ نے (اپنے شہر کنعان میں) کہا: "میں تو واقعاً یوسفؑ کی
اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ
يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝ ۹۴
خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ کہیں تم مجھے بہکا ہوا نہ سمجھ لینا۔

نبیؑ کی ذکاوتِ شامّہ

حضرت یعقوبؑ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں یہ بات کہتے ہوئے جھجکتا ہوں کیونکہ یہ بات تمھاری سمجھ میں نہ آئے گی، پھر تم یہی کہو گے کہ "بوڑھا ہو کر سٹھیا گیا ہے، یہ یوسفؑ کی محبت کے پرانے خیالات ہیں جو یوسفؑ کی خوشبو بن کر تمھارے دماغ میں آتے رہتے ہیں۔

٭۔۔۔۔ (عثمانی)

★ حضرت یعقوبؑ کے اس جملے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انبیاء کرامؑ اگرچہ بشر ہوتے ہیں مگر اُن کی صلاحیتیں غیر معمولی ہوتی ہیں۔ اِدھر حضرت یوسفؑ کی قمیص لے کر قافلہ مصر سے چلا ہے اُدھر سیکڑوں میل دور حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ کے کُرتے کی مہک سونگھ لیتے ہیں۔ مگر انبیاء کرام اپنی اِن غیر معمولی صلاحیتوں کو صرف اُس وقت استعمال فرماتے ہیں جب خدا ایسا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے حضرت یوسفؑ برسوں مصر میں موجود رہے مگر کبھی حضرت یعقوبؑ کو اُنکی خوشبو نہ آئی۔ (معلوم ہوا، اللہ کے خاص بندے صرف اللہ کی اجازت ہی سے اپنی غیر معمولی معجزانہ صلاحیتوں کو استعمال فرماتے ہیں۔)

٭۔۔۔۔ (تفہیم القرآن، مولانا مودودی)

بائیبل میں انبیاءؑ کا مقام

اِدھر تو قرآن ہے کہ انبیاء کرام کی شایان شان بیان فرما رہا ہے اور

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

دوسری طرف بائیبل کا بیان بھی ملاحظہ فرمائیں کہ: "جب بیٹوں نے آکر حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کے بادشاہ ہونے کی خبر دی کہ "یوسفؑ اب تک جیتا ہے اور وہی سارے ملکِ مصر کا حاکم ہے" تو یعقوبؑ کا دل دھک سے رہ گیا کیونکہ اُس نے اُن کا یقین نہ کیا ...... مگر جب اُن کے باپ یعقوبؑ نے وہ گاڑیاں دیکھ لیں جو یوسفؑ نے اُن کے لانے کے لیے بھیجی تھیں، تب اُس کی جان میں جان آئی"۔

★ .... (پیدائش ۴۵ : ۲۶ - ۲۷)

نتیجہ

کتنی عجیب بات ہے کہ مصر سے کنعان کئی سو میل کے فاصلے پر ہے، مگر اِدھر قافلہ مصر سے کنعان کی طرف چلا، اُدھر حضرت یوسفؑ کی قمیص جو اُنھوں نے اپنے والد کی آنکھوں پر ڈالنے کے لیے دی تھی، اُس کی خوشبو حضرت یعقوبؑ نے محسوس کر لی۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاءِ کرام کی خصوصی صلاحیتیں صرف اُس وقت کام کرتی ہیں جب خدا چاہتا ہے۔ یا یہ لوگ صرف اُسی وقت اُن اعلیٰ صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہیں جب خدا کی مرضی ہوتی ہے۔ مگر کیونکہ یہ صلاحیتیں بہرحال غیر معمولی ہوتی ہیں اِس لیے اُن کو معجزہ یا کرامت بھی کہا جاسکتا ہے۔ حضرت یوسفؑ کے قصے میں اعجازی رنگ کافی پایا جاتا ہے۔

★ .... (ماجدی)

★ مرشد تھانوی نے لکھا کہ: کیونکہ اب حضرت یوسفؑ اور اُن کے والد کی ملاقات کا وقت آ گیا تھا اِس لیے حضرت یوسفؑ کی قمیص کی خوشبو اتنی دور سے حضرت یعقوبؑ نے سونگھ لی۔ مگر جب حضرت یوسفؑ کنعان شہر کے بالکل باہر کنویں میں پڑے تھے، اُس وقت حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ کی خوشبو نہ سونگھ سکے۔ یہی حال ہے اولیاءِ کرام کے مکاشفات کا۔

★ .... (تھانوی)

★ حضرت یعقوبؑ نے خوشخبری دینے والے سے پوچھا کہ یوسفؑ کس حال میں تھے؟ اُس نے جواب دیا کہ وہ مصر کے بادشاہ ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: "بادشاہی کو میں کیا کروں گا؟ مجھے یہ بتا کہ وہ کس دین پر ہیں؟" اُس نے کہا: "وہ دینِ اسلام پر ہیں" حضرت یعقوبؑ نے فرمایا: "اب اُن پر خدا کی نعمت مکمل ہوگئی"۔

★ .... (روح المعانی)

Presented by https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ○ ۹۵ (۹۵) گھروالوں نے کہا: "خدا کی قسم آپ تو ابھی تک اپنے اُسی پرانے خبط میں پڑے ہوئے ہیں۔"

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ ۹۶ (۹۶) پھر جب خوشخبری دینے والا آیا تو اُس نے یوسفؑ کا کرتہ یعقوبؑ کے چہرے پر ڈال دیا تو یعقوبؑ کی بینائی پلٹ آئی۔ اُنھوں نے کہا: "میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں اللہ کیطرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔"

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ○ ۹۷ (۹۷) وہ سب کے سب بولے: "باباجان آپ ہمارے گناہوں کی معافی کے لیے دُعا فرمائیں۔ واقعی ہم خطاکار تھے۔"

(آیت ۹۵) یہاں معلوم ہوتا ہے کہ صرف بیٹے ہی نہیں بلکہ سارے گھر والے حضرت یعقوبؑ سے گستاخیاں کرتے تھے کیونکہ اُن کے بیٹے تو اُس وقت مصر میں تھے۔ یہ دوسرے گھر والے ہی تھے جو اُن پر طعنے کس رہے تھے۔ * ..... (تفسیر تبیان)

(آیت ۹۶) اِس آیت میں "خوشخبری دینے والا" سے مراد یہودا ابنِ یعقوبؑ ہے۔ * (معالم بقول ابن عباس ابن کعب)

(آیت ۹۷) حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹوں کی درخواست پر بیس ۲۰ سال سے بھی زیادہ عرصہ تک ہر شبِ جمعہ اپنی اولاد کی معافی اور بخشش کی دُعا مانگتے رہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کھڑے ہوتے تھے اور سارے بیٹے صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے، آپ دُعا فرماتے اور وہ سب بیٹے آمین کہتے تھے۔ بیس ۲۰ سال کے بعد خدا نے یہ توبہ قبول فرمائی۔ * ... (تفسیر مجمع البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۹۸

(۹۸) یعقوبؑ نے کہا: "میں عنقریب اپنے پالنے والے مالک سے تمہارے لیے گناہوں کی معافی مانگوں گا۔ حقیقتاً وہ بڑا معاف کرنے والا اور بےحد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔"

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ؕ ۹۹

(۹۹) پھر جب یہ لوگ یوسفؑ کے پاس (دربار میں) داخل ہوتے تو یوسفؑ نے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور (اپنے تمام گھر والوں کا استقبال کرتے ہوئے) کہا: "(شہرِ) مصر میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ نے چاہا تو (یہاں) امن و اطمینان سے رہو گے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

(آیت ۹۸) آیت کے الفاظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ کے بیٹے کنعان میں اپنے والد کے پاس آئے تب انھوں نے اپنے والد سے یہ بات کہی ہوگی۔ ۔۔۔ (تفسیر تبیان)

★ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا: "قبولِ (دعا) کی گھڑی آنے دو اُس وقت خدا سے دُعا کروں گا۔" کہتے ہیں شبِ جمعہ یا تہجد کے وقت کا انتظار تھا۔ ۔۔۔ (شافی)

والدین کے حقوق کی اہمیت

(آیت ۹۹) روایت میں ہے کہ جب حضرت یوسفؑ اپنے گھر والوں کے استقبال کے لیے قریب پہنچے تو سواری سے اترنے کا ارادہ کیا، لیکن شاہانہ آن بان برقرار رکھتے ہوئے نہ اُترے۔ جبکہ حضرت یعقوبؑ اپنی سواری سے اُتر پڑے، اور سلام کی ابتدا بھی حضرت یعقوبؑ نے فرمائی۔

www.drhasanrizvi.com

باپ بیٹا گلے ملے۔ ابھی حضرت یوسفؑ الگ نہیں ہوئے تھے کہ جبرئیلؑ نے آکر حضرت یوسفؑ سے فرمایا: "تمھارے صدّیق والد تو اپنی سواری سے اُتر کر پیدل ہوئے اور تم اُن کی عزّت کی خاطر پیدل نہ ہوئے؟ اپنا ہاتھ باہر نکالو۔ جب اُنھوں نے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو ہتھیلی سے ایک نور چمکا آسمان کی طرف چلا گیا۔ حضرت یوسفؑ نے پوچھا: "یہ نور کیسا تھا"؟ فرمایا: "یہ نورِ نبوّت تھا جو تم سے لے لیا گیا۔ اب تمھاری نسل میں قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ کیونکہ تم باپ کی تعظیم کے لیے سواری سے نہ اُترے۔"

مروی ہے کہ یہ نور لاوی کی پُشت میں چلا گیا، جس نے حضرت یوسفؑ کو قتل سے بچایا تھا۔ اِسی لیے بنی اسرائیل کے تمام انبیا لاوی کی اولاد سے ہیں۔

حضرت یوسفؑ کے پیدل نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اُنھوں نے یہ سوچا کہ باپ مجھے شاہی کرّوفر میں دیکھیں گے تو بہت خوش ہوں گے

بہرحال حضرت یوسفؑ کا یہ عمل تکبّر کی وجہ سے تو ہرگز نہ تھا (کیونکہ نبیِ خدا میں تکبّر نہیں ہوتا) اِس لیے کارِ حرام نہ تھا۔ البتّہ اُن کے مرتبے کے مناسب نہ تھا، اِس لیے یہ عمل اُن کا ترکِ اَولیٰ تھا۔

☆---(تفسیر صافی، تفسیر برہان، تفسیر مجمع البیان، تفسیر انوار النجف، علل الشرائع)

★ اصل بات یہ تھی کہ حضرت یوسفؑ اپنے گھر والوں کے استقبال کے لیے شہرِ مصر سے باہر تشریف لائے تھے۔ پہلے ایک خیمے میں اپنے گھر والوں سے ملے۔ وہیں اُنھوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ: "مصر میں داخل ہو جائیے اور یہاں انشاء اللہ اطمینان اور امن سے رہیے گا۔"

☆---(فصل الخطاب، موضح القرآن)

سوال اور نتیجہ:

اِس موقع پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل (اولادِ یعقوبؑ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

جب مصر میں داخل ہوئے تو اُن کی تعداد صرف ۶۸ تھی۔ لیکن جب پانچ سو سال کے بعد مصر سے نکلے تو لاکھوں کی تعداد میں تھے؟ بائیبل میں اُن کی بعد ۶،۰۲،۵۵۰ (چھ لاکھ تین ہزار پانچسو پچاس) لکھی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ عورتیں اور بچے ملا کر کم سے کم بیس لاکھ ہوں گے۔

سوال یہ ہے کہ پانچسو سال میں اتنی زیادہ تعداد کیسے ہوگئی؟

اِس سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ حضرت یوسفؑ اور اُن کی اولاد نے مصر میں اسلام کی تبلیغ کی تھی، اِس لیے بعض مسلمان مصریوں کے طور طریقے بھی بنی اسرائیل جیسے ہوگئے۔ مصریوں نے اُن سب کو اجنبی اور اسرائیلی ٹھہرایا۔ جس طرح ہندوستان جب تقسیم ہوا تو ایران و عرب سے آئے ہوئے مسلمانوں کی نسلیں اور ہندوؤں سے مسلمان ہو جانے والوں کی نسلیں سب کے سب مسلمان یا مُسلّے کہلائے، اور انگریزوں اور ہندوؤں نے سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا۔

*.... (تفہیم)

اِس بات کی تائید بائیبل کے بیانات سے بھی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر بائیبل میں ہے کہ: "بنی اسرائیل کے ساتھ ایک مِلا جُلا گروہ بھی گیا۔"

.... (بائیبل ۱۲ : ۳۸)

پھر ایک اور جگہ ارشاد ہوا:

"جو ملی جُلی بِھیڑ اُن لوگوں میں تھی وہ طرح طرح کی حِرص کرنے لگے۔"

*..... (بائیبل گنتی ۱۱ : ۴)

مساواتِ اسلامی

نیز تورات میں حضرت موسیٰؑ کے احکامات میں ہے: "تمھارے لیے اور اُس پردیسی کے لیے جو تم میں رہتا ہے نسل در نسل سدا ایک ہی آئین ہے۔ خداوند کے آگے پردیسی بھی ویسے ہی ہیں جیسے تم ہو۔"

*.... (گنتی ۱۵ : ۱۵ - ۱۶)

"جو شخص بیباک ہو کر گناہ کرے خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی، وہ خداوند کی اہانت کرتا ہے۔"

*.... (گنتی ۱۵ : ۳۰)

"خواہ بھائی بھائی کا معاملہ ہو یا پردیسی کا، تم اُن کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا۔"

*.... (استثنا ۱ : ۱۶)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ ١٠٠

(۱۰۰) پھر اُنھوں نے اپنے والدین کو تختِ (شاہی) پر اونچا بٹھایا۔ اور (اُس وقت) وہ سب کے سب یوسفؑ کے آگے (بے اختیار تعظیماً) سجدے میں جھک گئے۔ اِس پر یوسفؑ نے کہا: "بابا جان! یہ مطلب (تعبیر) ہے میرے اُس خواب کا جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے پالنے والے مالک نے اُسے حقیقت بنا دیا (یا) بچ کر دکھایا۔ یہ اُس کا احسان ہے کہ اُس نے مجھے قید خانے (کی مصیبت) سے نکالا، پھر آپ لوگوں کو صحرا سے یہاں لا کر مجھ سے ملایا۔ اِس کے باوجود کہ شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان پھوٹ ڈال چکا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا پالنے والا مالک جس پر چاہتا ہے مہربانی فرماتا ہے۔ بلاشبہ وہ سب کچھ جاننے والا اور گہری مصلحتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے۔

حضرت یعقوبؑ اور اُن کی اولاد کا سجدہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ: "حضرت یعقوبؑ اور اُن کے بیٹوں نے مصائب کے ختم ہونے پر خدا کے لیے سجدۂ شکر ادا کیا تھا۔" (مجمع البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ: "حضرت یعقوبؑ اور اُن کے بیٹوں نے نبیؑ اور اولادِ نبیؑ ہونے کے باوجود حضرت یوسفؑ کو کیوں سجدہ کیا؟"

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: "اُنھوں نے حضرت یوسفؑ کو سجدہ نہیں کیا تھا، اُنھوں نے سجدہ تو خدا کے لیے کیا تھا، مگر حضرت یوسفؑ کو تعظیم دینے کے لیے، اور خدا کی اطاعت ظاہر کرنے کے لیے۔ جس طرح فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ فرشتوں کا اصل مقصد خدا کی اطاعت کرنا تھا، اور حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کرنا تھا۔ اِسی طرح حضرت یعقوبؑ اور اُن کے بیٹوں نے پریشانی دور ہونے (اور حضرت یوسفؑ کے ملنے پر خوشی میں) شکرِ خدا بجا لانے کے لیے سجدہ کیا۔ اور نیز حضرت یوسفؑ کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے اُن کو قبلہ بنایا مگر سجدہ خدا ہی کے لیے تھا۔ صرف سمتِ قبلہ حضرت یوسفؑ تھے۔ جس طرح ہم سجدہ خدا کے لیے کرتے ہیں مگر سمت کعبہ کی ہوتی ہے۔ اور فرشتوں کی سمت بھی حضرت آدمؑ تھے۔)

★ - - - - (تفسیر صافی صفحہ ۲۵۶ بحوالہ تفسیر قمی)

★ مگر اِس سجدے کے بارے میں شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا: "پہلے وقت میں سجدۂ تعظیم (جائز تھا جس طرح) فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو (سجدہ) کیا تھا۔"

★ - - - - - (موضح القرآن)

نتیجہ

اِس سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ سجدہ غیرِ خدا کے سامنے کرنا ذاتاً شرک نہیں۔ اِس لیے کہ اگر شرک ہوتا تو کسی دَور میں بھی جائز نہ ہوتا۔ اب کسی کو سجدہ کرنا ممنوع ضرور ہے لیکن شرک نہیں۔ اب یہ ایک شرعی حکم ہے، جو اِس کی مخالفت کرے گا وہ گنہگار ضرور ہوگا، مگر مشرک نہ ہوگا بشرطیکہ وہ تعظیماً سجدہ کرے۔ اگر عبادۃً سجدہ کرے گا تو ضرور مشرک ہوگا۔

★ - - - (فصل الخطاب)

★ تفسیر جلالین نے لکھا کہ: "سجدہ سے یہاں مراد صرف جھکنا اور آداب بجا لانا ہے۔"

★ - - - - (تفسیر جلالین)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

سجدۂ تعظیمی پر عمیق بحث

لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مفسرین نے یہاں جس سجدے کا ذکر ہوا ہے، اُس کو موجودہ اسلامی اصطلاح کے معنی میں سمجھ لیا ہے۔ یعنی ' ہاتھ زمین پر رکھ کر پیشانی زمین پر ٹِکانا۔ حالانکہ عربی میں سجدہ محض جھکنے کو بھی کہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ لفظ صرف جھکنے اور آداب بجالانے کے لیے آیا ہو۔ اسی جھکاؤ کو عربی میں سجود اور انگریزی میں " Bow " کہتے ہیں۔ بائیبل میں اس کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں۔ قدیم زمانے میں جھک کر آداب بجالانا تہذیب میں شامل تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں لکھا ہے کہ: "جب اُنھوں نے اپنے خیمے کی طرف تین آدمیوں کو آتے دیکھا تو وہ اُن کے استقبال کے لیے دوڑے اور زمین تک جھکے۔"

★ اس موقع پر عربی بائیبل میں ہے: " مسجد الی الارض "

★ . . . . (تکوین ۱۸-۳)

★ جبکہ انگریزی بائیبل میں ہے: "Bowed himself towards the ground."

★ . . . . . (تکوین ۱۸-۳، ۲۳: ۷)

★ اس سے ثابت ہوا کہ عربی میں سجدہ کا لفظ جھکنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

★ یہ کہنا کہ پچھلی شریعتوں میں غیرُ اللہ کو سجدہ کرنا جائز تھا' غلط ہے۔ جس طرح اسلامی نماز میں سجدہ کیا جاتا ہے یہ کبھی غیرُ اللہ کے لیے جائز نہ تھا۔ خود بائیبل میں ہے کہ "جب بابل کے بادشاہ نے ہامان کو اپنا امیر الامراء بنایا اور حکم دیا کہ سب لوگ اُس کو سجدۂ تعظیمی بجالائیں، تو "مردکی" نے جو بنی اسرائیل کے اولیاء میں سے تھے، یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔" (آستر ۲: ۱-۲)

★ خدا کے "لطیف" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا مخفی طور پر جسے ہم نہیں سمجھ سکتے' ہر امر کی تدبیر فرماتا ہے۔ اس سورہ کے سارے واقعات خدا کے "لطیف" ہونے کی تفسیریں ہیں۔

★ . . . . (تفسیر کبیر)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ (۱۰۱) اے میرے پالنے والے مالک! تو نے مجھے
وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ ایک طرح کی حکومت بخشی ہے اور مجھے
فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۫ اَنْتَ خوابوں اور حقیقتوں کی تہ تک پہنچنے
وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ کا علم بھی سکھایا ہے۔ اے آسمانوں اور
تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دُنیا
بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ ۱۰۱ اور آخرت میں میرا سرپرست ہے۔ مجھے
دنیا سے (حقیقی) مسلمان (یعنی خدا کا اطاعت کرنے والا) اُٹھانا اور مجھے
(آخرت میں) نیک کام کرنے والوں کے ساتھ ملا دینا۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

چند سوالات کے جواب

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ:

"حضرت یعقوبؑ مصر پہنچ کر کتنے دن زندہ رہے"؟ حضرت امامؑ نے فرمایا: "دو سال"۔ پوچھا گیا: "اُس وقت حجّتِ خدا کون تھے"؟ فرمایا: حضرت یعقوبؑ حجّتِ خدا تھے۔ جب حضرت یعقوبؑ کا انتقال ہو گیا تو حضرت یوسفؑ نے اُن کا تابوت ملکِ شام بھجوا دیا۔ وہ بیت المقدس میں دفن ہوئے اُن کی وفات کے بعد حضرت یوسفؑ خدا کی حجّت مقرر ہوئے۔"

کسی نے پوچھا: "کیا حضرت یوسفؑ نبی تھے"؟ حضرت امام نے فرمایا: "کیا تم نے خدا کا یہ قول نہیں سُنا کہ: "یقیناً یوسفؑ پہلے ہی تمہارے پاس کُھلی ہوئی نشانیاں اور احکامات لیکر آچکے ہیں" (القرآن) (یعنی وہ نبی تھے۔)

٭.... (تفسیر صافی صہ ۲۵۶ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

حضرت یوسفؑ کا خدا کے احسانات پر شکر ادا کرنا

حضرت یوسفؑ کی زبان سے نکلے ہوئے

www.drhasanrizvi.com

یہ جملے جو آیت نمبر ۱۰۰ ، ۱۰۱ میں بیان کیے گئے ہیں احساسِ شکر گذاری کی منھ بولتی تصویر ہیں ۔

صحرا میں رہنے والا ایک بچہ جس کو اُس کے بھائی قتل کرنا چاہتے ہوں ، ترقی کرتے کرتے مصر جیسے عظیم مہذب ملک کا مالک بن جائے اور پھر اُس کے قاتل بھائی اُسی کے سامنے (قحط کے زمانے میں) غلّہ حاصل کرنے کی درخواست پیش کریں ، تو ایسے موقع پر دنیا پرست لوگ فخر جتانے اور انتقام لینے کی فکر کرتے ہیں ۔ طعن و تشنیع کے تیر چلاتے ہیں ، مگر ایک سچا خدا پرست شریف انسان دوسرے طرزِ عمل کا اظہار کرتا ہے ۔ وہ فخر ، کبر اور طعن کسنے کے بجائے خدا کا شکر بجالاتا ہے اور خدا کے احسانات کو یاد کرکے اپنے قاتلوں اور اپنے اوپر ظلم کرنے والوں پر احسان کرتا ہے ۔ اُن سے کسی قسم کا کوئی انتقام نہیں لیتا ، بلکہ ذرا سی شرمندگی کے اظہار پر پوری طرح معاف کردیتا ہے ۔ اُن سے شکایت تک نہیں کرتا ۔ یہ تک نہیں کہتا کہ تم نے مجھ پر ظلم کیا تھا ۔ اُس وقت بھی وہ یہ کہتا ہے کہ "شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان دشمنی ڈال دی تھی " یعنی بُرائی کے بُرے پہلو کو نظر انداز کرکے اچھے پہلو کو پیش کرتا ہے کہ خدا نے مجھے بلند مرتبے پر پہنچانے کے لیے یہ تدبیر فرمائی کہ مجھے امتحانات اور مشکلات سے گذرنا پڑا ۔ پھر وہ خدا کے آگے جھک جاتا ہے ، خدا کا شکر ادا کرتا ہے ، اور کہتا ہے کہ " مالک ! یہ سب تیری عطا ہے کہ تو نے مجھے اعلیٰ صلاحیتیں بخشیں ، میری ترقی کے راستے ہموار کیے ، مجھے قید خانے سے نکالا ، مجھے بادشاہ بنایا ۔ اب میں جب تک زندہ رہوں گا ، تیری غلامی پر ثابت قدم رہوں گا ، اور جب میں دنیا سے جانے لگوں تو مالک ! مجھے اپنے نیک بندوں کے ساتھ ملا دینا " ۔

* . . . . (ماجدی)

نکتے

(۱) حضرت یوسفؑ کا یہ فرمانا کہ : " اے خدا ! تو نے مجھے خوابوں کی تعبیر کا کچھ علم بھی دیا " ۔ مِنْ تبعیضیہ ہونے سے یہ نتیجہ نکلا کہ بڑے سے بڑے انسان کا علم بہرحال محدود ہوتا ہے

* . . . . (تفسیر کبیر)

(۲) حضرت یوسفؑ کی دُعا کی روح یہ ہے کہ : " خدایا ! جس طرح تو نے میری دنیا کے سارے کام بنادیے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اِسی طرح میری آخرت کے بھی سارے کام بنا دے اور اِس طرح مجھے اپنی قدرت، رحمت اور کرامت کی جلوہ سازیاں دکھا دے، اور اُس کی معراج (Climex) اِس طرح ہو کہ "جب میری موت آئے تو دینِ اسلام پر آئے۔"

(تفسیر کبیر بقول ابنِ عباسؓ)

نتائج

(۱) انسان کو دنیا کی کامیابیوں کے ملنے پر آخرت کی سرفرازیوں کے لیے دُعا کرنی چاہیے۔

(۲) حضرت یوسفؑ کی اِس دُعا سے کہ: "مجھے فرمانبرداری کے عالم میں موت دے۔"

٭ --- (مؤلف)

یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ: "انبیاءِ کرام باوجود عصمت وطہارت کے، خوفِ خدا بھی رکھتے ہیں۔ اور اپنی کمالِ معرفت کی وجہ سے خدا سے ملاقات کا شوق بھی رکھتے ہیں۔"

٭ ... --- (تھانوی)

(انبیاءِ کرام کو اپنے عمل میں نقص کا خوف اپنی انکساری کی وجہ سے لاحق رہتا ہے) (مؤلف)

(۳) امام رازی نے لکھا کہ جب انسان دنیا کی زندگی کو اچھی طرح سمجھ اور برت لیتا ہے تو پھر دنیا کی لذتیں لاحاصل دکھائی دینے لگتی ہیں۔ پھر اُس کی دُعائیں اور آرزوئیں حضرت یوسفؑ کی یہی دُعا بن جاتی ہیں۔ اور یہی کمالِ انسانی کی ایک انتہا ہے۔ ٭ .... (تفسیر کبیر)

(۴) حضرت یوسفؑ کا یہ دُعا فرمانا کہ: "مجھے صالحین سے ملا دے۔" تو صالحین کا مفہوم اضافی ہے۔ اِس کا معیار ہر ایک کے درجے اور مرتبے کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ حضرت یوسفؑ جس مرتبہ صالحین کی تمنا کر رہے ہیں وہ حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت ابراہیمؑ (اور حضرات محمدؐ وآلِ محمدؐ) کے مرتبے کے صالحین ہیں۔ ٭ .... (ماجدی)

(۵) حضرت یوسفؑ کا فرمانا کہ: "مجھے فرماں برداری کی موت دے۔" (تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا)

یعنی حضرت یوسفؑ نے اِسلام پر خاتمے کی دُعا مانگی، اِس سے معلوم ہوا کہ نعمت کی تکمیل اچھے خاتمے پر ہے اور اس سے یہ نتیجہ بھی نکلا کہ حضرت یوسفؑ نے موت کی تمنا کی۔ اور خدا کی اطاعت کے عالم میں موت کی درخواست کی۔

٭ ---- (روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

اِسی لیے حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "موت مومن کے لیے تحفہ ہے، اِس لیے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ کیونکہ مومن دنیا میں دُکھ درد میں مبتلا رہتا ہے۔ خاصکر شیطان کے بہکانے کی وجہ سے۔ اور موت کے ذریعے سے وہ تمام تکالیف سے نجات پاکر دائمی راحت کو پالیتا ہے۔
٭۔۔۔۔ (روح البیان)

(۶) حضرت یوسفؑ کی یہ دُعا کہ: "تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا" (مجھے اسلام پر موت دینا) اِس سلسلے میں حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ: "کسی نبی نے جلدی مرنے کی دُعا نہیں کی سوائے حضرت یوسفؑ کے کیونکہ خدا نے جب سارے خاندان کو ملا دیا اور اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں اور دُنیا کی لذتوں سے لطف اندوز ہوچکے تو خیال آیا کہ یہ سب کچھ فانی ہے، اِس لیے خدا سے دائمی نعمتوں کے ملنے کی دُعا کی۔ موت کی تمنا ظاہر کی، اور فرمایا: "خدایا! مجھے اسلام پر تابعداروں والی موت عطا فرما۔ پھر مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے یعنی جنّت کے رہنے والے انبیاء اور صالحین کی صحبتیں عطا فرما۔"
٭۔۔۔۔ (تفسیر مجمع البیان)

مسائل سلوک

(۱) حضرت یوسفؑ کی اِس دُعا سے معلوم ہوا کہ خدا کی اطاعت کی حالت میں مرنا بڑی عظمت رکھتا ہے۔ (۲) باوجود عصمت و نبوّت کے حضرت یوسفؑ یہ دُعا فرما رہے ہیں، تو ہم گنہگاروں کو کس قدر اس دُعا پر اصرار کرنا چاہیئے۔ (۳) خدا سے ملاقات کے لیے موت کی تمنا کرنا خدا کی محبّت کے غلبے کا اثر ہے۔ ٭۔۔۔۔ (تھانوی)

سوال؟ سوال یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ نے صالحین کے ساتھ شامل ہونے کی دُعا کیوں فرمائی جبکہ وہ نبی تھے؟

جواب یہ ہے (۱) صالحیت ایک ایسے بہت بڑے مرتبے کا نام ہے جو تمام مراتب کا جامع ہے کیونکہ لفظ "صالح" شہید، صدّیق، نبی، امام سب پر بولا جاتا ہے۔ (۲) حضرات انبیاء کسرِ نفسی سے کام لیتے ہیں۔ (۳) تاکہ اُمّت کو دُعا مانگنے کا سلیقہ آجائے۔ ٭ (روح البیان) ۔۔۔ (روح المعانی)

تفسیر صوفیانہ: صوفیاء حضرات نے فرمایا کہ: "تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا" اشارہ ہے فنا فی اللہ کی طرف اور "اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ" سے مراد "مجھے بقاء باللہ" عطا فرما۔ کیونکہ تیری بقاء ازلی ہے۔
٭۔۔۔ (روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ ۱۰۲

(۱۰۲) یہ غیب کی چھپی ہوئی خبریں ہیں جو ہم آپ پر وحی کر رہے ہیں (کیونکہ) آپؐ تو اُن کے پاس موجود نہ تھے جب یوسفؑ کے بھائیوں نے آپس میں اتفاق کرکے یہ (سب کچھ) کیا تھا اور جب وہ لوگ خُفیہ تدبیر کر رہے تھے۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۱۰۳

(۱۰۳) اور آپؐ چاہے کتنا ہی چاہیں، اِن میں کے اکثر لوگ (حق کو) ماننے والے نہیں۔

(آیت ۱۰۲) یاد رہے کہ یہ اعلیٰ مفاہیم تورات یا کسی پرانی کتابوں میں مذکور نہیں۔ ★ (موضح القرآن)

★ مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کا قصّہ جو بیان ہوا' یہ غیب کی خبروں سے ہے کیونکہ وحی کے بغیر آپؐ اِس واقعہ کی تمام تفصیلات نہیں جان سکتے تھے، کیونکہ اُس وقت آپؐ وہاں پر موجود ہی نہ تھے۔ اِس لیے یہ قصّہ سنانا دلیل ہے آپؐ کی نبوّت کی اور صاحبِ وحی ہونے کی۔ مگر باوجود تمام عقلی و نقلی دلائل کے بہت سے لوگ حق بات کو نہیں مانا کرتے۔ ★ .... (تھانوی)

یہ سورۃ دلیل ہے نبوّتِ حضورؐ پر

یہودیوں نے حضور اکرمؐ کا اچانک امتحان اِسطرح لیا تھا کہ اُنھوں نے ایک محفل میں یہ مطالبہ کردیا کہ اگر آپؐ نبی ہیں تو یہ بتائیں کہ بنی اسرائیل (اولادِ یعقوبؑ) کنعان سے مصر کس طرح آئی؟ اِس سوال کے جواب میں حضور اکرمؐ نے سورۂ یوسفؑ کی تلاوت فرمائی' اور اِس طرح ثابت فرمادیا کہ میرا معلّم صرف خدا ہے۔ لیکن یہودیوں کی کٹ حُجتی ملاحظہ فرمائیں کہ وہ پھر بھی ایمان نہ لاتے۔ ★ .... (تفہیم)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ (۱۰۴) حالانکہ آپ اِس خدمت پر اُن سے
اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۱۰۴ کوئی معاوضہ بھی نہیں مانگتے۔ یہ ع ۱۱ ۵
(قرآن) تو بس نصیحت (یعنی بھلائی چاہتا) ہے تمام جہانوں کے لیے۔

انبیاء کرام ذاتی فائدے حاصل نہیں کرتے

آیت کا پیغام یہ ہے کہ: "اے کافرو! ذرا غور تو کرو کہ تم لوگ کس قدر حق دشمنی پر اُتر آئے ہو کہ اگر پیغمبرؐ نے اپنے ذاتی فائدے کے لیے تم سے کچھ طلب کیا ہوتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ ہم ایک مطلبی آدمی کی بات کیوں مانیں؟ مگر تم دیکھ رہے ہو کہ یہ شخص کتنا مخلص اور بے غرض انسان ہے، تمھاری بھلائی چاہتا ہے، اپنا کوئی فائدہ نہیں چاہتا۔ پھر آخر تم کیوں ہٹ دھرمی سے اس کا انکار کر رہے ہو۔؟ کھلے دل سے اِس کی بات سنو اور دل کی باتوں کو دل سے مانو۔

* - - - - - (تفہیم)

انبیاءؑ کا کام صرف پیغام پہنچا دینا ہوتا ہے

خدا، حضورِ اکرمؐ کو دلاسہ بھی دے رہا ہے کہ اگرچہ آپؐ کی صداقت پر واضح دلائل موجود ہیں، پھر بھی یہ لوگ حق بات کو نہیں مانتے تو نہ مانیں، آپؐ کا کیا نقصان ہے؟ کچھ تبلیغ کی تنخواہ تو آپؐ اُن سے لیتے نہیں جو وہ بند کر دیں گے۔ رہی بات نصیحت کرنے کی، سو وہ آپؐ نے کر دی۔ (قصہ ختم)

* - - - - (عثمانی)

؎ طبل و علم ہی پاس ہے، اپنے، نہ ملک و مال ﴿ ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا؟

Presented by https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ (١٠٥) وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ○ ١٠٥

آسمانوں اور زمین میں کتنی کچھ نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گذرتے ہی رہتے ہیں اور اُن پر ذرا بھی توجہ نہیں کرتے۔

اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر کرنا بہترین عبادت ہے

مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہ منکرینِ حق آیاتِ قرآنی سُن کر بھی آپؐ پر ایمان نہیں لاتے، اُسی طرح آیاتِ تکوینیہ کو دیکھ کر بھی توحید کا سبق نہیں سیکھتے۔ یہ اس لیے کہ ان کا سُننا، دیکھنا سب سرسری ہوتا ہے۔ آیاتِ الٰہی پر کچھ غور و فکر کرتے تو کچھ فائدہ ہوتا۔ جب دھیان ہی نہیں دیتے تو فائدہ کہاں سے ہوگا؟

* ۔۔۔ (عثمانی)

★ مقصد یہ ہے کہ یہ کافر منکرینِ حق خدا کی نشانیوں کیطرف نہ توجہ کرتے ہیں اور نہ ان سے سبق ہی حاصل کرتے ہیں۔ اور نشانیوں سے مراد توحید اور قدرتِ خدا کیطرف دلالت کرنے والے واقعات و حوادث بھی ہیں۔

* ...... (کشاف)

★ آیت کا مقصد یہ ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز، صرف ایک "چیز" ہی نہیں ہے، بلکہ کسی کی "نشانی" بھی ہے جو اپنے خالق و مالک، پالنے والے کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ جو لوگ کائنات کی چیزوں کو صرف ایک "چیز" سمجھ کر دیکھتے ہیں وہ جانوروں کا سا دیکھنا دیکھتے ہیں۔ درخت کو درخت، دریا کو دریا، پھول کو پھول تو جانور بھی دیکھتا ہے اور اپنے مصرف میں بھی لاتا ہے۔ مگر جس مقصد کے لیے انسان کو سوچتا سمجھتا دل و دماغ دیا گیا ہے، وہ صرف اس لیے نہیں دیا گیا کہ وہ کائنات کے مظاہر کو صرف دیکھے اور اُن سے صرف مادّی فائدے حاصل کرے، بلکہ عقل و ہوش دینے کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اُن نشانیوں کو دیکھ کر اُن کی حقیقت کا سُراغ لگائے۔ مگر اکثر انسان اپنی عقل کو اس مقصد کیلئے استعمال ہی نہیں کرتے۔ * ..... (تفہیم)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ (۱۰۶) اور اُن میں زیادہ تر لوگ اللہ پر
اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ○ ۱۰۶ ایمان نہیں لاتے مگر اس طرح کہ اُس کے
ساتھ دوسرے خداؤں کو بھی شریک ٹھہراتے ہیں۔

اطاعت میں شرک

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا: "یہاں شرک سے مراد اطاعت میں شرک کرنا ہے، عبادت میں شرک کرنا مراد نہیں۔ کیونکہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو گویا اُس نے شیطان کی اطاعت کی۔ اس طرح گناہ کرنے سے وہ شیطان کو خدا کی اطاعت میں شریک قرار دیتے ہیں، حالانکہ عبادت میں شیطان کو خدا کا شریک قرار نہیں دیتے۔ عبادت تو وہ صرف خدا ہی کی کرتے ہیں، لیکن گناہ کرکے اطاعت میں شیطان کو خدا کا شریک قرار دیتے ہیں۔"

(تفسیر صافی ص ۲۵۷ بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر عیاشی) ---- ★

خدا کے اختیارات میں شرک کرنا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں اُتری ہے جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص نہ ہوتا تو میں مرجاتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایسا کہنے والا خدا کے اختیارات میں کس کو شریک قرار دے رہا ہے؟ کیونکہ رزق دینا یا بلاؤں کو دفع کرنا تو خاص خدا کا کام ہے۔"

اس پر کسی نے عرض کیا کہ "اگر کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں شخص کے باعث اگر خدا مجھ پر احسان نہ کرتا، تو میں ہلاک ہوجاتا۔"؟

حضرت امام ع نے فرمایا: "ہاں اس طرح کہنے میں کوئی حرج نہیں۔"

(تفسیر عیاشی) ---- ★

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

★ " یعنی منھ سے سب یہی کہتے ہیں کہ خالق، مالک سب کا وہی (خدا) ہے (لیکن وقت پڑے پر) اوروں کو پکڑتے ہیں۔" ★.... (موضح القرآن، شاہ عبدالقادر صاحب)

★ " اُن میں سے اکثر اللہ پر اس طرح ایمان لاتے ہیں کہ یہ تو اقرار کرتے ہیں کہ خلق کرنے والا اور روزی دینے والا خدا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ بُت پرستی کر کے شرک بھی کرتے ہیں۔" ★----- (تفسیر جلالین)

اکثر لوگ شرک کرتے ہیں

اکثر لوگ جس گمراہی میں مبتلا ہیں وہ خدا کے وجود سے انکار نہیں کرتے بلکہ شرک کی گمراہی میں مبتلا رہتے ہیں۔ یعنی وہ یہ نہیں کہتے کہ خدا نہیں ہے، بلکہ وہ دوسروں کو بھی کسی نہ کسی طرح خدا کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں شریک سمجھتے ہیں۔ یہ غلط فہمی ہرگز پیدا نہ ہوتی اگر وہ لوگ زمین اور آسمانوں کی تخلیقات کو عقل و فہم کے ساتھ دیکھتے جو ہر آن خدا کی (قدرت) وحدت اور یکتائی کا پتہ دے رہے ہیں۔ ★----- (تفہیم)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

★ مگر ایسے اقرار کو خدا ایمان نہیں مانتا۔ شاید اس کا مطلب یہ ہو کہ جب زیادہ تر لوگ ایمان لے آئیں گے۔ یعنی مسلمان ہونے کا دعویٰ کریں گے، تب بھی وہ دل میں مشرک ہی ہوں گے یعنی منافق ہوں گے، حقیقی مومن نہ ہوں گے۔

یا اِس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اعتقادی طور پر خدا کا اقرار کرتے ہیں، مگر اس اقرار کے عملی تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔ اِس طرح کہ خدا کے احکام کی خلاف ورزیاں کرتے ہیں۔ دوسروں سے توقعات باندھتے ہیں، دوسروں کے سامنے سر جھکاتے ہیں، دوسروں کی اطاعت کرتے ہیں۔ اِس طرح عملاً مشرک ہیں اور اعتقاداً مسلمان ہیں۔ ★.... (تفسیر علی ابن ابراہیم، فصل الخطاب)

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی ﷺ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟ ★--- (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ (١٠٧) مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ ١٠٧

کیا وہ اِس خطرے سے مطمئن اور بیخوف ہو گئے ہیں کہ اُن پر کوئی چھا جانے والا' اللہ کا عذاب اچانک آجائے یا پھر بےخبری کے عالم میں قیامت کی گھڑی اچانک اُن پر ٹوٹ پڑے۔ ؟

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ أَدْعُوْٓا (١٠٨) إِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ١٠٨

آپ اُن سے صاف فرمادیں کہ یہ ہے میرا راستہ کہ میں اللہ کی طرف بُلاتا ہوں' پوری پوری طرح سمجھ بوجھ کر[1] میں بھی اور وہ شخص بھی جو میرے پیچھے پیچھے چلے۔ اور اللہ کی ذات ہر بُرائی یا عیب سے پاک ہے۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

بصیرت اور بصارت

[1] بصیرت ایک ایسی قوّتِ قلبی اور عقلی کا نام ہے جس کے سبب سے انسان چیزوں کی باطنی حقیقت کو دیکھ لیتا ہے' جس طرح بصارت یعنی آنکھ ظاہری چیزوں کی شکل صورت' ہیئت اور رنگ کو دیکھتی ہے' اسی طرح بصیرت چیزوں کی باطنی حقیقت کو دیکھ اور سمجھ سکتی ہے۔ حکماء اور فلاسفہ' اس کو قوّتِ عاقلہ یا قوّتِ قُدسیہ کہتے ہیں۔ اسی بصیرت کی وجہ سے بلقیس حضرت سلیمانؑ پر اور جادوگر حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے تھے۔

انسانوں کے قلوب دراصل فطرتاً اسی بصیرت کی طرف مائل ہیں لیکن خواہشاتِ نفسانی

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

کی وجہ سے بصیرت تاریک ہو جاتی ہے۔

ع دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں ٭ ..... (اقبال)

اور اتباعِ رسولؐ کے معنی یہ ہیں کہ رسولؐ کے اقوال، افعال اور احوال کی پیروی کی جائے
٭ - - - - (روح المعانی)

اسلام میں عقل و بصیرت اور جدید علوم کی اہمیت

رسولؐ کا فرمانا: "عَلٰی بَصِیْرَۃٍ" یعنی رسولؐ فرما رہے ہیں کہ "میں عقلی دلائل پر قائم ہوں"۔

اِس سے ثابت ہوا کہ دینِ اسلام اندھی تقلید کا نام نہیں، بلکہ اسلام عقلی طور پر ثابت شدہ مدلّل حقیقت کا نام ہے۔ اِس لیے علمِ کلام اور علمِ اصول سے کام لینا جائز ہے۔
٭ - - - (تفسیر کبیر امام رازی)

٭ اِسی بنیاد پر علمِ سائنس اور جدید فلسفے سے کام لینا بھی جائز ہے۔ یہ تمام علوم انسان کے تجربات کا نتیجہ ہیں۔ اِس لیے ان میں قدیم علوم اور جدید علوم کی تفریق جائز نہیں ہونی چاہیے۔
٭ ..... (مؤلف)

٭ حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا: "لَا دِیْنَ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ" جس کے پاس عقل نہیں اُس کا کوئی دین نہیں ہوتا۔ ٭ - - - (تحف العقول)

٭ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ "قرآن میں جہاں جہاں قلب کا لفظ آیا ہے اُس سے مراد عقل ہے۔" ٭ .... (الکافی)

٭ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا، اور روایت کی جناب امام محمد باقر علیہ السّلام نے کہ: "خدا نے جب عقل کو پیدا کیا تو اُس سے کہا: "آگے آ" وہ آگے آئی۔ پھر اُس سے کہا: "پیچھے جا" وہ پیچھے گئی اِس پر خدا نے فرمایا: "مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم ہے کہ میں نے تجھ سے بہتر کوئی مخلوق نہیں پیدا کی۔ میں تجھی سے حساب لوں گا، تجھی کو جزا دوں گا اور تجھی کو سزا دوں گا"۔ ٭ ... (اصول کافی کتاب العقل والجہل)

٭ معلوم ہوا عقل وہ ہے جو خدا کے حکم پر آگے بڑھے، پیچھے ہٹے اور رک جائے۔ ٭ (مؤلف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ: "عقل وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے خدا کو پہچانا جائے اور جنّت کو کمایا جائے۔"

★ . . . . (اصولِ کافی)

★ آپ کہہ دیجئے کہ: "یہی میرا راستہ ہے۔" تو "یہی" (هٰذِهٖ) سے مراد توحید، رسالت اور آخرت کے عقیدے کا ماننے والا راستہ ہے جس کا ذکر آچکا ہے۔

★ . . . . . . (بیضاوی، تفسیر کبیر)

★ رسولؐ کا فرمانا: " عَلٰی بَصِیْرَةٍ " کے معنی: "میں پوری طرح سمجھ کر اللہ کی طرف بُلاتا ہوں"۔ اندھی تقلید کے طور پر نہیں بُلاتا۔ میرا اصول یہ نہیں کہ باپ دادا کو ایک راستے پر چلتے دیکھا تو ہم بھی اُسی لکیر پر چل پڑے۔"

★ . . . . (فصل الخطاب)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

★ اور رسولؐ کا یہ فرمانا کہ: "جو میری پیروی کرنے والا ہے"۔ ظاہر ہے کہ جس کی پیروی سب سے زیادہ کامل ہوگی وہ اِن الفاظ کا اوّلین مقصود ہوگا۔ اِس لیے رسولؐ کی مکمّل پیروی کرنے والے ائمۂ اہلِ بیتؑ ہی ہو سکتے ہیں۔

★ . . . . (تفسیر علی بن ابراہیم)

★ " سُبْحٰنَ اللّٰهِ " کے معنی ہیں کہ: "خدا ہر قسم کی آلائش نقص اور شرکت سے بلند و بالا پاک و پاکیزہ ہے، اور ہر اُس صفت سے بھی پاک اور بلند ہے جو مشرکوں نے اُس کی ذات اور صفات کے بارے میں گھڑ رکھی ہیں۔ ★ . . . . (ماجدی)

★ " سُبْحٰنَ اللّٰهِ " اللہ کی تنزیہ کا کلمہ ہے یعنی مشرک لوگ توحید کے متعلق جو غلط سلط عقائد رکھتے ہیں، خدا اُن سے پاک و منزّہ ہے۔ جنابِ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ یہ تنزیہ پروردگار کا کلمہ ہے پس جب انسان یہ کلمہ زبان پر جاری کرے تو خدا کے تمام فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں۔ (سبحان اللہ)

★ . . . . (تفسیر انوار النجف بحوالہ تفسیر برہان)

www.drhasanrizvi.com

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا (۱۰۹)	اور ہم نے آپؐ سے پہلے جو پیغمبر؎
رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ	بھیجے تھے وہ سب کے سب مرد (انسان)
الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي	ہی تو تھے اور انہی بستیوں کے
الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ	رہنے والوں ہی میں سے تھے۔ اور ہم
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ	اُنہی کی طرف اپنی وحی بھیجتے ہی
وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ	رہے ہیں۔ تو کیا یہ لوگ چلتے پھرتے
لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ۱۰۹	نہیں کہ وہ یہ دیکھتے کہ کیا انجام ہوا

اُن لوگوں کا جو اُن سے پہلے تھے؟ یہ حقیقت ہے کہ آخرت کا گھر اُن لوگوں کے لیے کہیں بہتر ہے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ تو کیوں تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

Presented by https://jafrilibrary.com/

انسان (مرد) کا نبی ہونا عجب نہیں

آیت کا مقصد یہ ہے کہ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے کہ خدا نے ایک انسان کو اپنا سفیر بنایا ہو۔ آخر پہلے بھی خدا بہت سے انسانوں کو اپنا سفیر اور نبی بنا کر بھیج چکا ہے۔ پھر یہ بھی نہیں ہوا کہ ایک اجنبی شخص کسی شہر میں اچانک نمودار ہوا ہو اور اُس نے یہ کہا ہو کہ میں نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ بلکہ جو لوگ بھی انسانوں کی اصلاح کیلئے بھیجے گئے وہ سب کے سب اپنی اپنی بستیوں ہی کے رہنے والے تھے۔ مگر ہوا یہی کہ قوموں اور بستیوں نے اُن کے پیغامات کو نہ مانا۔

انجام سب کا یہی ہوا کہ وہ تباہ و برباد ہوئے۔ تم خود اپنے تجارتی سفروں میں عاد و ثمود، مدین اور قوم لوط کے تباہ شدہ علاقوں سے گذرتے ہو، مگر اس کے باوجود سبق نہیں لیتے۔ حالانکہ اُن کا انجام

www.drhasanrizvi.com

خود بتا رہا ہے کہ وہ آخرت میں اِس سے بھی بدتر انجام دیکھیں گے لیکن جو لوگ دنیا میں اپنی اصلاح کر لیتے ہیں، وہ دنیا میں بھی اچھے رہتے ہیں اور آخرت میں بھی اُن کا انجام بہت زیادہ اچھا ہوتا ہے۔

*...... (تفہیم)

نتائج

(۱) آیت سے معلوم ہوا کہ بشریت پیغمبریت کے منافی تو کیا اس کا لازمی جزو ہے۔ مگر نبی ایسا بشر ہوتا ہے جس کا تعلق اللہ سے ہر وقت جُڑا رہتا ہے۔ "یُوْحٰیٓ اِلَیَّ" (یعنی: اُس کو خدا کے خفیہ پیغامات ملتے رہتے ہیں۔)

*...... (ماجدی)

(۲) آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر ہمیشہ آبادی والی بستیوں میں سے ہوئے ہیں کبھی بے تعلق یا خانہ بدوش جرگوں یا قبیلوں میں سے پیغمبر نہیں آئے۔

*...... (تفسیر کبیر، ابن جریر)

(۳) لفظ "رِجَالًا" یعنی "مَردوں" کے لفظ سے معلوم ہوا کہ پیغمبری ہمیشہ مَردوں ہی میں رہی ہے۔ کوئی عورت پیغمبر نہیں بنائی گئی۔

*...... (ابن کثیر۔ بیضاوی)

(۴) سیاحت کرنا، تاریخ پڑھنا، پچھلی قوموں کے حالات کا مطالعہ کرنا عبادت ہے۔ (بشرطیکہ عبرت حاصل کرنے کے لیے ہو۔)

*...... (ماجدی)

(۵) حاصلِ مطلب

حاصلِ مطلب یہ ہے کہ "رسولؐ یہ فرما رہے ہیں کہ نبوّت کے اعلان کرنے سے میرا اصل مقصد کسی کو اپنا بندہ بنانا نہیں، بلکہ خدا کا بندہ بنانا مقصود ہے۔ *...... (تھانوی)

(۶) اور تمھارا یہ کہنا کہ نبی کو فرشتہ ہونا چاہیے، بالکل جہل بات ہے۔ ہم نے مختلف بستیوں میں جتنے رسولؐ بھیجے سب آدمی تھے، کوئی فرشتہ نہ تھا۔ پھر یہ کہ اُن میں سے جن لوگوں نے نبیوں کو نہ مانا اور ستایا، اُن کو سزائیں دی گئیں۔ اِسی طرح اگر تم نے نہ مانا تو تم کو بھی سزا ہوگی، خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں۔

*...... (تھانوی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ (۱۱۰) یہاں تک کہ جب (ہمارے) پیغمبر
وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا نا اُمید ہونے لگے اور انہوں نے گمان
جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ کیا کہ یقیناً وہ جھٹلا دیے گئے ہیں، تو ان
نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ پیغمبروں کے پاس ہماری مدد آن پہنچی۔
الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ۱۱۰ تو پھر جسے ہم نے چاہا بچالیا۔ اور مجرموں
کیلئے ہماری سزا ہٹائے نہیں ہٹتی۔

انبیاء کرام کی پریشانی

انبیاء کرامؑ نے اپنی بدکردار اور حق دشمن قوموں پر عذاب نہ آنے کی وجہ سے یہ سمجھا کہ وہ مکذوب ہو گئے یعنی وہ لوگ ہماری باتوں کو جھوٹ سمجھیں گے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: "انبیاء کرام جب مغلوب ہوئے تو اُنھیں یہ خیال ہوا کہ شاید اللہ کا وعدۂ عذاب کے پورے ہونے کا وقت ابھی نہیں آیا"۔ اِس کی دلیل حضرت ابنِ عباسؓ نے دوسری آیت سے دی کہ جس میں خدا نے فرمایا ہے۔ "اُن کو سخت تکلیفیں پہنچیں، یہاں تک کہ رسولؐ اور وہ صاحبانِ ایمان جو رسولؐ کے ساتھ تھے، کہنے لگے کہ اللہ کی مدد آخر کب آئے گی؟"

٭۔۔۔ (روح البیان)

٭ پھر خدا کا فرمانا کہ: "جَآءَ نَصْرُنَا" یعنی "ہماری نُصرت اچانک آپہنچی۔" مطلب یہ ہوا کہ ہم نے لمبی مہلت دی تو انبیاءؑ کو یہ خیال ہوا کہ ہمیں شاید دنیا میں فتح نصیب نہ ہوگی۔ لیکن اچانک بغیر علامت ہماری مدد آن پہنچی پس اس طرح انبیاءؑ اور اُن کے ماننے والوں کو نجات دی گئی۔ اور یہاں "مجرمین" سے منکرینِ حق مراد ہیں۔

٭۔۔۔ (روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

رسولوںؑ کے نااُمید ہونے کا مطلب

شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا: یعنی جب وعدۂ عذاب کے پورا ہونے میں دیر لگی تو رسولؑ نااُمید ہوگئے کہ شاید یہ عذاب کا وعدہ ہماری زندگی میں پورا نہ ہوگا۔ ہمارے بعد عذاب آئے گا۔ اِس طرح پیغمبروں کو یقین ہوگیا کہ لوگ ہماری تکذیب کریں گے، ہمیں جھوٹا سمجھیں گے۔"

★۔۔۔۔۔ (ملخص از موضح القرآن، تفسیر تبیان، فصل الخطاب)

نتیجہ

مفسرین نے نتیجہ نکالا کہ موجودہ کافروں پر عذاب نہ آنے کی وجہ سے بھی مایوس نہیں ہوجانا چاہیے۔ کیونکہ بعض اوقات خدا کی مہلت ہم کو اتنی طویل معلوم ہونے لگتی ہے کہ پیغمبروںؑ کو بھی یہ خیال گذرنے لگتا ہے کہ شاید عذاب کے متعین وقت کو ہم نہ سمجھ سکے۔

★۔۔۔۔۔ (ماجدی)

★ لیکن آخرکار وعدہ شدہ عذاب سرکش قوموں پر آکر ہی رہتا ہے۔ خدا کا یہی قانون ہمیشہ سے چلا آرہا ہے، اور خدا کی بچالینے کی مشیت ہمیشہ رسولوںؑ اور مومنین سے متعلق رہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عمومی عذاب جب بھی آیا، اہلِ ایمان کو بچالیا گیا۔

★۔۔۔۔۔ (روح المعانی)

ضروری توضیح

یاد رہے کہ خدا کی لامحدود رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے، لیکن کسی خاص بات کی ظاہری ناکامی دیکھ کر ظاہری اسباب کے لحاظ سے نااُمید ہونا کفر نہیں ہوتا۔ کیونکہ کسی خاص بات سے مایوس ہوجانا اور بات ہے، انبیاءؑ کی مایوسی ظاہری حالات اور آثار کے اعتبار سے تھی۔ ورنہ پیغمبرؑ خدا کی رحمت سے مطلقاً کبھی مایوس نہیں ہوتے۔

★۔۔۔۔۔ (شیخ الاسلام عثمانی)

(نوٹ) "خدا کی رحمت سے نااُمید ہونا کفر ہے، نہ کہ کافروں پر عذاب کی تاخیر سے مایوسی۔" (مولف)

سبق

اِس قصے میں سمجھداروں کے لیے بڑا بہترین سبق ہے کہ اطاعت کا انجام بہرحال اچھا ہے اور معصیت کا انجام آخرکار بدترین ہے (نیز خدا کی دی ہوئی طویل مہلت کی وجہ سے مایوس نہ ہونا چاہیے)

★۔۔۔۔۔ (تھانوی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ (۱۱۱) حقیقتاً اِن قصوں میں صاحبانِ عقل
لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ کے لیے سبق ہے۔ یہ کوئی بناوٹی باتیں
حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ نہیں ہیں جسے گھڑ لیا گیا ہو۔ بلکہ یہ
تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ (قرآن) تصدیق ہے اُس کی جو پہلے
وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى موجود تھا، اور (اِس میں) ہر بات کی
وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۱۱۱ تفصیل وتشریح ہے، اور یہ ہدایت ع ۱۲
اور رحمت ہے اُن لوگوں کے لیے جو اِس کو مانیں۔

صاحبانِ عقل کون ہیں؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: "اُولِی الْاَلْبَابِ" یعنی "صاحبانِ عقل" سے مراد ارباب اَسرار ہیں۔ (جو خدا کی آیتوں کی تہ سے واقف ہیں۔) .... (روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

عبرت کے معنی

اور "عبرت" سے مراد ایسی "نصیحت" ہے جس سے آنے والی نسلیں سبق حاصل کریں۔ پھر وہ جرأت نہ کریں کہ وہی کام کریں جو پچھلے منکرینِ حق انجام دیتے آئے ہیں۔ اِس طرح خود کو عذابِ الٰہی کے لپیٹ میں آنے سے بچالیں۔ یعنی: وہ یہ بات سمجھ لیں کہ اگر ہم نے بھی وہی کام کیے جو اُن قوموں نے کیے تھے جن پر خدا کا عذاب آیا تھا، تو ہم پر بھی خدا کا عذاب کسی نہ کسی طرح ضرور آئے گا۔ پھر وہ بُرے کاموں سے رُک کر ایسے اچھے کام کریں جن کی وجہ سے انبیاءِ کرامؑ اور اُن کی پیروی کرنے والوں کو نجات ملی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت یوسفؑ اور اُن کے بھائیوں کا قصہ عقل والوں کے لیے غور کرنے اور سبق سیکھنے کا

www.drhasanrizvi.com

بہترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ اس قصّے سے خدا کی قدرت، حکمت اور جزاء و سزا کا قانونِ مکافات خوب سمجھ میں آتا ہے۔

*..... (روح البیان)

قرآن پچھلے انبیاءؑ کی تعلیمات کا تسلسل ہے

خدا کا فرمانا: "یہ (قرآن) کوئی گھڑی ہوئی بات نہیں لیکن یہ تصدیق ہے اُس چیز کی جو اُن کے ہاتھوں میں ہے۔" مطلب یہ ہے کہ قرآن اُن کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو پہلے انبیاءؑ پر نازل ہو چکی ہیں (گویا قرآن پچھلے انبیاءؑ کی تعلیم کی ضد نہیں، بلکہ اُن تعلیمات کا تسلسل اور تکمیل ہے) *...... (تفسیر صافی ص ۲۵، بحوالہ تفسیر قمّی)

★ قرآن میں ہر اُس چیز کی تفصیل موجود ہے جو انسانی رہنمائی کے لیے ضروری ہے۔ بعض لوگ "ہر چیز کی تفصیل" سے دنیا بھر کی تمام چیزوں کی تفصیل مراد لیتے ہیں اور پھر پریشان ہو جاتے ہیں کہ قرآن میں طِبّ، ریاضی، فزکس، کیمسٹری وغیرہ کی تفصیلات کہاں ہیں؟ (اصل میں قرآن کا موضوع انسان کی ہدایت اور دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح ہے۔ اُس کی تمام تفصیلات قرآن میں موجود ہیں۔)

*.... (اخلاقیات) (تفہیم القرآن)

آیت کا پیغام اور نتائج

(۱) قرآنی قصّوں سے اہلِ فہم فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ اطاعتِ الٰہی کا انجام بہترین ہوتا ہے اور نافرمانی کا انجام بہت بُرا ہوتا ہے۔ یہاں "قصّوں" سے مراد پچھلی اُمّتوں کے قصّے ہیں۔

*..... (بیضاوی)

(۲) آیت کے آخری الفاظ سے معلوم ہوا کہ قرآن سے اہلِ ایمان دنیا میں ہدایت حاصل کرتے ہیں اور آخرت میں رحمت۔ اور خدا کا فرمانا کہ "قرآن ہر چیز کی تفصیل کرنے والا ہے" یعنی دین کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو قرآن میں براہِ راست یا بالواسطہ بیان نہ کیا گیا ہو۔ *.... (بیضاوی)

(۳) قصّۂ یوسفؑ سے پتہ چلا کہ دنیا میں خدا کے کچھ خاص بندے ایسے ضرور ہوتے ہیں جو حقائقِ انفس و آفاق کو خوب جانتے ہیں[۱]

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

فضائلِ سورۂ رعد

(١) جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ: "جو شخص سورۂ رعد کی تلاوت کرے گا اُس کو تمام گذشتہ اور آئندہ (آنے والے) بادلوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ نیکیاں عطا کی جائیں گی، اور وہ روزِ قیامت خدا کے عہد کو پورا کرنے والوں کے ساتھ محشور ہوگا۔"

*........ (تفسیر مجمع البیان، تفسیر صافی)

(٢) حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "سورۂ رعد کی تلاوت کرنے والا اجلی کی موت نہ مرے گا، اور اگر مومن ہوگا تو بلا حساب جنّت میں داخل ہوگا، اور اُس کی شفاعت اُس کی برادری اور تمام جاننے والوں کے حق میں قبول کی جائے گی۔"

*...... (تفسیر مجمع البیان و تفسیر صافی)

Presented by: https://jafrilibrary.com

(٣) حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "اگر اس سورے کو رات کے اندھیرے میں نمازِ عشاء کے بعد لکھ کر ظالم و جابر بادشاہ کے دروازے پر لٹکا دیا جائے تو اُس کی رعایا اور اُس کی فوج اُس کے خلاف بغاوت کرے گی اور اُس کی کوئی بات نہ مانی جائے گی، اور وہ ہلاک ہوگا۔" (باذن اللہ)

*........ (تفسیر البرہان بحوالہ خواص القرآن)

www.drhasanrizvi.com

اٰیَاتُہَا ۴۳ سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِیَّةٌ رُکُوْعَاتُہَا ۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدہ پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ ؕ وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ ۱

(۱) الف۔ لام۔ میم۔ را۔ یہ آیتیں کتاب (الٰہی) کی ہیں جو آپؐ کے پالنے والے مالک کی طرف سے اُتاری گئی ہیں، جو بالکل سچی حقیقت ہیں۔ مگر زیادہ تر لوگ اُس کو مان نہیں رہے ہیں۔

الف۔ لام۔ میم۔ را کا مطلب

حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "الف۔ لام۔ میم۔ را کا مطلب ہے "اَنَا اللّٰہُ مُحْیِ الْمُمِیْتُ الرَّازِقُ"۔ یعنی "میں اللہ زندہ کرنے والا ہوں موت دینے والا ہوں، رزق دینے والا ہوں۔ ٭ .... (تفسیر صافی)

٭ یہ بھی فرمایا: اِس کا مطلب "اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ وَاَرٰی" یعنی: میں خدا سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہوں۔
٭ ...... (تفسیر روح البیان و تفسیر کبیر امام رازی .... تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

غرض الف ۔ لام ۔ میم ۔ را ۔ حروفِ مقطعات ہیں۔ جن کا حقیقی مفہوم تو خدا اور اُس کے نمائندوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رسولؐ یا امامؑ اِن حروف کو خاص ترتیب سے ملا کر جب باذنِ خدا دُعا کرتے ہیں، تو وہ دُعا فوراً قبول ہوتی ہے۔ (بقول امام محمد باقرؑ)

★........ (تفسیر مجمع البیان)

کتاب کا مطلب اور آیت کا مفہوم

"کتاب" سے مراد "قرآن" ہے اور "اَلۡكِتٰبُ" پر جو الف لام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کتاب کے عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا، یہ وہی کتاب ہے۔"

ترکیبِ نحوی کے لحاظ سے اِس آیت کا مطلب ہوا: "یہ اُس کتاب کی آیتیں ہیں، جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُتاری گئی ہیں۔"

★...... (تفسیر انوار النجف)

★ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا: "الف ۔ لام ۔ میم ۔ را، مُخفّف ہے "اَنَا اللّٰهُ الۡمَلِكُ" کا۔ (یعنی) "میں اللہ کائنات کا بادشاہ ہوں۔"

★..... (تفسیر کبیر امام رازی)

★ حضرت ابنِ عباسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ: "اَنَا اللّٰهُ اَعۡلَمُ وَ اَرٰی" یعنی: "میں اللہ خوب جانتا ہوں، میں وہ کچھ دیکھتا ہوں، جو مخلوق نہیں دیکھ سکتی۔ میں عرش سے تحت الثریٰ تک ہر چیز دیکھتا ہوں۔"

★ کاشفی نے لکھا: "الف" سے "اٰلَاۗءِ" (خدا کی نعمتیں) مراد ہیں۔ "لام" سے لطفِ بے انتہا (یعنی خدا کی بے حد مہربانیاں) مراد ہیں، اور "میم" سے خدا کا "ملکِ بے زوال" مراد ہے۔ اور "را" سے خدا کی رافت و رحمت مراد ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ یہ کلمات جن کو حروفِ مقطعات کہتے ہیں زیادہ تر صفاتِ الٰہیہ پر دلالت کرتے ہیں۔

★......... (روح المعانی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ (۲) بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ ۲

وہ اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ایسے سہاروں اور ستونوں کے بلند کیا جنھیں تم دیکھ سکو، پھر وہ پورے اقتدار کے ساتھ تخت پر متمکن ہوا۔ اور اُس نے سورج اور چاند کو قابو میں رکھا کہ (اب ہر چیز ایک وقتِ مقررہ تک کے لیے چل رہی ہے۔ وہی (اللہ) پوری سمجھ بوجھ کے ساتھ سارے کاموں کا انتظام بھی کرتا ہے اور (اپنی قدرت اور حکمت کے) حقائق و نشانات کھول کھول کر بیان بھی کرتا ہے۔ تاکہ تم اپنے پالنے والے مالک سے ملاقات کا یقین کر لو۔

آیت کا پیغام توحید

اِن آیتوں کا پس منظر اور پیغام یہ ہے کہ قرآن تین بنیادی باتوں کی تعلیم دے رہا ہے۔ (۱) خدائی پوری کی پوری خدا کی ہے۔ اِس لیے اس کے سوا کوئی عبادت یعنی مکمل مطلق اطاعت اور بندگی کا مستحق نہیں۔ (۲) اِس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی ہے جس میں ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ (۳) یہ کہ رسولِ خدا جو کچھ پیش فرمارہے ہیں، وہ اپنی طرف سے نہیں ہے، بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ اِنہی تین باتوں کو ماننے سے لوگ انکار پر انکار کر رہے ہیں، مگر قرآن طرح طرح سے اِنہی تینوں باتوں کو سمجھا رہا ہے۔

(۱) توحید کی حقیقت کو قرآن اِس طرح سمجھا رہا ہے کہ تم دیکھو کہ زمین سے آسمانوں تک ساری

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

کائنات ایک مکمل نظام کے تحت 'ایک زبردست قانون کے ماتحت چل رہی ہے' جس کے ذرہ ذرہ میں ہمہ گیر اقتدار' بے عیب حکمت اور بے خطا علم کے آثار نظر آرہے ہیں۔ اس نظام کا ہر پہلو اس بات کی منہ بولتی گواہی دے رہا ہے کہ اس نظام کو بنانے اور چلانے والے کئی نہیں ہیں' بلکہ ایک فرماں روا ہے۔ اس لیے کہ مکمل نظم کا تصور ایک ناظم کے بغیر' قانون کا تصور ایک قانون داں کے بغیر' حکمت کا تصور ایک حکیم کے بغیر' اور علم کا تصور ایک عالم کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ بالکل اسی طرح خلق کا تصور خالق کے بغیر ممکن نہیں۔ (تفہیم القرآن)

حقیقتِ معاد حقیقتِ معاد کو اس طرح سمجھایا گیا کہ کائنات کا نظام اور اس کے تمام اجزا اس بات کی منہ بولتی گواہی دے رہے ہیں کہ اس نظامِ کائنات کی ہر چیز فانی ہے۔ ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر ہے جس کے ختم ہونے تک ہر چیز چلتی ہے اور وقت ختم ہوتے ہی ختم ہوجاتی ہے۔ یہ بات جس طرح اس نظام کے ایک ایک جزو کے بارے میں صحیح ہے' اسی طرح پورے نظام کے بارے میں بھی صحیح ہے۔ اس لیے کوئی وقت ضرور معین ہے کہ یہ نظام ختم ہوگا اور کوئی دوسرا نظام برپا ہوگا۔ جدید سائنس نے اس حقیقت کو پوری طرح تسلیم کرلیا ہے۔
★ - - - - (تفہیم)

خدا کا عرش پر استواء ہونے سے مراد

(۱) عرش کی حفاظت کرنا اور کائنات کی تدبیر کرنا ہے۔ یعنی خدا نے اپنی حکومت پر گرفت اور تصرّف فرمایا۔
★ - - - - (بیضاوی)

★ عربی ادب میں "استوار" کے معنی مالک ہونے کے بھی ہوتے ہیں اور خدا کی خاص تجلیات اور احکامات عرش ہی سے صادر ہوتے ہیں۔
★ - - - (روح البیان)

★ "استویٰ" کے لغوی معنی متوجّہ ہونا' غالب ہونا' ارادہ کرنا' سنبھالنا ہوتے ہیں۔ اس کے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

علاوہ سیدھے ہونے اور چڑھنے کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔

*..... (امام راغب)

تسخیر شمس و قمر کا مطلب اور کائنات پر غور کرنے کا نتیجہ

چاند اور سورج کو قابو کرنے (شمس و قمر کو مسخّر کرلی) کا مطلب یہ بھی ہے کہ خدا نے چاند اور سورج کو لوگوں کے لیے نفع پہنچانے والا بنایا۔ رات' دن اور روشنی' اندھیرے بنائے۔ اور خدا کے "تدبیرِ امر" سے مراد یہ ہے کہ وہ جس کو جو چاہتا ہے' دیتا ہے' جس کو چاہتا ہے محروم کرتا ہے' زندگی دیتا ہے' موت دیتا ہے' گناہ معاف کرتا ہے' گناہوں پر سزا دیتا ہے۔ کسی کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلیل کرتا ہے۔

*..... (بحرالعلوم)

★ اور خدا کا فرمانا کہ "خدا نے چاند اور سورج کو قابو میں رکھا" تو تسخیر کے معنی کسی چیز کو زبردستی قابو کر کے کسی خاص کام پر لگا دینے کے ہوتے ہیں۔ اور کسی چیز کو کسی کے بس میں دے دینے کے بھی ہوتے ہیں۔

*..... (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۱۹۷)

★ غرض ایسی تمام آیتوں سے خدا کی سلطنت، حکومت، اقتدار کا پتہ چلتا ہے۔ ورنہ خدا کی ذات کسی جگہ بیٹھنے کے تصوّر سے بہت بلند ہے۔ (بلکہ منزّہ ہے)

*.... (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ صفحہ ۱۹۷)

نتیجہ

محقّقین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) پچھلے زمانے کے فلسفیوں کا یہ خیال غلط ہے کہ آسمان کوئی قائم بالذّات صاحبِ عقل دیوتا ہے۔

(۲) دوسرے اِس آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان ستونوں پر قائم نہیں ہے، بلکہ آسمانوں کا اصل ستون خدا کی قوّت، حفاظت، حکم اور تدبیر ہے۔

*.... (تفسیر کبیر)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

آخرت کے تین ثبوت

نیز اِس آیت میں قیامت کا ثبوت دو طرح سے ملتا ہے۔ (۱) جب ہم آسمانوں کی ساخت پر غور کرتے ہیں تو دل گواہی دیتا ہے کہ جس خدا نے اتنے بڑے بڑے کُرّے فضا میں پیدا کر دیے، اُس کے لیے بھلا ہمیں ایک دفعہ موت دے کر دوبارہ پیدا کر دینا کیا مشکل ہو سکتا ہے ؟

(۲) دوسرے یہ کہ کائنات کی ساخت بتا رہی ہے کہ اِس کا پیدا کرنے والا کمال درجے کا حکیمِ مطلق ہے۔ ایسے حکیم اور عقلمند ذات سے یہ تصور ممکن نہیں کہ وہ پوری کائنات کو بے مقصد پیدا کر کے یونہی چھوڑ دے اور اُن کو اختیار، عقل اور تصرّف دے کر اُن سے حساب نہ لے۔ ظالموں کو اُن کے ظلم کی سزا نہ دے اور مظلوموں کا حق اُنھیں نہ دلائے۔ ایک اندھا احمق راجا تو بے شک ایسا کر کے خوابِ غفلت میں سو سکتا ہے، لیکن حکیمِ مطلق ہرگز ایسا غیر ذمّہ دارانہ کام نہیں کر سکتا۔

*.... (تفہیم)

(۳) جدید تحقیقات بھی بتا رہی ہیں کہ سیارے اور ستارے مر رہے ہیں اور اُن میں قیامتیں برپا ہوتی رہتی ہیں۔ ہماری زمین بھی سائنسی اصولوں کے عین مطابق ایک دن ضرور ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ اِس کی کشش اور حرارت روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔ *.... (مؤلف)

" ثُمَّ اسْتَوٰی " اِس مقام پر ثُمَّ ترتیب کے اظہار کے لیے نہیں ہے بلکہ محض عطف کو ظاہر کرتا ہے اور اگر ترتیب ہی مراد لی جائے تو مقصد اِس طرح ہوگا کہ ان تمام چیزوں کو پیدا کرنے کے بعد اِن میں تصرّف و حکومت کے لیے کرسیِ اقتدار کا مقام عرش کو قرار دیا جس طرح پوری مملکت پر قبضہ کرنے کے بعد دارالسلطنت کو محلِ اقتدار مقرر کیا جاتا ہے۔

*.... (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ (۳) اور وہی (خدا) ہے جس نے زمین کو
جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ پھیلایا۔ اور اُس میں بوجھل پہاڑوں
وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ کو گاڑ دیا اور دریاؤں کو بہا دیا۔ اور
فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی ہر طرح کے پھلوں کے دوہرے جوڑے
الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ پیدا کیے۔ اور وہی رات کو دن پر ڈھانپ
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ ۳ دیتا ہے۔ حقیقتاً اِن ساری چیزوں
میں (خدا کی قدرت و حکمت کی) بڑی نشانیاں اور دلیلیں ہیں اُن لوگوں کے
لیے جو غور و فکر سے کام لیں۔

پھلوں کے دوہرے جوڑے

خدا نے ہر قسم کے پھلوں میں سے دوہرے جوڑے
پیدا کر دیے۔" یعنی: ہر اعتبار سے ہر پھل کی دو دو قسمیں پیدا فرمائیں۔ مثلاً پھل سیاہ بھی ہوتے
ہیں اور سفید بھی، میٹھے بھی ہوتے ہیں اور کھٹے بھی، چھوٹے بھی ہوتے ہیں اور بڑے بھی وغیرہ وغیرہ۔
* - - - - (تفسیر صافی صفحہ ۲۵۸)

★ ابوالائمہ حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "پانی کو ہواؤں نے حرکت دی اور
اُس کے جھاگ سے زمین پیدا ہوگئی۔ سب سے پہلے کعبہ کی زمین بچھائی گئی۔"
* - - - - (نہج البلاغہ)

زمین کی ساخت کو دیکھ کر خدا کی حکمت اور قدرت سمجھ میں آتی ہے

کیونکہ زمین نہ تو اس قدر نرم ہے کہ انسان زمین میں
دھنس جائے، اور نہ اتنی سخت ہے، کہ گھر نہ بنا سکے۔ نہ اتنی سرد ہے کہ زندگی منجمد ہو جائے اور نہ اتنی
گرم ہے کہ سب کو جلا دے۔ زمین ایسی بچھائی گئی ہے کہ اُس کی گود میں ساری مخلوق زندہ، اور فائدے

www.drhasanrizvi.com

اُٹھا رہی ہے۔ چرند، پرند، حیوان اور انسان سب کی ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں۔ ہر قسم کی غذائیں پیدا ہو رہی ہیں۔

دن رات، موسم پھر اللہ نے دن، رات اِس لیے بنائے کہ انسان آرام بھی کر سکے اور کام بھی۔ اِس طرح ترقّی کر سکے۔ پھر موسم اس طرح کے بنائے کہ وہ بدلتے رہیں۔ یہ سب خدا کی حکمت اور قدرت کی دلیلیں ہیں۔

(تفسیر انوار النجف) ---- *

توحید پر استدلال اجرامِ فلکی کے ساتھ زمین کا تعلّق، سورج، چاند، ستاروں سے ہمارا تعلّق، ہماری بنیادی ضروریات کا پہاڑوں، دریاؤں سے تعلّق، اِس بات کی کھلی گواہی دے رہا ہے کہ یہ سب چیزیں الگ الگ خداؤں نے نہیں بنائی ہیں۔ اور نہ الگ الگ کئی خدا اس کا انتظام چلا رہے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ان مختلف چیزوں میں ہم آہنگیاں، موافقتیں اور تعلّقات نہ ہوتے۔ اور نہ یہ تمام چیزیں قائم رہ سکتیں۔ الگ الگ خداؤں سے یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ پوری کائنات کے لیے ایک نظام یا ایک منصوبہ بنا لیتے، وہ بھی اِس طرح کا نظام کہ زمین سے لیکر آسمانوں تک کی تمام چیزیں ایکدوسرے کے ساتھ جوڑ کھاتی چلی جائیں اور کبھی اُن کی مصلحتوں اور مفادات کے درمیان تصادم نہ ہونے پائے۔

معاد پر استدلال پھر زمین و آسمان کی ساخت، پہاڑوں کا جماؤ، دریاؤں کا بہاؤ، ہواؤں کی روانی، پھلوں کی مٹھاس، دن، رات کا باقاعدگی سے آنا جانا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں اِس بات کی واضح گواہی دے رہی ہیں کہ یہ سب کام کسی حکیمِ مطلق کی کارفرمائی ہے۔ کسی بے ارادہ یا بے عقل طاقت کی کارفرمائی نہیں۔ کیونکہ یہاں ذرہ ذرہ میں ایک حکیم کی حکمت، ایک قادرِ مطلق کی قدرت، ایک سائنس دان کا علم و دانش آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے۔ اِس لیے اب کوئی عقل کا دشمن ہی یہ خیال کر سکتا ہے کہ ایسا حکیمِ مطلق انسان جیسی اعلیٰ مخلوق کو پیدا کر کے، ایسی ہنگامہ آرائیوں کا موقع دے کر اُسے یونہی خاک میں گم کر دے۔

؎ (ایں خیال است و محال است و جنوں)۔ * .... (تفہیم)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴

(۴) اور زمین میں مختلف قسم کے ٹکڑے ایکدوسرے کے ساتھ ساتھ، پہلو بہ پہلو پائے جاتے ہیں۔ (مثلاً) انگوروں کے باغ ہیں، کھجوروں کے درخت ہیں، جن میں سے کچھ تو ایک ہی جڑ سے کئی درخت (بن کر) نکلے ہیں، اور کچھ ایسے نہیں ہیں۔ (جبکہ عجیب بات یہ ہے کہ) سب کے سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے۔ مگر کسی کو تو ہم بہت مزیدار بنا دیتے ہیں اور کسی کو کم مزیدار۔ یہ حقیقت ہے کہ اِن سب باتوں میں (خدا کی قدرت اور حکمت کی) نشانیاں اور دلیلیں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

خدا کی قدرت، حکمت اور عظمت کی دلیلیں

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا نے ساری زمین کو یکساں نہیں بنایا، بلکہ اِس میں بے شمار خطّے پیدا کیے۔ پھر وہ بھی ایسے کہ متّصل ہونے کے باوجود شکل، رنگ، خصوصیات، پیداوار، اثرات اور معدنی اور زرعی خزانوں میں ایکدوسرے سے بالکل مختلف۔ پھر اِن اختلافات میں طرح طرح کی حکمتیں اور مصلحتیں پائی جاتی ہیں۔ ساری مخلوقات کو چھوڑ کر صرف انسان ہی کے مفادات ہی ملاحظہ فرمائیں کہ اِن رنگا رنگیوں میں ہمارے بے پناہ مفادات اور مطابقتیں پائی جاتی ہیں۔ اِنھی اختلافات کی وجہ سے طرح طرح کے پھل، سبزیاں پیداوار میں ہمیں مل رہی ہیں اور ساتھ ساتھ انسانی تمدّن کو ترقی

www.drhasanrizvi.com

اور رنگا رنگی بھی ملی ہے۔ اِس لیے یقینًا یہ تمام تخلیقات اور تنوّعات Varieties محض کسی اتّفاق یا حادثے کا نتیجہ نہیں ہو سکتے، بلکہ یقینًا یہ کسی حکیم و علیم کی فکر اور سوچے سمجھے منصوبے کا نتیجہ ہیں۔

★...... (تفہیم)

★ اِن تمام حکمتوں کو خدا کی قدرت، حکمت، رحمت، عظمت، شان و شوکت بتا کر خدا نے نیچری مذاہب کو یکسر باطل قرار دے دیا جو کائنات کو صرف طبعی قوانین کا مقید سمجھتے ہیں، اور کسی قانون بنانے والے کو نہیں مانتے۔

★...... (ماجدی)

★ "صِنْوَانٌ" کھجور کے ایسے کئی درختوں کو کہتے ہیں جو ایک ہی جڑ سے نکلے ہوں، اور "غَیْرُ صِنْوَانٍ" ایسے کھجور کے درختوں کو کہتے ہیں جو ایک جڑ سے صرف ایک نکلے۔

★..... (تفسیر صافی صـ۲۵۸)

★ خدا کی قدرت اور حکمت کا ایک کرشمہ یہ بھی ہے کہ ایک ہی پانی سے الگ الگ حجم، خصوصیات، مزاج اور ذائقے کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لیے آخر میں فرمایا: "اِن سب باتوں میں خدا کی قدرت اور حکمت کی دلیلیں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیں۔" (کوئی آرٹسٹ ایک رنگ یا صرف سادے پانی سے کسی تصویر میں اتنے رنگ نہیں بھر سکتا۔)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

خدا نے اِس آیت میں اپنی نو نشانیاں اور دلیلیں گنوائی ہیں۔ (۱) آسمانوں کی خِلقت (۲) سورج کی خِلقت اور اُس کو قابو میں رکھنا۔ (۳) تمام کائنات کے معاملات کی تدبیر کرنا۔ (۴) زمین کو بچھانا۔ (۵) پہاڑوں کو جمانا۔ (۶) دریاؤں کو بہانا۔ (۷) پھلوں کی مختلف قسمیں بنانا۔ (۸) دن رات کا آنا جانا۔ (۹) ایک ہی پانی سے سَو رنگ اور قسم قسم کی چیزیں بنانا۔ (۱۰) چاند کا بنانا اور اُس کو گھمانا۔ ★... (تفسیر انوار النجف)

؎ "ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا ؎ حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں"

www.drhasanrizvi.com

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ (۵) ۔ اب اگر تمھیں تعجب ہی کرنا ہے تو پھر
ءَ اِذَا کُنَّا تُرٰبًا ءَ اِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

تعجّب کی بات تو اُن لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ: "جب ہم مر کر مٹّی ہو جائیں گے تو پھر ہم نئے سرے سے (کیسے) پیدا کیے جائیں گے؟" یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پالنے والے مالک (کی قدرت اور حکمت) کا انکار کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہوں گے اور یہی لوگ جہنّم والے ہوں گے کہ وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

آخرت کا انکار خدا کی قدرت و حکمت کا انکار ہے

محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) آخرت سے انکار کرنا دراصل خدا اور اُس کی قدرت اور حکمت کا انکار کرنا ہے۔ یہ خدا کی قدرت کا انکار اس لیے کرتے ہیں کہ آخرت کے منکر یہ سمجھتے ہیں کہ خدا اس بات سے عاجز ہے کہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔

★۔۔۔۔۔۔ (تفہیم)

★ (اور خدا کی حکمت کا انکار اس لیے ہے کہ اگر آخرت نہیں ہے، تو گویا خدا نے ہمیں بے مقصد پیدا کیا ہے جبکہ بے مقصد کام حکیمِ مطلق نہیں، احمق کیا کرتا ہے)

★۔۔۔۔۔ (مؤلف)

گردنوں کے طوق

خدا کا فرمانا کہ: "یہ وہ لوگ ہیں جنکی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہیں۔"

www.drhasanrizvi.com

اِس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی جہالت، ضد، ہٹ دھرمی، اپنی خواہشاتِ نفس اور اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کے قیدی ہیں۔ یہ آزادانہ غور و فکر نہیں کر سکتے۔ اِنھیں اِن کے تعصّبات نے ایسا جکڑ رکھا ہے کہ یہ کبھی خدا اور آخرت کو نہیں مان سکتے۔

* ...... (تفہیم القرآن)

★ قیامت کے منکر اِس قدر کم عقل ہیں کہ اتنا تک نہیں سوچتے کہ جو خدا اتنی عظیم الشان چیزوں کو، زمین و آسمان کو، پوری کائنات کو عدمِ محض سے از سرِ نو پیدا کر سکتا ہے اور پیدا کیے چلا جا رہا ہے، بھلا اُس کے لیے مُردوں کو دوبارہ زندہ کر دینا کیسے ناممکن ہو سکتا ہے؟ آخرت کو ماننا قابلِ مضحکہ نہیں ہے بلکہ اُس کا انکار مضحکہ خیز ہے۔

* ...... (ماجدی)

★ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "اگر اللہ کی معافی کی صفت نہ ہوتی تو کسی کی زندگی خوشگوار نہ گذرتی، اور اگر اُس کی سزا نہ ہوتی تو ہر شخص اُس کی رحمت کی اُمید پر گناہوں ہی میں مبتلا رہتا۔"

* ...... (روح المعانی)

نتیجہ محققین نے نتیجہ نکالا کہ کبھی انسان خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اور اُس کی سزا سے بھی کبھی بے خوف نہ ہو، یعنی خوف اور اُمید دونوں برابر رکھے جیسا کہ خود خدا فرماتا ہے:

"میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بڑا معاف کرنے والا اور بے حد رحم کرنے والا بھی ہوں، اور حقیقتاً میری سزا بھی بڑی سخت تکلیف دینے والی ہے۔"

★ ایک دفعہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ کی ملاقات ہوئی۔ حضرت یحییٰؑ نے پوچھا: آپ اللہ کے عذاب سے بے غم ہو کر اکثر ہنستے کیوں رہتے ہیں؟

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: "آپ اللہ کی رحمت سے نااُمید ہو کر مغموم کیوں رہتے ہیں؟ دونوں نے اِس کا فیصلہ اللہ سے کرایا: اللہ نے فرمایا: "اَحَبُّكُمَا اِلَیَّ اَحْسَنُكُمَا ظَنًّا بِیْ" یعنی "تم دونوں میں مجھے وہ زیادہ پسند ہے جو میرے متعلق اچھا گمان رکھتا ہے۔"

* (روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (۶)

اور وہ لوگ آپؐ سے بھلائی اور فائدے حاصل کرنے سے پہلے عذاب یا بُرائی کے لیے جلدی مچا رہے ہیں۔ حالانکہ اُن سے پہلے خدائی سزاؤں کے (بہت سے) نمونے گزر چکے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کا پالنے والا مالک لوگوں کی زیادتیوں کے باوجود بڑا معاف کرنے والا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آپؐ کا پالنے والا مالک بڑی ہی سخت سزا دینے والا بھی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

پچھلی اُمتوں کے حالات سے سبق حاصل کرو

امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "پچھلی اُمتوں کے بُرے کاموں کے سبب سے جو سزائیں آئیں، اُن سے سبق حاصل کرو۔ آرام اور دُکھ دونوں حالتوں میں اُن کے حالات کو یاد کرو۔ مگر اِس بات سے ہر وقت ڈرتے رہو کہ کہیں تم بھی ویسے ہی نہ ہو جاؤ۔"
(نہج البلاغہ) ...... ★

★ خدا کا فرمانا کہ: "بیشک تمہارا پالنے والا مالک لوگوں کو اُن کے ظلم پر بڑا معاف کرنے والا ہے۔"
جس وقت یہ آیت آئی تو جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا: "اگر خدا کی طرف سے معافیاں نہ ہوتیں تو کسی شخص کو اُس کی زندگی اچھی معلوم نہ ہوتی۔ اور اگر خدا کی طرف سے عذاب کا خوف نہ ہوتا تو ہر شخص کو خدا کی معافیوں پر ایسا بھروسہ ہو جاتا کہ کوئی شخص نیکی ہی نہ کرتا۔" ★... (تفسیر صافی ص۲۵۸ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

★ "خدا کی سزاؤں کے بہت سے نمونے گزر چکے ہیں۔" سے مراد وہ خدائی سزائیں ہیں جو خدا نے اُن لوگوں کو دی تھیں جنھوں نے انبیاءِ کرامؑ اور خدا کی نشانیوں کو جھٹلایا تھا۔

★ .... (جلالین)

خیر سے پہلے شر

اب یہ کفّار پھر یہ کہہ رہے ہیں کہ آخر خدا کا عذاب آ کیوں نہیں جاتا۔" یعنی، یہ احمق خیر کے بجائے شر مانگ رہے ہیں۔ خدا کی طرف سے تو انھیں سنبھلنے، سوچنے، سمجھنے کی مہلت دی جا رہی ہے، مگر وہ احمق اِس مہلت سے فائدہ اُٹھانے کے بجائے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اِس مہلت کو جلدی سے ختم کیا جائے اور اُنھیں اُن کی بغاوتوں اور بدمعاشیوں پر فوراً سزا دی جائے، سنبھلنے کا ہرگز کوئی موقع نہ دیا جائے

اور یہ سب وہ اِس لیے کہہ رہے تھے کہ حقیقت میں وہ رسولِ خداؐ کی حقّانیت کو سننے، سمجھنے کے لیے بالکل تیّار نہ تھے۔ وہ آپؐ کی تعلیمات اور کردار و سیرتِ پاک سے کوئی سبق لینا ہی نہیں چاہتے تھے۔ وہ قرآن کے معقول دلائل پر ذرا غور کرنے کو تیّار نہ تھے، وہ اپنے مشرکانہ مذہب اور جاہلانہ تصوّرات کی کوئی غلطی جاننا ہی نہیں چاہتے تھے۔ اِن سب باتوں کو چھوڑ کر وہ بس یہ چاہتے تھے کہ اُنھیں کوئی کرشمہ یا کوئی جادو منتر دکھا دیا جائے جس کے معیار پر وہ قرآن، رسولؐ اور خدا کی حقّانیت کو جانچ سکیں (تاکہ اُنھیں اپنی عقل سے کام لینے کی زحمت نہ اُٹھانی پڑے۔)

اب اُن کی اِس احمقانہ فرمائش کا جواب اگلی آیت میں خدا نے اپنے حبیبؐ کو دیا کہ اے رسولؐ آپؐ اِن احمقوں کو مطمئن کرنے کی فکر میں نہ پڑیں۔ (ہم کرشمے دکھانے کے پابند نہیں۔ ہم تو اِن کی عقلوں کا امتحان لینا چاہتے ہیں۔) اِس لیے اِن کی فرمائشوں کو پورا کرنا آپؐ کا کام نہیں ہے۔ آپؐ کا کام تو صرف اور صرف یہ ہے کہ آپؐ اِن کے غلط کاموں کا انجام بتا دیں اب اِس کے بعد جس کا دل چاہے اپنی آنکھیں کھولے اور جس کا دل چاہے غفلت میں پڑا رہے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ (۷) جن لوگوں نے آپؐ کی بات کو ماننے
اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ سے انکار کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ:
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ "اِس شخص (رسولؐ) پر اِس کے پالنے
قَوْمٍ هَادٍ ع ۷ والے مالک کی طرف سے کوئی نشانی

کیوں نہیں اُترتی؟" حالانکہ آپؐ تو صرف (بُرے انجام کے سامنے آنے سے پہلے) بُرے انجام سے ڈرانے والے ہیں۔ اور (اسی طرح) ہر قوم کے لیے ایک ہدایت کرنے والا ہوا کرتا ہے۔

ھادی اور مُنذِر

(ہدایت کرنے والا اور ڈرانے والا)

ڈرانے والے (اوّلین معنی میں) حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں ۔۔ اور ۔۔ "ھادی/ہدایت کرنے والے (اوّلین معنی میں) (ابوالائمہ حضرت امام علی (علیہ السّلام)) ہیں۔ کیوں کہ حضورِ اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا: "اگر تمھاری وجہ سے صرف ایک آدمی بھی ہدایت پا جائے تو تمھارے لیے بہترین سُرخ رنگ کے اونٹوں سے بہتر ہے۔"

* ...... (تفسیر الکواشی، تفسیر روح البیان)

قرابتدارانِ رسولؐ کے فضائل

حضورِ اکرمؐ نے جناب فاطمہؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اِس اُمّت کے نبیؐ (یعنی تمھارے باباجان) تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور ہماری اُمّت کا ایک شہید تمام شہداء سے افضل ہے اور وہ تمھارے والدگرامی کے چچا حضرت حمزہؑ ہیں۔ اور ہماری اُمّت میں ایک ایسے برگزیدہ انسان ہیں کہ جن کو مرنے کے بعد جنّت میں

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

دو پر دیے گئے ہیں جن سے وہ جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں، اور وہ حضرت جعفر بن ابیطالبؑ ہیں۔ اور ہم میں دو ایسے صاحبزادے ہیں جو "سبطی هٰذہ الامۃ" ہیں اور وہ امام حسنؑ و امام حسینؑ ہیں۔ وہ اے فاطمہؑ! تمھارے لختِ جگر ہیں۔ اور مھدیؑ بھی ہم ہی میں سے ہوں گے۔"

(طبرانی ۔ تفسیر روح البیان) ....

ہر قوم کیلئے ایک ھادی ہوتا ہے

جب یہ آیت اُتری تو جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "میں ڈرانے والا ہوں، اور علیؑ میرے بعد ھادی ہے۔" پھر آپؐ نے حضرتِ علیؑ سے فرمایا "اے علیؑ! میرے بعد ہدایت پانے والے تمھارے ہی ذریعہ ہدایت پائیں گے۔"

٭.... (تفسیر صافی ۲۵۵ بحوالہ تفسیر مجمع البیان، تفسیر دُرِّ منثور امام سیوطی، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۷، تفسیر کبیر امام رازی، تفسیر مجمع البیان، ینابیع المودۃ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

دلیلِ خلافت

علامہ حلّی نے اِس آیت اور حدیثِ مذکورہ سے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت (بلافصل) کو ثابت کیا ہے۔ اِس حدیث کو اہلِ سنّت نے بھی لکھا ہے۔ مثلاً:

(کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۷، تفسیر در منثور امام سیوطی، حاکم کی مستدرک، شیخ سلیمان حنفی کی ینابیع المودۃ، تفسیر کبیر امام رازی، تفسیر مجمع البیان، شواہد التنزیل)

اہلِ بیتِ رسولؐ میں ہمیشہ ایک ھادی رہے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جنابِ رسولِ خداؐ تو مُنذِر۔ یعنی ڈرانے والے ہیں اور ہم (اہلِ بیتِ رسولؐ) میں سے ہمیشہ ایک ھادی کا ہونا ضروری ہے جو رسولِ خداؐ کے لائے ہوئے دین کی طرف لوگوں کی رھنمائی کرتا رہے۔ ہر زمانے کا امامؑ (منصوص من اللہ) اُس زمانے والوں کے لیے ھادی ہے۔" ٭...... (اصولِ کافی)

www.drhasanrizvi.com

ہر زمانے میں خدا کا مقرّر کیا ہوا ایک امامؑ ہونا ضروری ہے

اِس آیت نے اُن لوگوں کی تردید کر دی جو ہر زمانے میں کسی خدا کے مقرّر کیے ہوئے امامؑ کے وجود کو ضروری نہیں جانتے۔

* .... (تفسیر قمی)

★ اِسی لیے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "میں تم میں دو بے حد قیمتی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری عترت و اہلِ بیتؑ۔ تم جبتک اِن دونوں سے تعلّق رکھو گے، ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ پس تم اُن سے سیکھنا، اُن کو سکھانے کی جرأت نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اور زمین کبھی اُن سے خالی نہ ہوگی اگر خالی ہوئی تو تباہ و برباد ہو جائے گی۔"

* ..... (صحیح مسلم شریف، تفسیر برہان بروایت حضرت امام حسنؑ)

★ کافروں کا یہ کہنا کہ "اِس شخص (رسولؐ) پر اِس کے مالک کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اُترتی"۔ اِس کی مثال اُن کافروں کا قول ہے جو نبیؐ سے کہتے تھے کہ: "ہم پر آسمان سے پتّھر بھجوا دیجیے یا پھر کوئی اور تکلیف دینے والی سزا لا کر دکھائیے"۔ وغیرہ وغیرہ۔

* .... (تفسیر تبیان)

آیت کا پیغام

خدا کا یہ فرمانا کہ: "اے رسولؐ! آپؐ بُرے انجام سے ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک ہدایت کرنے والا ہوا کرتا ہے"۔ اِس سے محققین نے یہ نتیجہ نکالا کہ: اے رسولؐ! آپؐ کے بعد بھی ہر دور کے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کا خدا نے انتظام فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ رہنمائی کرنے والے ائمۂ اہلِ بیتؑ ہیں، اِس لیے کہ اُن کے سوا کسی نے یہ دعوٰی ہی نہیں کیا کہ ہم خدا کی طرف سے مقرّر کیے ہوئے "ھادی" ہیں۔

* .... (فصل الخطاب)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ ۸ (۸)

اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ کوئی عورت اپنے پیٹ میں لیے ہوئے ہے۔ اور (وہ یہ بھی جانتا ہے کہ) جو پیٹوں کے اندر ہے۔ اور ہر چیز اُس کے یہاں ایک مقررہ مقدار (اندازے) سے ہے۔[1]

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ ۹ (۹)

اور وہ چھپی ہوئی یا کھلی ہوئی تمام چیزوں کا جاننے والا ہے۔ وہ بزرگ سب سے اعلیٰ اور ہر حال میں بلند و بالا رہنے والا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

علمِ الٰہی کی شان

[1] آیت کا مفہوم یہ ہے کہ بچہ کامل پیدا ہوگا یا ناقص، یہ سب خدا کو معلوم ہے۔ ★..... (شاہ ولی اللہ)

★ دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حمل کم دن رہے گا یا زیادہ دن کے بعد بچہ پیدا ہوگا اِس کا علم بھی خدا کو ہے۔ ★..... (تفسیر جلالین)

★ آیتِ مجیدہ میں چند معلومات کا تذکرہ ہے کہ وقتی طور پر خدا اُس کی بعض جزئیات کا علم کسی نبی یا اس کے وصی کو عطا فرماتا ہے پس وہ اُس حد تک جان سکتا ہے جہاں تک خدا نے اُس کو علم عطا فرمایا ہو (۱) ہر مادہ خواہ وہ کسی نوع سے ہو، اُس کے شکم میں بچہ ہے یا کوئی اور چیز، پھر بچہ ہونے کی صورت میں، نر ہے یا مادہ، خوبصورت ہے یا بدصورت، نیک ہے یا بد۔ غرضیکہ اُس کی پوری کیفیات و جزئیات کے ساتھ، اس کا علم صرف پروردگارِ عالم ہی کو حاصل ہے مدتِ حمل کی کمی یا زیادتی یعنی بچہ مدتِ حمل سے پہلے پیدا ہوگا یا مدت پوری ہونے پر یا بعد میں پیدا ہوگا اس کی علت خدا ہی جانتا ہے

www.drhasanrizvi.com

(۲) بعض اوقات بچہ رحم مادر سے مدّتِ مقرّرہ سے پہلے پیدا ہو جاتا ہے۔

اور غیض کا معنی کم ہونا اور گھٹ جانا ہے۔ مثلاً۔ بعض عورتیں نو ماہ کی مدّت پوری ہونے پر بچّہ جنتی ہیں اور بعض اس سے پہلے جن لیتی ہیں۔ اور مدّتِ حمل کی اس کمی کو اور اُس کی مقدار کو اور اُس کی علّت وسبب کو خدا ہی جان سکتا ہے۔

(۳) وہ جو مدّت مقرّرہ پر زیادتی آجاتی ہے۔ مثلاً بعض عورت نو ماہ کی مدّت سے کچھ دن مزید گذار کر بچہ جنتی ہے۔ پس اِس مقدار کو اور اُس کی زیادتی کی علّت کو تمام جزئیات کے ساتھ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

اور مروی ہے کہ ایّام حمل میں عورت کو اگر حیض آجائے تو جس قدر ایّام حیض کے ہوں گے اُسی قدر ایّام کا مدّتِ حمل پر اضافہ ہو جائے گا۔

بہر کیف اِن تفصیلات کو کماحقّہٗ پروردگار عالم ہی جان سکتا ہے۔ یا وہ جن کو اُس کی جانب سے اِس کا علم عطا کیا گیا ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ: "ہر شے کی میرے پاس مقدار بالکل معیّن ہے" یعنی کسی کی مدّتِ معیّنہ کا پورا ہونا، کسی کا کم ہونا اور کسی کا بڑھ جانا جن میں سے ہر ایک کی کمی یا زیادتی کی مقدار کا پورا اور صحیح علم پروردگارِ عالم کو ہی ہے۔

★ ۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

★ یعنی یہ بات کہ بچّہ کتنے دن ماں کے پیٹ میں رہے گا، اِس کا علم بھی صرف خدا کو ہوتا ہے۔ ★ ۔۔۔۔۔ (فصل الخطاب، تفسیر علی بن ابراہیم)

★ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: "جو شخص علم حاصل کر کے اُس پر خود عمل بھی کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنے علم سے فیض پہنچاتا ہے، اُسے ملکوت السّمٰوات میں عظیم (انسان) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

★ ۔۔۔۔ (روح البیان۔ الکافی بروایت حضرت امام محمّد باقرؑ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

سَوَآءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝ ۱۰

(۱۰) اُس کے لیے برابر ہے چاہے تم میں سے کوئی چپکے چپکے باتیں کرے یا زور زور سے بات کرے، کوئی رات کے پردے میں چھپا ہوا ہو، یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو۔

معرفتِ خداوندی

یہ آیت بے حد موثر طور پر کافروں، ظالموں اور حق کے منکروں کو بتا رہی ہے کہ تمھارے معاملات ایسے خدا کے ہاتھ میں ہیں جو تم میں سے ہر شخص کو اُس وقت سے خوب اچھی طرح جانتا ہے جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بن رہے تھے۔ پھر وہ زندگی بھر کی تمھاری ایک ایک حقیقت اور خفیف سے خفیف حرکت پر بھی پوری پوری نگاہ رکھتا ہے۔ پھر یہ کہ خدا کے ہاں تمھاری ابدی قسمتوں کا فیصلہ ٹھیٹھ عدل کے ساتھ تمھارے اوصاف اور اعمال کے مطابق کیا جائے گا۔ اور زمین و آسمان کی کوئی طاقت ایسی نہیں ہے، جو خدا کے اِن فیصلوں کو بدل سکے، روک ٹوک سکے یا ان پر بغیر خدا کی مرضی کے اثر انداز ہو سکے۔ ✶.......... (تفہیم)

خدا کی مومن پر خاص مہربانی

ہر انسان پر دو فرشتے اُس کے اعمال لکھنے پر معیّن ہیں۔ جب انسان مر جاتا ہے تو فرشتے خدا سے عرض کرتے ہیں کہ اب ہم کہاں جائیں؟ خدا حکم دیتا ہے کہ: "تم میرے اِسی بندے کی قبر پر بیٹھ کر میری تسبیح و تکبیر و تحمید پڑھ کر میری عظمت کا اظہار کرتے رہو اور اُس کا ثواب میرے اِسی بندے کے اعمال میں لکھتے جاؤ۔ ✶..... (روح البیان)

سبق

اِس آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ خدا نے ہماری حفاظت کا کتنا زبردست انتظام فرمایا ہے جیسے طرح بادشاہوں کے پہرہ دار ہوتے ہیں اِسی طرح ہر انسان کے فرشتے پہرہ داری کرتے ہیں۔ انسان کو اِس پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔[1]

[1] (روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝ (۱۱)

اُس کے مقرر کیے ہوئے پہرے دار ہر شخص کے آگے اور پیچھے لگے ہوئے ہیں، جو اللہ کے حکم سے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کرے۔ اور جب اللہ کسی قوم کی بُرائی (تباہی) کا فیصلہ کرلے تو وہ پھر کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا۔ اور نہ اللہ کے مقابلے میں ایسی قوم کا کوئی حامی یا مددگار ہوتا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

چار فرشتے انسان کی حفاظت پر اللہ کیطرف سے مامور ہیں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ: "فرشتے خدا کے حکم سے انسان کی حفاظت کرتے رہتے ہیں، سوائے اس کے کہ اگر کوئی ایسی مصیبت آجائے جو خدا کی طرف سے مقرر کی گئی ہو، اُس وقت فرشتے اُس انسان کو چھوڑ کر الگ کھڑے ہوجاتے ہیں۔ دو فرشتے دن میں انسان کی حفاظت کرتے ہیں اور دو رات میں۔"

(تفسیر صافی صفحہ ۲۵۹ بحوالہ تفسیر قمی)

وہ گناہ جو نعمتوں کو ختم کردیتے ہیں

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ

www.drhasanrizvi.com

جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "وہ گناہ جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں (ختم کر دیتے ہیں): (۱) لوگوں پر ظلم کرنا۔ (۲) خیرات اور بھلائی کے کام کرنا چھوڑ دینا۔ (۳) کفرِ نعمت کرنا۔ (یعنی ناشکری کرنا) (۴) عملی شکر نہ ادا کرنا۔ (یعنی خدا کی کو خدا کی مرضی کے خلاف استعمال کرنا)

★ ۔۔۔۔۔ (تفسیر صافی صـ ۲۵۹ بحوالہ معانی الاخبار)

★ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: "وَاعْلَمُوْا اَنَّ حَوَائِجَ النَّاسِ اِلَيْكُمْ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ فَلَا تَمَلُّوا النِّعَمَ فَتَحُوْرَ نِقَمًا" (یعنی: تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ لوگوں کی حاجتوں کا تم سے متعلق ہونا تمہارے اوپر خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔ لہٰذا نعمتوں کو (یعنی صاحبانِ حاجت کو) رنج نہ پہنچاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ وہ نعمت نِقمت (عذاب اور بلا) سے بدل جائے"

★ ۔۔۔۔۔ (بحار الانوار جلد ۸، صـ ۱۲۱ بحوالہ گفتار دلنشیں صـ ۹۲-۹۰)

نتائج وتعلیمات

(۱) خدا عادلِ مطلق ہے۔ وہ صرف ہمارے جرائم پر ہی ہمیں سزا دیتا ہے۔ جب ہم اپنے کو بدل لیتے ہیں تو خدا کا رویہ بھی ہماری تبدیلی کے مطابق بدل جاتا ہے۔

(۲) اگرچہ خدا کو ازل سے ہمارے اعمال کا علم ہے مگر اُس کا علم ہمارے اختیارات پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ جس طرح خدا کو فرعون کے بارے میں علم تھا کہ وہ کفر کی حالت میں مرے گا، مگر پھر بھی خدا نے حضرت موسیٰ کو اُس کی ہدایت کیلئے بھیجا اور اُن کو حکم دیا کہ فرعون کو نرم لہجے میں سمجھاؤ۔ اگر خدا اپنے علمِ ازلی کے سامنے (معاذ اللہ) مجبور ہوتا تو فرعون کے پاس حضرت موسیٰ کا بھیجنا کارِ عبث ہوتا۔

(۳) خدا کی نعمتوں کے ملنے پر انسان کو تکبر نہ کرنا چاہیئے، بلکہ شکرِ نعمت ادا کرے، اِس طرح کہ زبان سے بھی شکر گذار ہو اور عمل سے بھی۔ عمل یہ کہ خدا کی نعمتوں کو خدا کی مرضی کے مطابق استعمال کرے (اور فرائضِ الٰہیہ کو ادا کرتے ہوئے محرماتِ الٰہیہ سے خود کو بچاتا رہے)

★ ۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

★ ابوالائمہ امیرالمومنین حضرت امام علی ابن ابی طالبؑ علیہ السلام نے فرمایا: "جب تمہاری طرف خدا کی نعمتوں کی آمد ہو تو ناشکری کرکے آنے والی نعمتوں کو نہ ردکو"۔

★..... (نہج البلاغہ)

★ اور فرمایا کہ: "کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنھیں نعمتیں دے کر رفتہ رفتہ (ناشکری کی وجہ سے) عذاب کا مستحق بنایا جاتا ہے اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی پردہ پوشی سے دھوکا کھائے ہوتے ہیں اور اپنے بارے میں اچھے الفاظ سن کر فریب میں پڑ گئے ہیں، اور مہلت دینے سے زیادہ اللہ کی جانب سے کوئی بڑی آزمائش نہیں ہے"۔

★ اور آپؑ نے فرمایا کہ "نعمتوں کے زائل ہونے سے ڈرتے رہو کیونکہ ہر بے قابو ہو کر نکل جانے والی چیز پلٹا نہیں کرتی"۔

★.... (نہج البلاغہ)

(٨) نعمتوں کی بقا، شکر ادا کرنے سے وابستہ ہے۔ اور خدا فرماتا ہے کہ: "اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں نعمتوں میں تمہارے لیے ضرور اضافہ کروں گا۔" (القرآن)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

خدا کا بغیرِ استحقاق نعمتیں عطا کرنا خدا کا فیض و کرم ہے اور شکر کے سبب سے اُن کو بڑھانا اور باقی رکھنا خدا کی حکمت اور رحمت ہے۔

★.... (مؤلف)

★ خدا بدحالی اور مصیبت کو اُس وقت تک دور نہیں کرتا جب تک انسان صبر و تحمل کے ساتھ اُن کا مقابلہ نہ کرلے اور خدا سے اُن کے دفع ہونے کی گڑگڑا کر التجا نہ کرے۔ ★... (تفسیر انوار النجف)

★ اللہ کسی قوم کے وجود کو عدم سے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت کو نہیں بدلتے۔ یعنی: جب تک وہ اپنے عمل سے وجود و عدم کے استحقاق کو ثابت نہیں کرتے، خدا اُن کی حالت کو نہیں بدلتا۔ کیونکہ اللہ کی حکمت کا یہی تقاضا ہوتا ہے یا اُس کی مشیت یہی قانون بنانا چاہتی ہے

★... (تاویلات نجمیہ، روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنْشِیُٔ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۚ ۱۲

(۱۲) وہی ہے جو تمھیں چمکتی بجلیاں دکھلاتا ہے تمھیں ڈرانے اور اُمیدیں پیدا کرنے کیلیے۔ اور بھاری بھرکم، پانی سے لدے ہوئے بادل پیدا کرتا ہے۔

وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِکَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ ۚ وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ یَّشَآءُ وَهُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ۱۳

(۱۳) اور بادل کی گرج (تک خدا کی) تسبیح پڑھتی ہے، اُس کی تعریف کے ساتھ، اور سب فرشتے بھی خدا کے خوف سے لرزتے ہوئے (خدا کی تسبیح اُس کی حمد کے ساتھ پڑھتے رہتے ہیں) اور وہ گرتی، گرجتی کڑکتی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور اُنھیں پہنچاتا ہے جس تک چاہتا ہے[ا]۔ جب کہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں۔ اور اُس کی چال بڑی زبردست ہے (یا) وہ سخت عذاب والا بھی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

خدا کی قدرتِ کاملہ اور وحدانیّت کا ثبوت

[ا] مطلب یہ ہے کہ بادلوں کی گرج یہ ظاہر کرتی ہے کہ جس خدا نے یہ کثیف بادل جمع کیے اور اُن سے بجلی اور بارش پیدا کی اور اس طرح مخلوقات کیلیے پانی زراعت رزق اور نعمتوں کا انتظام کیا، وہ ضرور اپنی حکمت اور قدرت میں کامل ہے، اپنی صفات میں بے عیب ہے، اپنی خدائی میں لاشریک ہے۔ جانوروں کیطرح سننے والے تو بادلوں کی صرف گرج کی آواز سنتے ہیں مگر ہوش کے کان رکھنے والے اُن کی گرج چمک سے پیغامِ توحید سنتے اور دیکھتے ہیں۔ * ...... (تفہیم)

رَعد کیا ہے؟

جنابِ رسالتمآبؐ سے پوچھا گیا کہ "رَعد" کیا ہے؟ فرمایا: "وہ ایک فرشتہ

www.drhasanrizvi.com

ہے۔ جو بادلوں پر مقرر ہے۔ اُس کے پاس آگ کے چابک ہیں جن کے ذریعے وہ بادلوں کو ہنکاتا ہے
*...... (تفسیر صافی صد ۲۵۹، مَن لا یحضرہُ الفقیہ)

خدا کی اطاعت کے ثمرات

جناب رسالت مآب صؐ نے فرمایا: "خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر لوگ میری اطاعت کرتے تو میں بارشیں بھیجتا اور دن کو سورج کی روشنی سے ان کو خوش کرتا اور "رَعد" کے جھڑکنے اور گرجنے کی آواز اُن کو نہ سُناتا۔
*...... (تفسیر مجمع البیان)

★ حضور کا دستور تھا کہ جب بجلی کی آواز سنتے تو کہتے: "سُبْحٰنَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ" (پاک و منزّہ ہے وہ اللہ جس کی تسبیح رَعد کرتا ہے اُس کی حمد کے ساتھ)
*..... (تفسیر انوار النجف)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "مومن بجلی کے گرنے سے نہیں مرتا، بشرطیکہ اُس کی زبان پر اللہ کا ذکر ہو۔"
*..... (تفسیر ملیان)

فرشتوں کی حیثیت

فرشتوں کے جلالِ خداوندی سے ڈرنے اور تسبیح کرنے کا ذکر خاص طور پر یہاں اس لیے کیا گیا ہے کہ مشرکین فرشتوں کو دیوتا اور خدا کی خدائی میں خدا کا شریک سمجھتے ہیں، اس لیے اُن کو بتایا جا رہا ہے کہ فرشتے خدا کی خدائی میں خدا کے شریک نہیں، بلکہ خدا کے ادنیٰ خادم ہیں جو اپنے آقا کے جلال سے کانپتے ہوئے اُس کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ *.... (تفہیم)

(۱) محققین نے نتیجہ نکالا کہ "بادل، بجلی، گرج، چمک کوئی دیوی دیوتا نہیں۔ یہ خدا کے حکم کے تابعدار ہیں۔ بجلی کی حمد سے مراد اُس کی تابعداری ہے۔ یا بادلوں پر مسلّط فرشتوں کی تسبیح ہے۔ غرض بجلی، بادل، بارش سب خدا کے محکوم ہیں۔
*..... (تفسیر کبیر)

(۲) اِس آیت نے اِس عقیدے کو بالکل رد کر دیا کہ "کائنات کے تمام اُمور صرف اسباب کے ذریعے انجام پاتے ہیں۔ اُن میں خدا یا مسبب الاسباب کو کوئی دخل نہیں۔" البتہ یہ عقیدہ صحیح ہے کہ ہر کام اسباب کے ذریعے انجام پاتا ہے لیکن حقیقی کام کرنے والا خدا ہوتا ہے جو مسبب الاسباب ہے۔ *.... (روح)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ○ (۱۴)

اُسی (خدا) کو پکارنا برحق ہے اور اُسے چھوڑ کر جنھیں وہ لوگ پکارتے ہیں وہ اُن کی پکار کا ذرا سا بھی جواب نہیں دے سکتے۔ انھیں پکارنا تو ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص پانی کیطرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے پانی سے درخواست کرے کہ تُو میرے منھ تک آجا۔ حالانکہ پانی اُس تک پہنچنے والا نہیں ہے۔ بس اِسی طرح کافروں کا پکارنا، دُعا، کرنا (اُمیدیں باندھنا) کچھ نہیں ہے مگر لاحاصل اور بے فائدہ

Presented by: https://jafrilibrary.com

مشرک کی حماقت

آیت میں تشبیہ یہ ہے کہ جیسے کوئی احمق پیاسا پانی جیسی بے جان، بے حس، بے عقل، بے قدرت چیز کی طرف اُمیدوں کے ساتھ ہاتھ پھیلا پھیلا کر پانی سے درخواست کرے کہ تُو میرے منھ میں آجا۔ میری پیاس بُجھا جا۔ مگر پانی اُس کی فریاد کبھی نہیں سُنے گا۔ بالکل اِسی طرح یہ بے حس، بے عقل، بے قدرت، بے جان بُت ہیں کہ فریاد کرنے والے اُن کے سامنے لاکھ فریادوں پر فریادیں کرتے رہتے ہیں، مگر سب بے نتیجہ۔* (ماجدی)

* شاید شاعری میں اِسی لیے محبوب کو بُت کہتے ہیں کہ وہ بھی بُت کیطرح خوبصورت ہوتا ہے، مگر فریادوں کا اثر نہیں قبول کرتا۔ ؎ غالب تمہیں کہو کہ ملیگا جواب کیا: مانا کہ ہم کہا کیئے اور وہ سُنا کیئے۔

www.drhasanrizvi.com

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ ۱۵ السجدة

(۱۵) وہ تو اللہ ہی ہے جس کو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز خوشی یا ناخوشی سجدہ کر رہی ہے، اور سب چیزوں کے سائے تک صبح و شام اُس کے آگے سجدہ ریز ہیں۔

سجدے سے مراد اور انسان کا شرف

سجدے سے مراد:

اطاعت کرنا، اطاعت میں جھکنا، کہا ماننا، حکم بجالانا، سرِ تسلیم خم کرنا ہوتا ہے۔

زمین و آسمان کی تمام مخلوقات خدا کے اشارے اور قانون پر چل رہی ہیں۔ خدا کی مرضی سے بال برابر تجاوز نہیں کرتیں، یہی اُن کا سجدۂ تکوینی ہے لیکن مومن کا مرتبہ اُن سے بلند ہے۔ اِس لیے کہ وہ اختیاراً، برضا و رغبت، اپنی مرضی سے خدا کی اطاعت کرتا ہے جبکہ ساری کائنات مجبوراً، غیر عقلانہ اطاعت کرتی ہے۔ (مؤلف)

ع مومن تو فقط حکمِ الٰہی کا ہے پابند ⁂ تقدیر کے پابند نباتات و جمادات (اقبال)

سایوں کے سجدہ کرنے سے مراد چیزوں کا سایہ مشرق و مغرب کی طرف گرتا ہے۔ یہ علامت ہے کہ یہ سب چیزیں خدا کے قانون کی اطاعت کر رہی ہیں۔ * . . . . (تفہیم ؛ ماجدی)

(۱) غرض یہاں سجدوں سے مراد خدا کا کاملاً مطیع ہونا ہے۔ * . . . . (مؤلف)

(۲) محققین کے نزدیک "سایہ" سے مراد آثار و نتائج بھی ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر موجود بذاتِ خود بھی خدا کے حکم کے تابعِ فرمان ہیں۔ * . . . (کشاف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

سجدے کی قسمیں

(۲) دوسرا نتیجہ یہ نکلا گیا کہ سجدہ صرف اور صرف اللہ کے لیے مخصوص ہے۔ سجدہ کی تین قسمیں ہیں۔ (الف) سجدۂ تکوینی۔ یعنی بغیر اختیار کے خدا کے سامنے جھک جانا۔ یہ وہ سجدہ ہے جو ساری کائنات کر رہی ہے۔ یعنی ساری کائنات خدا کے سامنے بے بس ہے اور اُس کی قدرت اور حکم کے مطابق عمل کر رہی ہے۔ یہی بے بسی کائنات کا سجدۂ تکوینی ہے۔

(ب) سجدۂ تشریعی۔ یہ وہ سجدہ ہے جو ہم اپنے اختیار سے اپنے آقا، محسن، مالک اور منعم کے سامنے ادا کرتے ہیں۔

(ج) سجدۂ تعظیمی۔ بعض لوگ سجدۂ تعبُّدی اور سجدۂ تعظیمی میں فرق کرتے ہیں۔ سجدۂ تعبُّدی تو صرف اور صرف اللہ کے لیے مخصوص ہے۔ لیکن پچھلی شریعتوں میں سجدۂ تعظیمی غیرِ خدا کے لیے جائز تھا۔ اسی سبب سے ملائکہ سے حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ کرایا گیا۔ مگر یاد رہے کہ وہ سجدہ بھی خدا ہی کے لیے تھا۔ حضرت آدمؑ کی حیثیت صرف قبلہ کی سی تھی۔ اِس سجدہ سے حضرت آدمؑ کی فضیلت ظاہر کرنی مقصود تھی۔ حضرت یوسفؑ کے سامنے بھی اسی قسم کا سجدہ کرایا گیا تھا۔

لیکن شریعتِ اسلامی میں اب تعظیم کا طریقہ سلام کرنا ہے۔ اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تعظیم کا طریقہ سلام کرنا بھی ہے اور دُرود پڑھنا بھی۔ نیز اُن کی پیروی اور اطاعت کرنا اور اُن کو خدا کا نمائندہ ماننا اُن کی اصل تعظیم ہے۔

٭۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

(۱) ضدی قسم کے کافروں کو دعوتِ حق دینا لاحاصل اور بے فائدہ ہوتا ہے۔ ٭ (شاہ ولی اللہ)

(۲) خدا کو یہی زیب دیتا ہے کہ جو لوگ خدا سے لَو لگا کر، ہاتھ پھیلا کر دُعا کرتے ہیں، خدا اُن کی پکار کا جواب دیتا ہے۔ ٭۔۔۔ (فتح الرحمٰن) (۳) خدا کا فرمانا: "اُسی کے لیے سچی پکار ہے۔" تو سچی پکار سے مراد کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے یعنی توحید کے عقیدہ کو دل کی گہرائیوں سے مان کر خدا سے دُعا کرنا خدا کا حق ہے۔ ٭۔۔۔ (تفسیر جلالین) (۴) بُتوں کو پکارنا ایسا ہے کہ جیسے پانی پر نقش بنانا یعنی سعیٔ لاحاصل۔ ؎

؎ (تفسیر تبیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ (۱۶) اُن سے پوچھیے کہ آسمانوں اور زمین
الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ کا مالک کون ہے؟ کہیے اللہ۔ پھر کہہ دیجیے
اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ کہ: "کیا تم نے اُسے چھوڑ کر ایسے حالی
لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا موالی اور سرپرست بنالیے ہیں جو نہ تو
وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى خود اپنے ہی لیے کسی فائدے پر قدرت رکھتے
الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ ہیں اور نہ خود کو کسی نقصان سے بچا سکتے ہیں؟"
تَسْتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ کہیے۔ "کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوتا
اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا ہے؟ کیا روشنی اور اندھیرے برابر ہوتے
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو) کیا اِن کے بنائے
قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ وَّ ہوئے خدا کے شریکوں نے بھی اللہ کی طرح
هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ ۱۶ کچھ پیدا کیا ہے؟ جس کی وجہ سے یہ لوگ

پیدا کی ہوئی چیزوں کے بارے میں شک میں پڑ گئے؟" کہو کہ "ہر چیز کا پیدا کرنے والا صرف (اور صرف) اللہ ہے۔ اور وہ اکیلا سب پر غالب (یعنی) خود اپنے زور پر حکم چلانے والا اور سب کو مغلوب کر کے رکھنے والا ہے۔"

عربوں کا عقیدہ اصل میں عرب اِس بات کے قائل تھے کہ زمین و آسمان کا خالق، مالک اور پالنے والا اللہ ہے۔ (وہ بتوں کو خدا تک پہنچنے کا صرف وسیلہ اور اُن کو خدا کا مختار کار سمجھتے تھے) اسی لیے وہ اِس قسم کے دو ٹوک سوالات کا جواب دینے سے کتراتے تھے کیونکہ ان سوالات سے اُن کا موقف

www.drhasanrizvi.com

کمزور ہو جاتا تھا۔ (بتوں کی کوئی اہمیت باقی نہ رہتی تھی) کیونکہ پھر سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ جب سارے کام اور سارے اختیارات اللہ کے پاس ہیں' تو پھر یہ بے چارے بُت کس کھیت کی مولی ہیں؟ اور اُن کی بندگی کرنے کا کیا جواز ہے؟ ★.... (مؤلف)

آنکھوں کے اندھوں سے مراد

اِن سے مراد وہ شخص ہے جس کے آگے پوری کائنات موجود ہے، ہر طرف اللہ کی قدرت، عظمت، حکمت اور وحدانیت کے آثار و شواہد دکھائی دے رہے ہیں' مگر وہ جانوروں کی طرح اِن تمام حقیقتوں کے دیکھنے سے قاصر ہے۔ اِس لیئے عقل کی آنکھوں سے اندھا ہے۔ اور آنکھوں والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو کائنات کے ذرّے ذرّے میں خدا کی وحدانیت، عظمت، رحمت، قدرت اور حکمت کے جلوے دیکھتے ہیں۔ ایسی آنکھوں والوں کے لیے یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ عقل کے اندھوں کی طرح ٹھوکریں کھاتے پھریں؟

اندھیروں اور روشنی سے مراد

روشنی سے مراد علمِ حق کی روشنی ہے' اور ہدایت کی روشنی ہے۔ اور اندھیروں سے مراد جہالت اور باطل کے اندھیرے ہیں۔ اب جس کو روشنی مل چکی وہ اپنی شمع بُجھا کر کیوں اندھیروں میں ٹھوکریں کھانا قبول کرے گا؟

اور خدا کا فرمانا: "خدا ہر چیز کا خالق ہے"۔ تو اِس کا مطلب ہے کہ جب خدا کے سوا کسی نے کوئی چیز پیدا کی ہی نہیں' تو پھر شرک کرنے کی کیا بنیاد باقی رہ گئی؟ ★.... (تفہیم)

★ غرض اندھے سے مراد "کافر" اور دیکھنے والے سے مراد "مومن"۔ اور اندھیروں سے مراد "کفر" اور روشنی سے مراد "ایمان" ہے۔ ★.... (تفسیر صافی)

★ مشرکوں نے ایسے معبودوں کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے' جو اُن چیزوں پر بھی قدرت نہیں رکھتے جن پر خدا کی مخلوق قدرت رکھتی ہے۔ ★.... (تفسیر صافی صفحہ ۲۵۹)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

★ علامہ طبرسیؒ نے لکھا کہ "ہمارے اکثر علماء غیر اللہ کے لیے خلق کرنے کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اُن کے نزدیک خلق کرنے کے معنی ایجاد کرنے کے ہیں یعنی کسی چیز کا پہلی پہل عدم سے پیدا کرنا۔ اور ایسا ایجاد کرنا غیرِ خدا کے بس کی بات نہیں یعنی کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانا صرف خدا کے بس کی بات ہے۔

★...... (تفسیر مجمع البیان)

خدا کا فرمانا: "کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوتا ہے؟"

مطلب یہ ہے کہ "وہ جو بصیرت کی روشنی رکھتا ہے اور اِس لیے مومن ہے، اور وہ جو بصیرت کی روشنی نہیں رکھتا، اِس لیے وہ کافر ہے، کیا یہ دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟

کیا اندھیرا (مراد گمراہی) اور روشنی (مراد ہدایت) برابر ہوسکتے ہیں؟

غرض اندھیروں سے مراد "کفر" ہے، اور روشنی سے مراد "نورِ ایمان" ہے۔

★..... (تفسیر علی بن ابراہیم، تفسیر فصل الخطاب)

Presented by: https://jafrilibrary.com

قہّار کے معنی

آخر میں خدا کا خود کو "قہّار" کہنے کے معنی یہ ہیں کہ: "وہ ہستی جو صرف اپنے زور پر سب پر حکم چلا سکے، اور سب کو اپنا مغلوب بنا کر رکھ سکے۔

مشرکوں کو ان دو باتوں سے انکار نہ تھا کہ: (۱) خدا ہر چیز کا خالق ہے۔ (۲) اور یہ کہ وہی قہار بھی ہے۔ اب اس کے بعد شرک کا کوئی جواز اس لیے باقی نہ رہا کہ بھلا کوئی خالق کیوں اپنی ہی مخلوق کو اپنی ذات، صفات و اختیارات و حقوق میں شریک بنا لے گا؟ کیونکہ مخلوق کا اپنے خالق سے مغلوب ہو کر رہنا مخلوقیت کا لازمی جُزو اور منطقی نتیجہ ہے۔ ★... (تفہیم) ملخص

خدا کی تین صفات

اِس آیت میں خدا نے اپنی صفت (۱) "ہر چیز کا خالق ہے" کہکر یہ بتادیا کہ ہر چیز کا مالک خدا ہے۔ (۲) خود کو "یکتا" کہکر یہ بتادیا کہ وہ عدداً بھی ایک ہے، ذاتاً بھی ایک ہے، اور (۳) خود کو "قہار" کہکر یہ بتلادیا کہ اُس کے اوپر کسی اور ہستی کا قانون یا حکم نہیں چل سکتا۔

★...... (تفسیر کبیر رازی)

www.drhasanrizvi.com

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ (۱۷) (اُسی اللہ نے) آسمان سے پانی اُتارا تو
اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ ندی نالے اپنی مناسب مقدار کے
السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا مطابق بہ نکلے۔ پھر جب سیلاب
يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ اٹھا تو پانی نے اپنے اوپر جھاگ اٹھا
ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ لیے۔ ایسے ہی جھاگ اُن دھاتوں پر
مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ بھی اُٹھتے ہیں جنھیں زیور اور برتن
الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ وغیرہ بنانے کے لیے لوگ پگھلایا
فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ حق اور
يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي باطل کی مثال دیتا ہے۔ (کیونکہ باطل
الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ جو جھاگ ہے وہ تو سوکھ کر چلا جایا کرتا
اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ ۱۷ ہے اور (حق) جو لوگوں کو فائدہ

پہنچاتا ہے وہ زمین میں ته نشین ہو کر) ٹھہر جاتا ہے۔ اس طرح اللہ (حق اور باطل کو سمجھانے کے لیے) مثالیں دیا کرتا ہے۔

قرآن کی بہترین مثال

جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا: "خداوندِ عالم نے اس مقام پر ایک مثال دے کر تین[۳] حقیقتیں بیان فرمائی ہیں۔ (۱) نزولِ قرآن کو آسمان سے نازل ہونے

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

والے پانی سے تشبیہ دی ہے اور (قرآن کے پیغام کو وصول کرنے والے) دلوں کو وادیوں سے اور نہروں سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح بڑی نہروں میں زیادہ پانی سماتا ہے اسی طرح جو قرآن کے مطالب و معانی پر جتنا غور و فکر کرتا ہے اُسی قدر معرفت و یقین کی دولت زیادہ جمع کر لیتا ہے، اگر انسان قرآن پر زیادہ غور و فکر نہیں کرتا تو اُس کی مثال چھوٹی نہر کی سی ہے جس میں تھوڑا سا پانی سماتا ہے۔

(۲) پھر خداوندِ عالم نے خیالات فاسدہ اور وساوِس شیطانی (یعنی شکوک و شبہات) کو پانی کے اوپر آجانے والے جھاگ سے تشبیہ دی ہے۔ کیونکہ جھاگ مٹی کے خبیث اور ردّی مادّے سے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر جس طرح جھاگ ایک وقت کے بعد از خود ختم اور باطل ہو جاتے ہیں اور صاف شفاف پانی باقی رہ جاتا ہے، بالکل اسی طرح (غور و فکر کرنے سے) شکوک و شبہات اور حق دشمنوں کی کوششیں بھی باطل ہو جاتی ہیں۔ پھر دلوں میں صرف ایمان اور حق، اپنی خالص شکل میں باقی رہ جاتا ہے۔

دوسری مثال (۳) نیز خدا نے حق کو سونے اور چاندی سے بھی تشبیہ دی ہے جس سے زیور یا برتن بنتے ہیں۔ جب سونا چاندی آگ میں ڈالا جاتا ہے تو پانی کی طرح اس پر بھی جھاگ نمودار ہوتے ہیں۔ اِس طرح خبیث اور ردّی مادّہ خارج ہو جاتا ہے۔ پس کفر اور شک اسی ردّی مادّے سے مشابہ ہے اور ایمان اور حق جوہرِ خالص کی طرح ہوتے ہیں جو بالآخر دلوں میں بیٹھ جاتے ہیں۔

گویا مومن کے صاف دل پر جب قرآن کے مطالب وارد ہوتے ہیں تو بالآخر وہ اپنی جگہ بنا لیتے ہیں اور جس طرح پانی زمین کو آباد کر دیتا ہے، مومن کا دل بھی معرفتِ حق سے آباد ہو جاتا ہے، مگر کافر کے دل پر قرآن سے شبہات جھاگ کی طرح اُبھرتے ہیں اور وہ جھاگ کی طرح غیر مفید ہیں۔

★ ...... (تفسیر مجمع البیان)

★ غرض خداوندِ عالم نے اِس آیت میں حق و باطل کے لیے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی مثال یہ ہے کہ جس طرح خدا بارش کو آسمان سے برساتا ہے تو نہریں بقدرِ ظرف پانی اپنے دامن میں

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

بہاتی ہیں۔ بالکل اِسی طرح خدا نے اسلام کو بھیجا۔ اب جس کے دل و دماغ میں جتنی صلاحیت تھی اور جس کا جتنا ظرف تھا، اُس نے اُسی قدر معرفت حاصل کی اور فائدہ اُٹھایا۔ اور جو کم ظرف تھے اُنھوں نے اپنے ظرفِ خباثت کے لحاظ سے اُس میں شک و شبہات کے جھاگ اور خس و خاشاک کے گرد و غبار کو شامل کرنے کی کوشش کی۔

دوسری مثال یہ دی گئی کہ جس طرح سونا جب پگھلایا جاتا ہے تو اُس پر پانی کی طرح جھاگ اُبھر آتا ہے۔ یہ جھاگ وہ شکوک و شبہات ہیں جو کم ظرف اور دین کے دشمن اسلامی تعلیمات میں پیدا کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔

لیکن آخرِ کار نفع مند چیزیں زمین میں ٹھہرالی جاتی ہیں اور جھاگ ہٹا کر سونا نکال لیا جاتا ہے۔ اِسی طرح قرآن اور اسلام کی حقیقی تعلیمات اور پیغامات مومنوں کے دلوں میں ٹھہر جاتے ہیں اور شکوک و شبہات کے میل کچیل نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ (کیونکہ باطل مٹنے ہی کے لیے ہے۔)

☆۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف فی اسرار المصحف) (القرآن)

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا ”کفار و ملحدین کے اعتراضات جھاگ کی طرح ہیں جو تحقیق کی طاقت سے حرفِ غلط کی طرح مِٹ جاتے ہیں جس طرح پانی کے جھاگ کو ہوا مٹا دیتی ہے جبکہ قرآن کے مطالب صاف دلوں میں معرفت اور عرفان کو بڑھا دیتے ہیں، جس طرح پانی زمین کو آباد کر دیتا ہے۔“

☆۔۔۔۔۔۔ (احتجاج طبرسیؒ)

شاہ ولی اللہ کا بیان اِسی آیت کی تفسیر شاہ ولی اللہ نے اِس طرح لکھی:

”لازم ہے کہ ہر چیز میں اچھی اور بُری دو قسمیں ہوں۔ اِسی طرح انسانوں میں بھی اچھے اور بُرے کام کرنے والے ہوں گے۔ مگر اللہ اچھے کام کرنے والوں کو باقی رکھتا ہے اور اُن کے کارنامہ کو ترقی دیتا ہے، اور بُرے کام کرنے والوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔“

☆۔۔۔۔۔ (شاہ ولی اللہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

شاہ عبدالقادر کا بیان

شاہ ولی اللہ صاحب کے بیٹے شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا:

"یعنی آسمان سے دینِ حق اُترتا ہے تو ہر شخص اپنی استعداد کے موافق (اُسے) لے لیتا ہے۔ پھر حق اور باطل ٹھہرتا ہے تو میل اُبھرتا ہے۔ جیسے مینہ کا پانی جب زمین سے ملتا ہے، ۔ یا ۔ تانبے کو دہکانے پر میل اُبھرتا ہے۔ پھر آخر کار جھاگ کو بنیاد نہیں (یعنی جھاگ باقی نہیں رہتا) اور کام کی چیز کو بنیاد ہے (یعنی کام کی چیز باقی رہتی ہے) آخر میں حق اُس باطل کو مٹا دیتا ہے' اور پھر صاف حق باقی رہ جاتا ہے۔"

★ ...... (موضح القرآن)

نتیجہ

غرض یوں باطل کمزور ہو جاتا ہے اور بالآخر مٹ جاتا ہے، چاہے بعض اوقات کچھ دیر کے لیے حق پر غالب ہی کیوں نہ آجائے۔ کیونکہ حق بہر حال باقی رہنے والی چیز ہے۔

★ ...... (جلالین)

★ "تو حق برقرار ہے اور باطل ختم ہونے والا ہے۔ باطل میں کوئی فائدہ نہیں اگرچہ شروع میں باطل بہت متحرک نظر آتا ہے۔

★ ...... (تبیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

مولٰنا مودودی صاحب کا بیان

اصل میں اِس آیت میں تمثیل (مثال) کے ذریعہ یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ خدا نے علم کو وحی کے طور پر بارش کی طرح نازل فرمایا۔ ایمان لانے والوں کو ندی نالوں کی مانند قرار دیا۔ جو اپنے اپنے ظرف کے مطابق بارش کا پانی حاصل کر لیتے ہیں، اور حق کے خلاف جو شور شرابا ہوتا ہے اُس کو جھاگ اور خس و خاشاک سے تشبیہ دی گئی ہے جو شروع میں پانی کے بہنے پر سطح پر اُچھل کود مچانے لگتا ہے۔ مگر پھر مغلوب ہو جاتا ہے۔

دوسری مثال بھٹی کی دی گئی ہے' جو خالص دھات کو تپا تپا کر کارآمد بناتی ہے۔ جب دھات کو پگھلایا جاتا ہے' تو اُس کا میل کچیل اُبھر کر جھاگ کی طرح اوپر آجاتا ہے۔ کچھ دیر تک سطح پر وہی جھاگ دکھائی دیتا ہے' پھر وہ جھاگ اُڑ جاتا ہے اور جو چیز انسان کے لیے فائدہ مند ہوتی ہے' وہ باقی رہ جاتی ہے (یعنی حق باقی رہ جاتا ہے' اور باطل مٹ جاتا ہے)

★ ...... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰىؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۱۸ ع

(۱۸) جن لوگوں نے اپنے پالنے والے مالک کی دعوت کو قبول کیا، اُن کے لیے تو بھلائی (فائدہ ہی فائدہ) ہے، اور جنھوں نے خدا کی دعوت کو قبول نہ کیا (یعنی خدا کے احکامات کو نہ مانا، تو وہ لوگ اگر زمین کی ساری کی ساری دولت کے بھی مالک بن جائیں اور اُس کے ساتھ اتنی ہی دولت اور بھی ہو جائے تو (اور اُس دولت کو وہ لوگ خدا کی پکڑ سے بچنے کے لیے) فدیہ میں دینے کے لیے تیار ہو جائیں (تو بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا) یہی وہ لوگ ہیں جن سے بہت ہی بُری طرح، بڑی ہی سختی سے حساب لیا جائیگا۔ اور (آخرکار) اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

سخت اور بُرے حساب کا مطلب

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا ص نے فرمایا کہ: "سُوْٓءُ الْحِسَابِ" "بُرے حساب" سے مراد یہ ہے کہ اُن کی کوئی نیکی قبول نہ کی جائے گی اور نہ اُن کا کوئی گناہ بخشا جائے گا۔"

★......(تفسیر صافی صفحہ ۲۶۰ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

★ مطلب یہ ہے کہ جس طرح خالص سونا اور خالص پانی فائدہ مند ہوتے ہیں، اسی طرح جو لوگ قرآن اور اسلام کی تعلیمات کو اپناتے ہیں اُن کو جنّت ملتی ہے۔ اور جو لوگ خدا کے احکامات کو

www.drhasanrizvi.com

قبول نہیں کرتے، اُن پر خدا کا عذاب آ کر رہے گا۔ پھر وہ اگر پوری زمین کے بھی مالک بن جائیں، اور اسی قدر ملکیت اور بھی اُن کو مل جائے، پھر بھی وہ اُن سب چیزوں کو فدیہ میں دے کر بھی خدا کی سزا سے نہیں بچ سکتے۔ جس طرح جھاگ کسی کام نہیں آتا، اُسی طرح اُن کی دولت اور ملکیت اُن کے کسی کام نہ آئے گی۔"

٭..... (تفسیر انوار النجف)

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے باغی بن کر زندگی گذارتے ہیں اُن کا محاسبہ سخت طریقے سے کیا جائے گا، اور جو لوگ خدا کے وفادار اور مطیع و فرماں بردار بن کر رہتے تھے، اُن کا ہلکا پھلکا حساب لیا جائے گا۔ اُن کی اطاعت کی وجہ سے اُن کی خطاؤں کو صاف کر دیا جائیگا اور اُن کے مجموعی طرزِ عمل کو سامنے رکھ کر اُن کے ساتھ سلوک کیا جائے گا۔

٭ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: "میں نے رسولِ خداؐ سے عرض کی کہ مجھے قرآن کی یہ آیت بہت خوفناک لگتی ہے کہ: "مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ" یعنی: "جو شخص کوئی بُرائی کرے گا اُس کی سزا پائے گا۔"؟

جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "کیا تمھیں یہ بات معلوم نہیں کہ خدا کے مطیع اور فرماں بردار بندے کو دنیا میں جو بھی تکلیف پہنچتی ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی کانٹا بھی چُبھتا ہے، تو اللہ اُس کو اُس کے کسی نہ کسی قصور کی سزا قرار دے کر دنیا ہی میں اُس کا حساب صاف کر دیتا ہے کیونکہ آخرت میں جس کا محاسبہ ہوگا وہ سزا پا کر ہی رہے گا۔" (یعنی سخت گناہگار بندوں کا محاسبہ آخرت میں ہوگا اور وہ ضرور سزا پائیں گے۔) اس پر حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ: پھر خدا کے اِس قول کا کیا مطلب ہے؟ کہ "جس کا نامۂ اعمال اُس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا اُس سے ہلکا حساب لیا جائیگا"۔ آپؐ نے فرمایا: اُس کے اعمال کی پیشی ضرور ہوگی (یعنی اُس کی بھلائیوں کے ساتھ اُس کی بُرائیاں اُس کے سامنے پیش ضرور کی جائیں گی) مگر جس سے باز پرس، حساب کتاب ہوا، وہ تو بس سمجھ لو کہ مارا گیا۔"

٭..... (ابو داؤد، تفہیم)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ (۱۹) تو کیا جو شخص یہ جانتا ہو کہ تمھارے
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ پالنے والے مالک کی طرف سے جو کچھ
كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُترا ہے وہ حقیقتاً ایک سچی حقیقت
اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ۱۹ ہے، بھلا اُس شخص جیسا ہو سکتا ہے کہ

جو (اِس حقیقت سے) اندھا ہو؟ نصیحت کا اثر تو بس وہی لوگ لیتے ہیں، جو عقل والے ہوتے ہیں۔

عقل والے کون ہیں؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے دوستوں سے خطاب فرمایا: " انتم اولی الالباب " یعنی: تم لوگ ہی وہ ہو جن کو کتابِ خدا میں صاحبانِ عقل فرمایا گیا ہے" پھر آپؑ نے اِسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

* - - - (تفسیر صافی ص ۲۶۰ بحوالہ تفسیر عیاشی)

★ صاحبانِ لُب وہ ہوتے ہیں جو اپنی عقل پر تعصب، دشمنی اور جذبات کو غالب نہیں آنے دیتے۔ یہی فرق ہے لُب اور عقل میں۔ (اللُّب: کے معنی خالص عقل، مغز (مغز بادام وغیرہ)

* . . . . . (امام راغب اصفہانی) (المنجد)

★ جس طرح اندھے اور آنکھوں والے برابر نہیں ہو سکتے، اُسی طرح مشرک اور کافر جو خدا کی عظمت، حکمت، قدرت اور عدالت سے واقف نہیں ہوتا اور مومن جو خدا کی عظمت، قدرت، حکمت اور عدالت کو جانتا اور مانتا ہے، یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

* . . . . . (تفسیر روح البیان)

اندھا کون ہے؟

صوفیاء اور عرفاء کے نزدیک اندھے وہ ہوتے ہیں جو غیراللہ کو اپنا مالک اور متصرّف سمجھتے ہیں، اور آنکھوں والے وہ صاحبانِ بصیرت ہوتے ہیں جو اللہ کے سوا

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

کسی کو اپنا مالک، خالق، رب اور متصرّف نہ سمجھیں۔ اِس لیے اندھے حقیقتاً وہ ہیں جو غیر اللہ سے تعلق اور محبت کو زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔ غرض اندھے وہ ہیں جو حق سے اندھے ہوں اور باطل کو دل و نگاہ میں جگہ دینے والے ہوں۔ اور بصیر وہ صاحبانِ بصیرت ہوتے ہیں جو باطل سے بے تعلق ہوں اور حق پر نگاہ رکھنے والے ہوں۔ اندھے ظلماتِ ہوا و ہوس میں گرفتار رہتے ہیں اور صاحبانِ بصیرت انوارِ الٰہی سے منوّر رہتے ہیں۔

٭۔۔۔ (تاویلاتِ نجمیہ)

اندھیروں اور روشنی سے مراد

اندھیروں سے مراد کفر اور شرک۔ اور روشنی سے مراد نورِ توحید ہے۔ ظلمات یعنی اندھیروں کو جمع میں بیان کیا گیا۔ کیونکہ شرک کئی کئی طرح کا ہوتا ہے مثلاً نصاریٰ کا شرک، یہودیوں کا شرک۔ بت پرستوں کا شرک، مجوسیوں کا شرک اور سنتوں کا شرک وغیرہ۔ لیکن توحید کی صرف ایک ہی قسم ہوتی ہے۔ (جس طرح نقطوں کے درمیان سب سے قریب والا راستہ صرف ایک ہی ہوتا ہے)

٭۔۔۔ (تفسیر روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

؎ حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیّری
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی

٭۔۔۔ (اقبال)

آیت کا پیغام

آیت کا پیغام یہ ہے کہ: "خواہشات کے اندھیروں میں بھٹکنے والا' اور جمالِ رب سے لطف اندوز ہونے والا برابر نہیں ہو سکتا۔

پہلا شخص اپنے اندھیروں میں ملکوتِ الٰہی کو نہیں سمجھ سکتا اور صاحبِ بصیرت یا ولیٔ کامل انوارِ الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ (مؤلف)

؎ وہ تو گھٹ ہی کے پٹ میں نہاں ہے میاں ؛؛ مگر اندھوں کو آتا نظر ہی نہیں

www.drhasanrizvi.com

الَّذِیۡنَ یُوۡفُوۡنَ بِعَہۡدِ اللّٰہِ (۲۰) وہی لوگ اللہ کے ساتھ اپنے کیے
وَلَا یَنۡقُضُوۡنَ الۡمِیۡثَاقَ ۙ۲۰ ہوئے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں
اور عہد باندھ کر توڑا بھی نہیں کرتے ۔

عہد و پیمان سے مراد اور اس کے اثرات وغیرہ

یہ وہی عہد و پیمان (وعدہ) ہے جو خدا نے عالمِ ذر میں انسانوں سے لیا تھا کہ "وہ صرف خدا کی بندگی کریں گے۔ یہی عہد ہر انسان کی فطرت میں چھپا اور گندھا ہوا ہے۔ کیونکہ ہر انسان اللہ کی تخلیق سے وجود میں آتا ہے اور اُسی کی ربوبیت سے پروان چڑھتا ہے، خدا ہی کے دیے ہوئے رزق پر پلتا ہے، اُسی کی دی ہوئی نعمتوں کو استعمال کرتا ہے، اُسی کی عطا کی ہوئی صلاحیتوں سے ترقی کرتا ہے، اِس لیے اُس کی فطرت کی پکار یہی ہوتی ہے کہ وہ صرف اُسی خدا کی بندگی (کامل اطاعت) کرے اور کسی کی بندگی نہ کرے۔ یہ اور بات ہے کہ کبھی نفس کے بہکانے پر اُس سے نادانستہ کوئی غلطی ہوجائے، ورنہ عام طور پر مومن اُس عہد کو نہیں توڑتا۔ اور اُسی عہد کی وجہ سے وہ اپنے تمام معاشرتی اور تمدنی روابط کو درست رکھتا ہے اور اُن کی ذمہ داریاں پوری کرتا رہتا ہے اسی پر انسان کی اجتماعی صلاح، فلاح کا دار و مدار ہے۔

★ ...... (تفہیم)

★ اِس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ یہ آیت حقوق اللہ کا بیان ہے جس کا کم سے کم ادا کرنا یہ ہے کہ انسان خود کو اکبر الکبائر، یعنی بڑے بڑے گناہوں سے بچائے رکھے۔

★ ..... (ابن عربی)

اکبر الکبائر یہ ہیں :

★ یاد رہے کہ شرک کرنا، کفر کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، ناحق قتل کرنا، ناحق مال کھانا زنا کرنا، تہمتیں لگانا، غیبتیں کرنا، جھوٹ بولنا، عہد شکنی کرنا اور محمد و آلِ محمد سے دشمنی کرنا، قطع رحم کرنا، زکوٰۃ و خمس ادا کرنا سے

Presented by https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اکبر الکبائر، یعنی "بدترین اور سب سے بڑے گناہ ہیں۔
★ ..... (الکافی)

آیت کی تاویل یا تفسیر اہلِ بیتؑ

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ "یہ آیت اُس عہد (وعدہ) سے بھی متعلق ہے جو اللہ نے رسول اللہ صؐ کے ذریعیں لیا تھا۔ یہ وہی عہد ہے جو خدا نے عالمِ ذر میں (جب تمام انسان ذرّوں کی شکل میں تھے) حضرت امام الائمہ علی بن ابی طالب علیہ السلام اور دیگر ائمۂ اہلِ بیت کی ولایت (سرپرستی) کو قبول کرنے کے لیے لیا تھا۔"
★ ..... (تفسیر صافی ص۲۶۰ بحوالہ تفسیر قمی)

★ حقیقت یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے اپنے بندوں سے دو۲ طرح کے عہد لیے ہیں۔ (۱) عہدِ عقلی (۲) عہدِ شرعی۔

عہدِ عقلی یہ ہے کہ انسان عقل سے اپنے محسن، خالق، مالک اور پالنے والے کو پہچانے، اور اُس کی اطاعت کرکے اُس کی خوشنودی کو حاصل کرے۔ اور

عہدِ شرعی یہ ہے کہ خدا نے انبیاءِ کرامؑ کے ذریعہ شریعتیں بھیجی ہیں اور ایمان والوں سے انبیاءِ کرامؑ اور اُن کے اوصیاءؑ کی اطاعت کا عہد لیا ہے کہ وہ اُن کے احکامات کی تعمیل کریں گے۔
★ ..... (تفسیر مجمع البیان)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"عہد سے مراد وہ عہد ہے کہ جو خدا نے عالمِ ذر میں تمام انسانوں سے حضرت علیؑ کی ولایت کے سلسلے میں لیا تھا۔ جنابِ رسولِ خداؐ نے غدیر کے موقع پر اُسی عہد کی تجدید فرمائی تھی اور اُس عہد کے نہ توڑنے کی تاکید کی تھی۔ میثاق کی تکرار اصرار کے لیے ہے۔ حالانکہ ضمیر غائب سے مقصد پورا ہو سکتا تھا۔
★ ..... (تفسیر بُرہان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝۲۱

(۲۱) اور وہ لوگ اُن رشتوں اور تعلقات کو جوڑے رہتے ہیں جن کے جوڑے رہنے کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ اور اپنے مالک سے ڈرتے رہتے ہیں، اور اِس بات سے تو بہت ہی خوف کھاتے ہیں کہ کہیں (اللہ کی بارگاہ میں) اُن سے بُری طرح حساب نہ لیا جائے۔

صلۂ رحمی کا مطلب اور وسعت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "یہاں صلۂ رحم سے (اوّلین) مراد آلِ محمدؐ سے صلۂ رحمی کرنا ہے۔ مگر یہ نہ سمجھو کہ آلِ محمدؐ سے صلۂ رحمی کے بعد اپنے عزیزوں سے صلۂ رحمی کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آلِ محمدؐ سے بھی صلۂ رحمی کرو اور اپنے رشتہ داروں کا بھی حق ادا کرو۔ بلکہ تمام مومنین سے بھی صلۂ رحمی کرنا چاہیئے۔ یعنی ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونا ضروری ہے۔

★ ..... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر نور الثقلین)

★ جناب رسولِ خداؐ نے بروایت سماعہ فرمایا: "زکوٰۃ کے علاوہ صلۂ رحمی بھی انسان کے مال میں فرض اور واجب ہے۔"

★ ..... (تفسیر برہان)

صلۂ رحمی کے فوائد

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "صلۂ رحمی مال کو بڑھاتی ہے، اعمال کا تزکیہ کرتی ہے، قیامت کے دن کے حساب کو آسان کرتی ہے، مصیبت کو دور کرتی ہے اور عمر کو بڑھاتی ہے۔" (تاکہ انسان مزید صلۂ رحمی کرے اور بالآخر بہتر جزا کا حقدار بن جائے)

★ ..... (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

★ امام فخرالدین رازی نے لکھا کہ: "پچھلی آیت حقوق اللہ کی ادائیگی کی تاکید کے لیے تھی، اور اِس آیت میں حقوق الناس کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے۔ دونوں کی ادائیگی کا دار و مدار خدا کے خوف پر ہے۔"
★...... (تفسیر کبیر)

سخت حساب لینے سے مراد

بُری طرح حساب میں سختی یا باریکی سے کام لینا مراد ذرّے ذرّے کا حساب لینا ہوتا ہے

مومنین کو آپس میں سخت حساب لینے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے سامنے ایک شخص نے کسی کی شکایت کی۔ اتّفاق سے وہ شخص بھی آگیا۔ پس آپ نے اُس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ شخص تیرا شکوہ کررہا ہے۔ اُس نے عرض کیا: حضور! میں نے اِس پر کوئی زیادتی نہیں کی، بلکہ اپنا لین دین کا حساب اس سے لیا ہے۔ البتہ حساب میں کسی چیز سے درگزر نہیں کیا، بلکہ میں نے کوڑی کوڑی کا حساب لیا ہے۔ یہ سنتے ہی امام عالی مقام کا چہرہ غصّہ سے تلملا اُٹھا، سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو نے کوڑی کوڑی کا حساب لیکر کوئی بُرا کام نہیں کیا؟ خداوندِ کریم اسی کو قرآن مجید میں "سُوْٓءُ الْحِسَابِ" سے تعبیر فرما رہا ہے۔ پس جس نے اپنے مومن بھائی سے اِس طرح حساب لیا گویا اُس نے اُس کے ساتھ بُرا کیا۔ مومن کے ساتھ مومن کا سلوک یہ ہونا چاہیئے کہ اپنے حق سے کچھ نہ کچھ تسامح اور درگزر کرلے تو بہتر ہے تاکہ سخت حساب کی بجائے نرم حساب کا پہلو نکل آئے۔ ★... (تفسیر برہان، تفسیر مجمع البیان، انوار النجف)

کافروں کا سخت حساب

یہ ہوگا کہ اُن کی نیکیاں اپنے نقص کی وجہ سے اِس قابل نہ ہوں گی کہ اُن کی جزا دی جائے۔ اور بُرائیاں سخت بُرائی کی وجہ سے اِس قابل نہ ہوں گی کہ معاف کی جائیں۔ ★.... (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِیۡنَ صَبَرُوا ابۡتِغَآءَ (۲۲) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے
وَجۡہِ رَبِّہِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ پالنے والے مالک کی خوشی کی تلاش
وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ سِرًّا میں صبر و تحمل سے کام لیا[1] نماز کی
وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدۡرَءُوۡنَ بِالۡحَسَنَۃِ پابندی کی، اور جو کچھ ہم نے اُنھیں
السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عُقۡبَی دیا اُس میں سے ظاہر بہ ظاہر اور چھپ
الدَّارِ ۙ ۲۲ چھپا کر خیرات کی[2] اور (یہی لوگ)

بُرائی کو اچھائی کے ذریعے دور کرتے رہتے ہیں[3]۔ تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں اچھا انجام ہے۔ یا آخرت کا گھر انہی لوگوں کیلئے ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

---

۱ صبر کرنے سے مراد

(۱) مصیبتوں کو برداشت کرنا۔ (۲) صرف حلال ذرائع سے اپنی خواہشات کو پورا کرنا اور حرام سے رُکے رہنا۔ (۳) خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو ادا کرنا۔ (۴) ہر کام خدا کی رضامندی یا خدا سے اجر حاصل کرنے کے لیے انجام دینا اور کوئی دوسری غرض وابستہ نہ کرنا (یعنی خدا کے اجر کا انتظار کرنا اور بندوں کے اجر کی اُمید نہ رکھنا)
* ---- (تفسیر انوار النجف)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ہم صابر ہیں لیکن ہمارے پیرو کار زیادہ صابر ہیں کیونکہ ہم نے جو صبر کیا وہ اپنے علم کی وجہ سے کیا، لیکن ہمارے دوست جو صبر کرتے ہیں وہ صرف ہماری اطاعت کے لیے صبر کرتے ہیں، حالانکہ ان کو اس کے نتیجہ کا علم نہیں ہوتا۔"
* ---- (تفسیر برہان)

اقسام صبر

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "صبر کی دو (۲) (بڑی) قسمیں ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

(۱) مصیبت پر صبر کرنا، یہ صبرِ جمیل کہلاتا ہے۔ (۲) لیکن اِس سے زیادہ صبر وہ ہے کہ جب انسان خود کو حرام چیزوں سے بچالے۔

★ اِسی طرح ذکر بھی دو قسم کے ہیں۔ (۱) مصیبت کے وقت اللہ کو یاد کرنا۔ (۲) مگر اس سے افضل ذکر وہ ہے کہ بندہ اللہ کو یاد کر کے حرام سے بچ جائے۔"

ے بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا ::: نہنگ و اژدہا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ جناب رسالت مآب ؐ کا ارشاد ہے کہ:

"صبر کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مصیبتوں پر صبر۔ (۲) خدا کی اطاعت (کو انجام دینے) پر صبر۔ (۳) گناہ سے رُکے رہنے پر صبر۔ پس جو مصیبتوں پر صبر کرے اور مصیبتوں میں اپنے دل میں سکون رکھے، اُس کو (خدا کی طرف سے) تین سو درجوں کی بلندی عطا ہوگی، جبکہ ہر درجے کے درمیان زمین سے آسمان تک کا فاصلہ ہوگا۔ مگر جو خدا کی اطاعت انجام دینے پر صبر کرے، اُس کو چھ سو درجے عطا ہوں گے جبکہ دو درجوں کے درمیان تحت الثریٰ سے عرشِ عُلا تک کا فاصلہ ہوگا۔ مگر جو گناہوں سے بچنے کے لیے صبر کرے گا، اُس کو نو سو درجے عطا ہوں گے، جن کے دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ اتنا ہوگا جو امکان کی حدِ آخر ہے۔"

صبر کی فضیلت

ایک روایت میں ہے کہ جب مومن اپنی مصیبت پر صبر کرتا ہے، تو اُس کو ایک ہزار شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جب مومن دفن کیا جاتا ہے تو اُس کی نمازیں اُس کی داہنی طرف، اور اُس کی زکوٰۃ و صدقات اُس کے بائیں طرف سایہ فگن ہوتے ہیں۔ اُس کی نیکیاں اُس کے اوپر سایہ کرتی ہیں۔ مگر صبر ایک کونے میں رہتا ہے۔ جب فرشتے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

مومن کے پاس سوال و جواب کے لیے آتے ہیں تو صبر کہتا ہے کہ "اے نماز اور اے زکوٰۃ! تم دونوں جواب دو۔ جہاں تم عاجز ہو جاؤ گے وہاں میں کافی ہوں گا"۔ اسی لیے قرآن میں ہے کہ: جب فرشتے مومن کے پاس مبارک باد کے لیے آتے ہیں تو کہتے ہیں "تم پر سلامتی ہو کہ تم نے صبر کیا تھا، اسی کا انجام یہ ہے کہ اب تم بہترین گھر میں آباد ہوتے ہو۔"

غرض یہ آیت اُن لوگوں کی شان میں اُتری ہے جو (۱) خدا سے کیے ہوئے عہد کی پابندی کرتے ہیں۔ (۲) صلۂ رحمی کرتے ہیں۔ (۳) خدا سے ڈرتے ہیں۔ (۴) حساب کے دن سے ڈرتے ہیں۔ (۵) گناہوں پر (یعنی گناہوں سے رُکے رہنے پر) صبر کرتے ہیں۔ (۶) عبادت پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ (۷) مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں۔ (۸) نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ (۹) خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ (۱۰) نیکی کے کام انجام دے کر اور توبہ کرکے بُرائی کو مٹاتے ہیں۔ قرآن کی زبان میں ایسے ہی لوگوں کو "اُولُوا الْاَلْبَابِ" یعنی صاحبانِ عقل کہا گیا ہے۔

*...... (تفسیر انوار النجف)

آیت کا پیغام

اور خلاصہ یہ ہے کہ صبر کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی تمام خواہشات پر قابو رکھتے ہیں۔ اپنے تمام جذبات اور میلانات کو خدا کی مقرر کی ہوئی حدود کا پابند بناتے ہیں خدا کی نافرمانی میں جو وقتی لذتیں اور نمائشی کامیابیاں دکھائی دیتی ہیں، اُن کو دیکھ کر پھسل نہیں جاتے، اور خدا کی اطاعت کرتے ہیں جو تکالیف اور نقصانات ہوتے ہیں اُن کو برداشت کرتے رہتے ہیں۔ اِس لحاظ سے مومن کی ساری زندگی دراصل صبر کی زندگی بن جاتی ہے کیونکہ وہ زندگی بھر آخرت کی کامیابی کی خاطر ضبطِ نفس سے کام لیتا ہے اور گناہ کی جانب نفس کے ہر میلان پر صبر کرتا رہتا ہے۔

*.... (تفہیم)

Presented by https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اِسی صبر کے نتیجہ میں مردِ مومن بدی کے مقابلے پر بدی نہیں کرتے، وہ شر کا مقابلہ شر سے نہیں، بلکہ خیر سے کرتے ہیں۔ کوئی اُن پر خواہ کتنا ہی ظلم کرے، مگر وہ ہمیشہ انصاف سے کام لیتے ہیں۔ کوئی اُن کے مقابلے پر کتنا ہی جھوٹ بولے وہ اُس کے جواب میں ہمیشہ سچ ہی بولتے ہیں۔ کوئی اُن کے ساتھ کتنی ہی خیانت کرے، مگر وہ اُن کے ساتھ امانت اور دیانت کا سلوک کرتے ہیں۔

اِسی لیے حضورِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"تم اپنے طرزِ عمل کو لوگوں کے طرزِ عمل کا تابع نہ بناؤ۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اگر لوگ ہم سے بھلائی کریں گے تو ہم بھی اُن کے ساتھ بھلائی کریں گے۔ اور اگر لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے۔ تم اپنے نفس کو ایک قاعدے کا پابند بناؤ۔ اگر لوگ نیکی کریں تو تم بھی نیکی کرو، لیکن اگر لوگ تم سے بدسلوکی کریں تو تم اُن پر ظلم نہ کرو۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

★ پھر حضورِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے خدا نے نوؑ باتوں کا حکم دیا ہے۔" پھر آپؐ نے چار باتیں فرمائیں:

(۱) تم خواہ کسی سے خوش ہو یا ناراض، ہر حال میں انصاف کی بات کہو

(۲) جو تمھارا حق مارے، تم اُس کا حق ادا کرو۔

(۳) اور جو تمھیں محروم کرے، تم اُس کو عطا کرو۔

(۴) جو تم پر ظلم کرے، تم اُس کو معاف کرو۔

★ نیز یہ بھی فرمایا کہ: لَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ (یعنی) جو تجھ سے خیانت کرے اُس سے بھی خیانت نہ کر۔" (الحدیث) ★.... (تفہیم)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: "اگر حضرت علیؑ کا قاتل بھی تمھارے پاس کوئی چیز امانتاً رکھے تو اُس کا ادا کرنا بھی واجب ہے۔" (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

²
"خدا کا فرمانا کہ: "وہ ظاہر بظاہر اور چُھپ چُھپا کر خیرات کرتے ہیں"

اِس سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "حسبِ موقع و مصلحت دوسروں کو ترغیب دلانے کے لیے وہ ظاہر" ابھی خیرات کرتے ہیں لیکن زیادہ تر چُھپ چُھپا کر غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ (تاکہ خیرات کرنے میں نمود و نمائش اور ریا کاری کا عمل دخل نہ ہو سکے)

★..... بیضاوی

★ کیونکہ اُن کا اِن تمام قسم کی خیراتوں سے واحد مقصد صرف اور صرف خدا کو خوش کرنا اور خدا سے ہی اُس کا اجر لینا ہوتا ہے۔

★..... (تفسیر کبیر)

★ اِسی لیے حضورِ اکرم ص یہ دُعا فرمایا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں تجھ سے وہ قول و عمل انجام دینے کی توفیق مانگتا ہوں جو جنّت میں لے جانے کا سبب بنیں، اور میں دوزخ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اُن کاموں سے بھی جو دوزخ میں لے جانے کا سبب بنیں۔"

★..... (روح البیان)

³
★ "وَيَدْرَءُونَ" اِس کے تین معنی کیے گئے: (۱) اگر انسان سے کوئی بُرائی سرزد ہو جائے تو ساتھ ساتھ کوئی نیکی کر دے تاکہ وہ اُس بُرائی کے انجامِ بد کے لیے سدِّراہ ہو جائے۔

(۲) مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی بُرا سلوک کرے تو اُس کی بُرائی کا بدلہ اپنی جانب سے حُسنِ سلوک کے ساتھ کرے۔ گویا اُس کے شر کو اپنے خیر سے دور کرے۔

(۳) گناہ کے بعد توبہ کر کے اُس کی عقوبت سے محفوظ رہے؛ اور اِس مقام پر یہ سب معانی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ ★..... (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا (۲۳) (یعنی) ہمیشہ رہنے والے
وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ سر سبز و شاداب گھنے باغات جن
وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ میں وہ (خود بھی) داخل ہوں گے
وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ اور اُن کے باپ دادا اور اُنکی بیویوں
مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ ۲۳ اور بچوں میں سے جو نیک ہوئے
(اُن کے ساتھ ہی داخل ہوں گے) اور فرشتے ہر دروازے سے اُن کے پاس
(خدمت اور استقبال کے لیے) داخل ہوا کریں گے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

خدا کا عدل

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے پوچھا گیا کہ (مثلاً) ایک مرد اور اُس کی بیوی دونوں جنّت میں داخل ہوئے کیا وہ دونوں وہاں ایکدوسرے سے نکاح کرسکیں گے ؟ آپ نے فرمایا: "اللہ عادل ہے۔ اور اُس نے عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر مرد افضل ہوگا تو اُس کو اختیار ہوگا کہ اگر وہ اُس عورت کو چاہے گا تو اپنی بیوی بنالے گا، اور اگر بیوی افضل ہوئی تو اُس کو اختیار دیا جائے گا، اگر وہ چاہے گی تو مرد کو اختیار کر کے اُس کی بیوی بن جائے گی۔"

★ ۔ ۔ ۔ ۔ (تفسیر صافی ص۲۶ بحوالہ تفسیر عیاشی)

خدا کی خاص رحمت اور آیت کا خلاصہ:

یہ ہے کہ خدا مومن کی خوشیوں کو انتہا درجے تک بڑھانے کے لیے اُس کے نیک والدین اور بیوی بچّوں کو یکجا کر دے گا۔ اِس طرح اُس مومن کے

www.drhasanrizvi.com

تمام ارمان پورے ہوجائیں گے۔"

(تفسیر انوار النجف) ....*

★ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ: "اہلِ جنت سے ملنا صرف رشتہ داری بنیاد پر نہ ہوگا۔ جنت تو صلہ اور نتیجہ ہے ایمان و عمل کا۔ البتہ ترقیٔ درجات رشتہ داروں کی سفارش پر ممکن ہوگی، بشرطیکہ رشتہ داروں میں اس کی صلاحیت بھی ہو۔"

(تفسیر کبیر و تفسیر ابنِ کثیر) ....*

تفسیرِ عارفانہ: فرشتوں کا ہر دروازہ سے داخل ہونے کا مطلب

عرفا نے یہ سمجھا کہ: "مومن نے جتنی قسم کی اطاعتیں انجام دی ہوں گی اُن کے نتیجہ میں جنت میں اُس کے کئی کئی محل اور اُن کے کئی کئی دروازے بن گئے ہوں گے۔ فرشتے انھیں دروازوں سے داخل ہوکر اُنھیں مبارکباد پیش کریں گے۔"

(تفسیر کبیر) ....*

Presented by: https://jafrilibrary.com/

جنّاتِ عدن

یعنی "ہمیشہ رہنے والے جنت کے سرسبز و شاداب گھنے باغات۔" یہ جنت کے درمیان والا حصہ ہیں جو جنت کا سب سے افضل و اعلیٰ مقام ہے۔ کیونکہ یہی وہ جگہ ہے جہاں خدا کی خاص الخاص تجلیات ظاہر ہوں گی جن کو خدا اپنی قدرتِ خاص سے پیدا فرمائے گا۔ اس "جنتِ عدن" میں صرف وہ لوگ رہیں گے جو مومنین کاملین ہوں گے اور یہ مقام خدا اُن کو اپنے فضل و کرمِ خاص سے عطا فرمائے گا۔ اور خدا اُنھیں مومنینِ کاملین کی خوشی کی خاطر اُن کے کم مرتبہ متعلقین کو بلند مرتبے میں پہنچادے گا، مگر صرف اُن متعلقین کو جن میں صلاحیت ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خالی نسب مفید نہیں ہوگا شفاعت کے حصول کے لیے "صلاحیت" لازمی شرط ہے۔ عرب شاعر نے کیا خوب کہا: "تمھیں حضرت علیؑ کی اولاد ہونے پر بڑا فخر ہے حالانکہ ہر انسان سفید پانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے صاف ستھرا نسب کوئی فائدہ نہ دے گا اگر بُرے کاموں کے میل کچیل کی ملاوٹ شامل ہوجائے گی۔"

(تفسیر روح البیان) ....*

www.drhasanrizvi.com

سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِؕ ۲۴ (۲۴) (یہ کہتے ہوئے کہ) سَلامٌ عَلَیکُم (یعنی) تم پر سلامتی (ہی سلامتی) ہو، اِس وجہ سے کہ تم نے صبر سے کام لیا۔ پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر!

جنتی مومنوں پر اللہ کی طرف سے فرشتوں کے ذریعہ سلامٌ علیکم کہلایا جائے گا

اِس آیت کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ ملائکہ صرف آ آ کر سلام سلام کہیں گے بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ ملائکہ اُن کو مبارک بادیں اور خوشخبریاں دیں گے کہ تم اب ایسی جگہ آ گئے ہو جہاں تمھارے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اب تم ہر قسم کی آفت، کوفت، تکلیف، مشقت، غم و حزن، اندیشے اور ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہو۔ (یعنی، اب تمھارے لیے بس خوشیاں ہی خوشیاں، لذّتیں ہی لذّتیں اور طرح طرح کی مسرّتیں ہی مسرّتیں ہیں۔) ــ ــ ــ * (تفہیم)

★ بروایت کافی حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا نے ایک طویل حدیث میں ایک جنتی مومن کی خوشحالی بیان فرمائی کہ: "پھر خدا ایک ہزار فرشتوں کو مومن کی مبارکبادی کیلئے بھیجے گا جو اُسے جنت کی مبارک بادیں گے اور حورِ جنت سے اُس کی شادی رچائیں گے۔ چنانچہ وہ فرشتے جنت کے پہلے دروازہ پر پہنچ کر دربان فرشتے سے مومن کی ملاقات کی درخواست کریں گے کہ ہمیں خدا نے تہنیت کے لیے بھیجا ہے۔ اس دربان فرشتے سے مومن تک پہنچنے کیلئے تین جنتوں کا فاصلہ ہوگا۔ تینوں جنتوں کے دربانوں کے ذریعہ سے مومن سے اجازت ملے گی۔ وہاں ایک عالیشان محل ہوگا جس کے ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر مخصوص دربان ہوگا چنانچہ ہر فرشتہ ایک ایک دروازے پر کھڑے ہو کر مومن کو پروردگار کا سلام پہنچائیں گے اور مبارکباد پیش کریں گے کہ یہ صبر کا نتیجہ ہے ــ ــ ــ * (ملخص از تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ (۲۵) رہے وہ (بدبخت) جو اللہ کے
اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ عہد کو مضبوطی سے باندھ لینے کے بعد
يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ بھی توڑ ڈالتے ہیں، اور جو اُن رشتوں
اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ اور تعلّقات تک کو کاٹ دیتے ہیں
فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ جنھیں اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے،
اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۲۵ اور زمین پر فساد (یا) خرابیاں پھیلاتے
ہیں، یہ وہ ہیں جن کے لیے لعنت (ہی لعنت) ہے (یعنی) خدا کی
رحمت سے دوری ہے اور اُن کے لیے آخرت میں بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

عہد سے مراد

اِس میں وہ عہد بھی داخل ہیں جو فطرت کے تقاضوں اور ضمیرِ انسانی کی وجہ سے واجب الادا ہیں اور وہ پیمان بھی مراد ہیں جو انبیاؑ و مرسلینؑ کے ذریعہ لیے گئے ہیں اور وہ عہد و پیمان بھی مراد ہیں جو لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں۔

* ۔۔۔۔ (تفسیر تبیان)

دشمنِ آلِ رسولؐ خدا کی لعنت کا مستحق ہے

عرفار نے نتیجہ نکالا کہ "جو لوگ اپنے رشتہ داروں سے قطعِ رحم کرتے ہیں تو وہ خدا کی لعنت کے مستحق ہیں، تو جو خدا کے رسولؐ کے رشتہ داروں، یعنی آلِ محمدؐ کے دشمن ہوں گے، وہ کس قدر خدا کی لعنتوں کے مستحق قرار پائیں گے۔"

ؔ انسان اِس طرح اُتر آئے عناد پر ::: لعنت خدا کی حشر تک ابنِ زیاد پر
نیز اِس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ قطعِ رحم کرنے والوں پر لعنت کرنا خدا کی سنّت ہے۔ * (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ (٢٦) اللہ جس کو چاہتا ہے روزی میں
يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ وسعت دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا
الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي ہے نپی تلی روزی دیتا ہے (یا) جس
الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝ ٢٦ کی چاہتا ہے روزی تنگ کر دیتا ہے

وہ لوگ (دُنیوی) زندگی سے تو بہت خوش، مست و مگن ہیں۔ حالانکہ دُنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ذرا سے وقتی فائدے کے سوا کچھ بھی تو نہیں۔

حکومت یا روزی کی کمی زیادتی حق و باطل کا معیار نہیں

یہ نکتہ سمجھایا جا رہا ہے کہ رزق کی کمی اور زیادتی کا قانون ایک بالکل الگ اصول ہے۔ اِس کی اپنی مصلحتیں ہیں۔ روزی کا کسی کو زیادہ یا کسی کو کم ملنا اُس کے حق یا باطل پر ہونے کا معیار ہرگز نہیں۔ اِس لیے اِس بنیاد پر انسان کے حسن و قبح کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ انسانوں کے درمیان فرقِ مراتب کی اصل بنیاد یہ ہے کہ اُس نے صحیح فکر و عمل کی راہ اختیار کی' یا نہ کی؟ اُس نے اچھے اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے کی کوششیں کیں یا نہ کیں؟ (یعنی اُس کے اچھے بُرے ہونے کا دار و مدار اُس کی رزق کی وسعت یا کمی پر نہیں، بلکہ اُس کے اچھے بُرے اوصاف پر ہے) مگر احمق لوگ اُس کی اچھائی یا بُرائی، اُس کا گھٹیا یا بڑھیا ہونے کا معیار یہ سمجھتے ہیں کہ اُس نے کتنی دولت کمائی اور کتنا سرمایہ اکٹھا کیا۔" ★..... (تفہیم)

متاعِ دُنیا

دنیا کو "متاع" یعنی وقتی فائدہ کی چیز کہا گیا ہے جیسے گھر کا معمولی سامان۔ سمجھدار انسان ایسی عارضی چیزوں سے دل نہیں لگاتا۔ ★... (روح البیان)

★ عرفاء کہتے ہیں کہ مال ضرور آنا چاہیے مگر اِس کا مقام جیب ہے، دل تو صرف اللہ سے لگانے کیلئے مخصوص ہے۔ ★

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ ٢٧

(٢٧) اور جن لوگوں نے (ابدی) حقیقتوں کے ماننے ہی سے انکار کردیا ہے وہ کہتے ہیں: "آخر اُن کے مالک کیطرف سے کوئی معجزہ یا نشانی کیوں اُتاری گئی"۔ آپ کہیئے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ قرار دیتا ہے۔ اور اپنی طرف آنے کا راستہ اُسی کو دکھاتا ہے جو اُس کی طرف دل سے متوجہ ہو۔

Presented by: https://jafrilibrary.com

خدا کس کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے؟

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ کیطرف توجہ نہیں کرتا تو خدا اُس کو زبردستی سیدھا راستہ نہیں دکھاتا جب وہ غلط راستے پر ڈٹا رہتا ہے تو پھر خدا بھی اُس کو اُسی اُکے اختیار کیے ہوئے راستے پر بھٹکتا چھوڑ دیتا ہے۔ پھر وہی سارے اسباب ہدایت جو کسی ہدایت طلب انسان کے لیے ہدایت حاصل کرنے کا سبب بنتے ہیں، ایک گمراہی طلب کرنے والے کیلئے گمراہی کا سبب بنا دیے جاتے ہیں۔ *..... (تفہیم)

خدا کی نشانیوں کی کمی نہیں

رہا کافروں کا یہ کہنا کہ "کوئی نشانی دکھاؤ تو ہمیں تمہاری صداقت کا یقین آئے"۔ تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ "نادانو! تمھیں سیدھا راستہ نہ ملنے کا سبب نشانیوں کی کمی تھوڑی ہے، بلکہ اصل سبب یہ ہے کہ تم میں ہدایت کی طلب نہیں ہے۔ خدا کی قدرت، عظمت اور حکمت کی نشانیاں تو ہر طرف بیحد و بےحساب پھیلی ہوئی ہیں، مگر اُن سے تم ہدایت اِس لیئے نہیں پاتے کہ تم میں خدا کے راستے پر چلنے کی خواہش ہی نہیں ہے۔ ایسے میں اگر کوئی نشانی آجائے تو وہ تمھیں فائدہ نہ دیگی۔
*..... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ (۲۸) جن لوگوں نے حق کو مان لیا
قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا ہے، اُنہی لوگوں کے دل اللہ
بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ۲۸ کی یاد سے سکون پاتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو سکون ملتا ہے

آیت کی تاویل یعنی اوّلین مطلب

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "دل جنابِ رسولِ خداؐ کے ذریعے سے مطمئن ہوجائیں گے۔ جنابِ رسولِ خداؐ ہی "ذکر اللہ" ہیں اور "حجاب اللہ" ہیں۔"

★..... (تفسیر صافی صـ ۲۶۱ بحوالہ تفسیر عیاشی)

★ اور "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" یعنی "جو لوگ ایمان لائے" اُن سے (اوّلین) مراد دوستانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں۔ اور حضرت علیؑ اور ائمۂ اہلِ بیتؑ بھی "ذکر اللہ" ہیں۔ (یعنی ان کا ذکر کرنا بھی خدا کا ذکر کرنا ہے، کیونکہ اُن کے اقوال و اعمال کے ذکر کرنے سے خدا کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔)

★..... (تفسیر قمی)

سوال ؟

یہاں پر ایک سوال یہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ دوسری جگہ خدا یہ فرماتا ہے کہ: "جب مومنین کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ہل ہل جاتے ہیں۔" جبکہ یہاں فرمارہا ہے کہ "اُن کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوجاتے ہیں۔" اصل میں دونوں جگہ مفاہیم الگ الگ ہیں جب مومن خدا کے رُعب داب اور جاہ و جلال اور اُس کی سزاؤں کو یاد کرتے ہیں، تو اُن کے دل کانپ کانپ جاتے ہیں۔ مگر جب وہ خدا کی بے انتہا نعمتوں، رحمتوں، احسانات اور معافیوں کو دیکھتا ہے تو اُس کی طبیعت میں سکون پیدا ہوتا ہے۔ پس اِس طرح مومن خوف و رجا کے درمیان رہتا ہے۔

★..... (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (۲۹) (غرض) جن لوگوں نے ابدی حقیقتوں
طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝ ۲۹ کو دل سے مانا اور (اُس کے نتیجہ میں)
نیک کام بھی کیے، وہی (حقیقتاً) خوش نصیب ہیں، اُن کیلئے "طوبٰی"
خوشحالی (ہی خوشحالی) اور بہترین انجام ہے۔

طوبٰی کی حقیقت

حضرت امام موسٰی کاظم علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ سے "طوبٰی" کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: "طوبٰی" ایک درخت کا نام ہے۔ اُس کی جڑ میرے گھر میں ہے اور اُس کی شاخیں جنّت میں پھیلی ہوئی ہیں۔"

حضرت علیؑ کی فضیلت

پھر دوسری مرتبہ پوچھا گیا تو فرمایا: "اُس کی جڑ علیؑ کے گھر میں ہے اور شاخیں ساری جنّت میں پھیلی ہوئی ہیں"۔ اِس پر کسی نے اعتراض کیا کہ "پہلے تو آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ "اُس کی جڑ خود آپؐ کے گھر میں ہے۔ اور اب آپؐ یہ فرمارہے ہیں کہ اُس کی جڑ علیؑ کے گھر میں ہے؟

جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "یہ تمھاری سمجھ کا پھیر ہے۔ جنّت میں میرا اور علیؑ کا گھر ایک ہی ہوگا۔"

(تفسیر صافی صٓ ۲۶۱ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

ایمانداروں کی علامتیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا: "ایمانداروں کی کچھ علامتیں ہیں۔ جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں: (۱) سچ بولنا، (۲) امانت کا ادا کرنا۔ (۳) عہد کا

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وفا کرنا۔ (۴) رشتہ داروں کا حق ادا کرنا۔ (۵) کمزوروں پر رحم کھانا۔ (۶) عورتوں کی باتیں کم ماننا۔ (اور یہ بھی فرمایا کہ: عورتوں کی اچھی باتیں بھی نہ مانو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بُری بات منوانے پر تم کو مجبور کریں) (۷) لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنا۔ (۸) خوش اخلاقی سے پیش آنا۔ (۹) حلم اور حوصلہ سے کام لینا (۱۰) علم کی پیروی کرنا۔ (۱۱) ہر وہ کام کرنا جو خدا سے قریب کر دے۔ ایسے لوگوں کے لیے "طوبیٰ" ہوگا۔ اور "طوبیٰ" جنّت میں ایک درخت ہے جس کی جڑ جناب رسولِ خداؐ کے گھر میں ہے اور ہر مومن کے گھر میں اُس کی ایک ایک شاخ ہے۔ مومن جس چیز کی خواہش کرے گا، وہ چیز طوبیٰ کی شاخ پر موجود ہوگی۔ مومن وہ ہے کہ دوسرے لوگ اُس کی طرف سے راحت میں ہوں، اور وہ رات کو مصلّٰی بچھا کر خدا کی عبادت کرے اور اس طرح اپنی گردن جہنّم کی آگ سے آزاد کرنے کا خدا سے سوال کرتا رہے۔ پس تم بھی ایسے ہی ہو جاؤ۔"

(اصولِ کافی) *

مومن سے مصافحہ اور معانقہ کی برکتیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ: "دو مومن جب آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو اُن کے گناہ اِس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت سے پتّے گرتے ہیں۔ جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو فرشتے اُن کی بھلائی کی دعا کرتے ہیں۔ اور جب دو مومن ایک دوسرے سے معانقہ کرتے (یعنی گلے ملتے) ہیں تو ایک منادی ندا کرتا ہے کہ تمہارے لیے "طوبیٰ" ہے، اور جب وہ جدا ہوتے ہیں، تو دو فرشتے اُن کو بشارت دیتے ہیں کہ "اللہ کے دوستو! تمہارے لیے جنّت ہے۔"

* (تفسیر انوار النجف)

تین مومنوں کو کھانا کھلانے کا ثواب

ایک روایت میں ہے کہ: "جو شخص تین مومنوں کو کھانا کھلائے، خدا اُس کو تین جنّتوں سے کھانا کھلائے گا۔ ایک جنّت الفردوس سے، دوسرے جنّتِ عدن سے، اور تیسرے طوبیٰ سے۔"

* (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اہلِ بیتِ رسول ص سے محبّت کا ـــــــ فائدہ

حضرت بلال رض سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ ص کا چہرۂ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ عبدالرحمن ابنِ عوف نے عرض کی کہ "یارسول اللہ ص! یہ آپ ص کے چہرۂ مبارک پر خوشی کا نور کیسا ہے؟

آپ ص نے فرمایا: "خدا نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اُس نے میری بیٹی فاطمہ ع کی شادی علی ع کے ساتھ کر دی ہے۔ اِس پر خازنِ جنّت رضوان نے خدا کے حکم پر "طوبیٰ" کے درخت کو حرکت دی تو اُس پر اِس قدر رُقعے پیدا ہو گئے جتنے قیامت تک میرے اہلِ بیت سے محبّت کرنے والے پیدا ہوں گے۔ پھر خداوندِ بزرگ و برتر نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اُن رُقعوں کے نیچے نورانی فرشتے پیدا کئے، اور ہر فرشتے کو ایک ایک رُقعہ عطا فرمایا، جو ہر اُس شخص کو دے گا جو میرے اہلِ بیت سے محبّت کرتا ہوگا۔ وہ رُقعہ جہنّم سے برأت نامہ اور جنّت میں داخل ہونے کا ٹکٹ ہوگا۔

پس اِس طرح میرے بھائی علی ع اور میری بیٹی فاطمہ ع کی وجہ سے میری اُمّت کے بہت سے مرد اور عورتیں جہنّم سے نجات پائیں گے۔

*---- (تفسیر بُرہان)

مومن کی علامتیں پانچ ہیں

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ:

مومن کی علامتیں پانچ ہیں۔ (۱) اِکاون (۵۱) رکعت نمازِ فریضہ و نافلہ روز و شب میں پڑھنا، (۲) داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا، (۳) پیشانی کو خاک پر سجدۂ شکر میں رکھنا۔ (۴) نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے کہنا، (۵) اور زیارتِ اربعین پڑھنا۔ پس جب آفتاب قدرے بلند ہو جائے تو بخشوع و خضوع زیارتِ اربعین پڑھے۔

*---- (رموزِ شہادت، مفاتیح الجنان وغیرہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ (٣٠) اسی طرح، اُسی شان بان سے ہم نے
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ آپ کو (رسول بنا کر) بھیجا، ایسی قوم
لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ میں جن سے پہلے بہت سی قومیں گذر
اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ چکی ہیں، تاکہ آپؐ اُسے جو ہم نے آپؐ
قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ پر بطور وحی اُتارا ہے، پڑھ پڑھ کر
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ٥ ٭ سنائیں۔ جبکہ وہ لوگ اپنے بہت ہی
مہربان خدا کا انکار کر رہے ہیں۔ آپؐ اُن سے کہیئے کہ "وہی تو میرا پالنے والا
مالک ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں۔ اُسی پر تو میرا بھروسہ ہے
اور اُسی کی طرف میرا پلٹنا، میرا رُجوع کرنا اور میرا اٹھ کانا ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

جنابِ رسولِ خدا کا حلم و صبر کا کمال

یہ آیت صلحِ حُدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی۔ جب جنابِ رسولِ خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ صلحنامہ لکھو۔ "لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اِس پر سہیل بن عمرو نے کہا: "ہم کسی رحمٰن کو نہیں جانتے۔ آپؐ لکھیں" باسمک اللّٰھم "یہی زمانہ جاہلیت کا دستور تھا۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: لکھو ھٰذا ما صالح علیہ محمّدٌ رّسول اللہ (یہ وہ صلح ہے جو محمدؐ رسول اللہ نے کی)۔ اِس پر مشرکین نے فوراً کہا: "ہم آپؐ کو خدا کا رسولؐ سمجھتے تو آپؐ سے کیوں لڑتے؟ آپؐ اپنا نام محمدؐ ابنِ عبداللہ لکھوائیں۔ اِس پر بعض جوشیلے صحابہ نے جنگ کی اجازت چاہی۔ لیکن آپؐ نے وہی کچھ لکھوایا جو یہ لوگ چاہتے تھے۔

٭ ..... (تفسیر انوار النجف)

٭ اصل بات یہ تھی کہ کفارِ مکہ اللہ کو جانتے تو تھے اور اللہ کی خدائی کا اقرار بھی کرتے مگر وہ خدا کے ساتھ بتوں کو شریک کرتے تھے۔ دوسرے وہ خدا کو رحمان کے نام سے یاد کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ ٭ ... (تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.com

وَلَوۡ اَنَّ قُرۡاٰنًا سُیِّرَتۡ بِهِ (۳۱) اور اگر ہوتا کوئی ایسا قرآن جس سے
الۡجِبَالُ اَوۡ قُطِّعَتۡ بِهِ الۡاَرۡضُ پہاڑ چلنے لگتے یا زمین اُس سے ٹکڑے ٹکڑے
اَوۡ کُلِّمَ بِهِ الۡمَوۡتٰی ؕ بَلۡ لِّلّٰهِ ہوجاتی (یا) اُس سے زمین پر (آناً فاناً) سفر
الۡاَمۡرُ جَمِیۡعًا ؕ اَفَلَمۡ یَایۡـَٔسِ کیا جاتا، یا اُس کے ذریعے مُردے بولنے
الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ لَّوۡ یَشَآءُ لگتے (تو وہ یہی قرآن ہے اِسطرح کے کرشمے
اللّٰهُ لَهَدَی النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ کردکھانا کوئی مشکل کام نہیں ہے) لیکن ہر قسم
وَلَا یَزَالُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا کا اختیار تو اللہ ہی کو ہے۔ (اللہ یہ سب
تُصِیۡبُهُمۡ بِمَا صَنَعُوۡا قَارِعَةٌ کرشمے دکھا سکتا ہے لیکن اُس کا اصل مقصد
اَوۡ تَحُلُّ قَرِیۡبًا مِّنۡ دَارِهِمۡ تمھاری عقلوں کا امتحان لینا ہے) تو کیا وہ
حَتّٰی یَاۡتِیَ وَعۡدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ لوگ جو ایمان لاچکے، اُنھیں معلوم نہیں
اللّٰهَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ۳۱ ع ۵ ہوگیا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کےسب کو

(جبراً) ہدایت کردیتا؟ اور جن لوگوں نے حق کا انکار کیا ہے، اُن پر اُن کی بُری حرکتوں کیوجہ سے کوئی نہ کوئی آفت آتی ہی رہے گی، یا پھر اُن کے گھروں کے آس پاس آئیگی۔ یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آن پورا ہوگا۔ حقیقتاً اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

★ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: "وہ یہی قرآن ہے"

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

کہ جس سے پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں، اور جس سے ملکوں کو قطع (طیُّ الارض) کیا جا سکتا ہے اور مُردے زندہ کیے جا سکتے ہیں۔"

پھر امام ؑ نے فرمایا" اِسی قرآن کے وارث ہم (اھلِ بیتِ رسول ؐ ائمہ معصومینؑ) ہیں۔"

*..... (اصولِ کافی صہ ۱۳۸، تفسیر صافی صہ ۲۶۱)

آیت کا شانِ نزول

اِس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ چند مشرکین کعبہ کے پیچھے بیٹھے تھے، اُنھوں نے رسولِ خدا ؐ کو اپنے پاس بُلوایا۔ عبد اللہ ابن اُمیّہ نے کہا کہ اگر آپؐ یہ چاہتے کہ ہم آپؐ کی تابعداری کریں تو قرآن پڑھ کر مکّے کے پہاڑوں کو دور کر دیجیے تاکہ شہری آبادی کے لیئے جگہ کشادہ ہو جائے، نیز قرآن کے ذریعہ زمین کو پھاڑ کر چشمے اور نہریں بہا دیجیے، تاکہ ہماری زمینیں آباد ہو جائیں۔ کیونکہ آپؐ فرماتے ہیں کہ آپؐ کا مرتبہ داؤدؑ و سلیمانؑ نبیؑ سے کم نہیں ہے۔ اِس لئے ہوا کو ہمارے لیے مسخّر فرما دیں، تاکہ ہم آسانی سے شام آیا جایا کریں اور کھانے پینے کا سامان لے آیا کریں، اور ہمارے سامنے ہمارے بزرگوں کو زندہ کر دیجیے تاکہ ہم اُن سے پوچھ لیں کہ آپؐ سچّے نبی ہیں یا نہیں، کیونکہ حضرت عیسٰیؑ مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور آپؐ فرماتے ہیں کہ آپؐ کا مرتبہ حضرت عیسٰیؑ سے کم نہیں ہے۔" اِسی بات کے جواب میں یہ آیت اُتری۔

*.... (تفسیر انوار النجف)

جنابِ رسولِ خدا ؐ کی دیگر انبیاء پر فضیلت

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے فرمایا: "جناب رسالت مآب ؐ تمام انبیاءؑ سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ خدا نے ہُدہُد کو پانی معلوم کرنے کا علم دیا تھا جو حضرت سلیمانؑ کو حاصل نہ تھا۔ اِسی لیے وہ پانی کی تلاش میں ہُدہُد کے محتاج تھے، جبکہ ہمارے رسول ؐ کو خدا نے قرآن عطا فرمایا، جس کے متعلق خود خدا یہ فرماتا ہے کہ: "قرآن کے ذریعے پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

زمینوں کے فاصلے طے کیے جاسکتے ہیں، مُردے زندہ کیے جاسکتے ہیں۔"

پھر فرمایا: "ہم (اہلِ بیت رسولؐ) ہی وہ ہیں جن کو خدا نے چُن لیا ہے اور ہم ہی قرآن کے وارث ہیں۔"

★.... (تفسیر برہان)

مقصودِ خداوندی

اِس آیت کو سمجھنے کے لیے یہ بات جاننا بہت ضروری ہے کہ اس کے مُخاطَب کافر نہیں ہیں، بلکہ مسلمان ہیں۔ مسلمان جب بار بار کافروں کے مطالبے سُنتے تو اُن کے دلوں میں یہ خواہش پیدا ہوتی کہ خدا اُن کو کوئی ایسی نشانی دکھا دے کہ جس کی وجہ سے یہ لوگ حق کو مان لیں۔ اِس پر مسلمانوں کو یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ "اگر قرآن کے ذریعے اِن لوگوں کو ایسی ایسی نشانیاں دکھا بھی دی جائیں تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ایمان لے آئیں گے؟ بھلا جن لوگوں کو قرآن کی اِتنی اعلیٰ تعلیمات متاثر نہ کرسکیں" کائنات کے بے شمار آثار قائل نہ کرسکے، نبی کریمؐ جیسی پاک زندگی قائل نہ کرسکی، تو وہ بھلا پہاڑوں کے چلنے اور زمین کے پھٹنے اور پلٹنے سے، یا مُردوں کے بولنے چالنے سے حق کے قائل ہوسکتے ہیں؟ اِن نشانیوں کو نہ دکھانے کی اصل وجہ یہ نہیں ہے کہ خدا اُن کو دکھانے پر قادر نہیں ہے، بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ اِن شعبدہ بازیوں سے کام لینا خدا کی مصلحت کے خلاف ہے۔ (کیونکہ خدا کا اصل مقصد تو اُن کی عقل و اختیار کا امتحان لینا ہے۔ اِس لیے ہدایت اُس وقت تک ملنا ممکن ہی نہیں ہے جب تک فکر و بصیرت سے کام نہ لیا جائے۔)

اگر بے سمجھے بوجھے شعبدہ بازیوں اور جادوگریوں والا ایمان مطلوب ہوتا تو پھر اَنفُس و آفاق میں اسقدر بے شمار نشانیاں دکھانے کیا ضرورت تھی؟ یہ کام تو اِس طرح بھی ہوسکتا تھا کہ سارے انسانوں کو زبردستی مومن پیدا کر دیا جاتا۔ (خدا شعبدہ باز نہیں ہے، بلکہ مُعجز و خارق ہے)

★..... (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ ۳۲

(۳۲) تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق (اسی طرح) اُڑایا جاچکا ہے۔ مگر میں نے ہمیشہ حق کے منکروں کو ڈھیل (پر ڈھیل) دی ہے۔ آخر کار اُن کو پکڑ لیا۔ پھر تم دیکھ لو کہ میری سزا کیسی (سخت) تھی ! ؟

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ ۳۳

(۳۳) پھر کیا وہ ذات جو ہر انسان کی کمائی پر نظر رکھے ہوئے ہے، لوگوں نے اُس کے سوا کچھ شریک بنا رکھے ہیں ؟ کہدو کہ تم ذرا اُن کے نام تو لو (کہ آخر وہ ہیں کون ؟) کیا تم اللہ کو ایسی نئی بات بتاتے ہو جسے وہ اپنی زمین میں جانتا تک نہیں ؟ کیا تم لوگ یونہی بے سمجھے بُوجھے کچھ بھی کہہ ڈالتے ہو ؟ بلکہ (حقیقتًا) جن لوگوں نے ابدی حقیقتوں کے ماننے ہی سے انکار کر دیا ہے، اُن کو اُن کی مکاریاں بڑی ہی اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ وہ سیدھے راستے سے ہٹ گئے ہیں۔ اور جس پر اللہ گمراہی کا حکم لگا دے تو پھر اُسے کوئی سیدھا راستہ دکھانے والا نہیں ہوتا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

خدا کا قانونِ مہلت [۱]

(تفسیر آیت ۳۲) خدا کا فرمانا: "جن لوگوں نے ابدی حقیقتوں کا انکار کیا اُن کو میں نے ڈھیل دے دی"۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کو لمبی مہلت دی گئی، اور پھر اُس کے بعد اُن پر عذاب نازل کر کے اُن کو ہلاک کیا گیا۔"

*...... (تفسیر صافی ص۲۶۲ بحوالہ تفسیر قمی)

بے حقیقت، خدا کے شریک [۱]

(آیت ۳۳ کی تفسیر) خدا کا فرمانا کہ: "ذرا تم اُن کے نام تو لو"۔ یعنی جن لوگوں کو تم نے خدا کا شریک بنا رکھا ہے اُن کی کوئی حقیقت نہیں۔ اُن کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے یہ تو بس صرف نام ہی نام ہیں ہے (ہر چند کہیں کہ ہیں، نہیں ہیں)

*...... (تفسیر صافی ص۲۶۲)

خدا کی ہر چیز پر نظر ہے

خدا کا فرمانا کہ: "خدا ہر انسان کی (کاموں) پر نظر رکھے ہوئے ہے۔" یعنی۔ خدا ہر شخص کے حال سے فرداً فرداً اچھی طرح واقف ہے، اُس کی نگاہ سے کسی آدمی کی کوئی نیکی چھپی ہوئی نہیں، اور نہ کسی برے آدمی کی کوئی برائی چھپی ہوئی ہے مگر اس کے باوجود اُن کی جسارتیں یہ ہیں کہ وہ خدا کا ہمسر اور مدمقابل تجویز کیے چلے جا رہے ہیں، اور یہ کہ خدا کی خدائی میں رہ کر بھی وہ لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم جو چاہیں کریں، ہم سے کوئی حساب لینے والا احساب نہیں لے سکتا۔

[۳] ★ اور خدا کا یہ فرمانا کہ: "کیا تم لوگ بس یونہی بے سمجھے بوجھے (خدا کی ذات وصفات کے بارے میں) کچھ بھی کہہ ڈالتے ہو۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ کیا تمھارے پاس کوئی مستند اطلاع آئی ہے کہ خدا نے فلاں فلاں بت، فرشتے، جن یا بزرگ کو اپنی ذات، صفات، حقوق یا اختیارات میں شریک کر لیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو بتاؤ کہ وہ کونسا مستند ذریعۂ علم ہے جس سے خدا نے تم کو یہ بات بتائی ہے، جبکہ خود خدا کو بھی یہ خبر نہیں ہے کہ اُس کا کوئی شریک ہے۔ تو کیا آپ خدا کو یہ بتانے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

چلے ہیں کہ فُلاں فُلاں بزرگ آپ کے شریک ہیں۔

اصل بات صرف یہ ہے کہ تم نے بغیر کسی سَنَد یا دلیل کے از خود یونہی جس کو چاہا خدا کا شریک یا رشتہ دار بنا رکھا ہے۔ جس کو چاہا اُس کو سلطان، بادشاہ، شہنشاہ، داتا سمجھ لیا ہے۔

مشرکین کی مکّاری اور اُس کی سزا

اور خدا نے شرک کو مکّاری، چالاکی اور چالبازی اِس لیئے فرمایا کہ مشرکوں کے مذہبی رہنما اجرامِ فلکی، فرشتوں، جنّوں، روحوں، پیروں، فقیروں اور بزرگوں کو اِس لیے خدائی صفات و اختیارات کا حامل قرار دیتے ہیں، تاکہ خود اُن کے نمائندے بن کر لوگوں کی خوب دولت بٹوریں اُن کو بُھوا کر اپنی مرضی کے احکامات نافذ کریں، اُن کی آڑ لے کر خود عوام کے خدا بن جائیں، اور اپنا اُلّو سیدھا کریں۔ پھر ساتھ ساتھ یہ بھی کہ اپنی اور عوام کی بدمعاشیوں اور عیّاشیوں کو جائز قرار دے دیں، پھر اُن کو ہر قسم کی اخلاقی بندش سے آزادی کا پروانہ عطا کر دیں۔

خدا نے اُن کی اِن بدمعاشیوں کا یہ جواب دیا کہ اُن کے لیے اُن کی بدمعاشی خوبصورت بنا دی گئی اور اس طرح اُن کا راہِ راست پر آنے کا ہر امکان ختم ہوگیا۔ (خدا اِس طرح بھی مکّاریوں اور بدمعاشیوں کی سزا دیا کرتا ہے۔ انجامِ کار جہنم رسید۔)

★ - - - - - - (تفہیم)

★ اور خدا کا یہ فرمانا کہ "کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دے رہے ہو جسے وہ خود بھی زمین میں جانتا تک نہیں ہے۔" اِس کا مطلب یہ ہے کہ تم ایسی چیزوں کی خبر دے رہے ہو کہ جن کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ جو عدمِ محض ہے۔ اگر وہ خارج میں کوئی وجود رکھتے ہوتے تو خدا کو اُن کے ہونے کا علم ضرور ہوتا۔ مگر کیونکہ اُن کی کوئی حقیقت، اصلیت یا وجود سرے سے ہے ہی نہیں، اِس لیے خدا کو اُن کا کوئی علم بھی نہیں ہے۔ بس یہ تمھارے اپنے ذہن کے گھڑے ہوئے خدا کے شریک ہیں۔ یعنی وہ صرف تمھارا وہم و خیال ہیں۔ حقیقت میں وہ کوئی وجود ہی نہیں رکھتے۔ ★..... (ماجدی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ ۳۴

(۳۴) اُن کیلئے دُنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو اُس سے بھی کہیں زیادہ سخت ' پُرمشقت اور تکلیف دینے والا ہے۔ اور اُن کا اللہ سے بچانے والا بھی کوئی نہیں ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝ ۳۵

(۳۵) (اِس کے برعکس) جن لوگوں نے اَبدی حقیقتوں کو واقعًا مانا ہے' اُن متقین سے جس جنّت کا وعدہ کیا گیا ہے' اُس کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں' اور اُس کے پھل' غذائیں اور سرسبز گھنے سائے ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہ انجام ہوتا ہے متقی لوگوں کا۔ اور اَبدی حقیقتوں کے منکروں کا انجام یہ ہے کہ اُن کیلئے جہنّم کی بھڑکتی آگ ہے۔

جہنّم کی آگ کی شدّت

(آیت ۳۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا: "دُنیا کی آگ جہنّم کی آگ کا سترّھواں حصہ ہے۔ یعنی جہنّم کی آگ کو ستّر بار بجھایا گیا ہے تب یہ آگ بنی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی آدمی اُس آگ کی گرمی کو برداشت نہ کرسکتا۔ جب قیامت کے دن دنیا کی آگ کو جہنّم کی آگ پر رکھا جائیگا' تو دنیا کی آگ ایسی فریاد کریگی کہ جس کو سُن کر انبیاءؑ اور ملائکہ مقرّبین گھبرا جائیں گے۔"

٭..... (تفسیر بُرہان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ (۳۶)	اور جنھیں ہم نے کتاب عطا کی ہے
يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ	وہ اُس کتاب سے جو ہم نے آپؐ پر نازل
وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ	کی ہے، بڑے خوش ہوتے ہیں۔ مگر
بَعْضَهٗ ۭ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ	مختلف گروہوں میں کچھ لوگ ایسے
اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ	بھی ہیں جو اُس کتاب کی بعض باتوں
اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝ ۳۶	کو نہیں مانتے۔ تو آپؐ صاف صاف

کہدیجیے کہ: "مجھے تو صرف اللہ کی بندگی (عبادت) کا حکم دیا گیا ہے۔ اور (یہ کہ) خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں لہٰذا میں تو اُسی کیطرف بلاتا ہوں اور اُسی کیطرف مجھے پلٹنا ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

یہ چھوٹی سی آیت تین بہت بڑی بنیادی حقیقتوں (اصول) کے بیان پر مشتمل ہے۔

(۱) رسولؐ سے فرمایا جارہا ہے کہ تم یوں کہو کہ "مجھے حکم دیا گیا ہے" اِس نے ثابت کردیا کہ رسولؐ کسی کا بھیجا ہوا محکوم ہے۔ اور پیغام پہنچانے اور لانے والا ہے، خدا نہیں ہے۔ (۲) پھر یہ فرمانا کہ: "میں اللہ کی عبادت کروں اور اُس کا شریک کسی کو نہ قرار دوں"۔ یہ خدا کی توحید اور یکتائی کا بیان ہے

(۳) پھر آیت کا یہ کہنا کہ: "مجھے اُسی خدا کی طرف واپس جانا ہے"۔ یہ آخرت یا قیامت کا بیان ہے۔ ★ ..... (تفسیر کبیر امام رازی)

★ امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا: "مجھے یہ فخر کافی ہے کہ تو میرا مالک اور ربّ ہے اور میری عزّت کے لیے یہ کافی ہے میں تیرا بندہ ہوں"۔ ★ .... (روح البیان)

؎ یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ⁂ ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات - (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝ ٣٧

(٣٧) اور اسی حکم کے ساتھ ہم نے یہ فرمان (نہایت فصیح و واضح) (یا) خود تمہاری اپنی عربی زبان میں اُتارا ہے۔ اب اگر تم نے اس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آچکا ہے لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کے مقابلے میں نہ تو تمہارا کوئی حامی ہوسکتا ہے اور نہ کوئی بچانے والا اُسکی پکڑ سے تم کو بچا سکتا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝ ٣٨

(٣٨) آپؐ سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور اُن کو بھی ہم نے بیوی بچّوں والا ہی بنایا تھا۔ اور کسی پیغمبرؐ کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بھی معجزہ لے آئے۔ اور ہر دور کیلئے ایک کتاب ہوا کرتی ہے

(آیت ۳۷ کی تفسیر) یعنی جس طرح سابق انبیاءؑ پر ہم نے کتابیں اُتاریں اسی طرح ہم نے آپؐ پر بھی حکمت کی کتاب عربی میں اُتاری۔ یہاں مراد حکمت ہے اور حکم سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ اسمیں حلال و حرام کے احکام موجود ہیں۔

(آیت ۳۸ کی تفسیر) لوگوں نے رسولؐ پر کثرتِ ازواج کا اعتراض کیا تو اُس کے جواب میں خدا نے فرمایا: "کثرتِ ازواج فرائضِ نبوت کی بجاآوری کے منافی نہیں۔ کیونکہ سابق انبیاءؑ کی ازواج بھی تھیں اور اُن کی اولادیں بھی تھیں، مثلاً حضرت سلیمانؑ نبی کے گھر تین سو بیویاں اور سات سو کنیزیں تھیں، اور حضرت داؤد پیغمبرؑ کے گھر

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

میں ایک سو بیویاں تھیں۔ لہٰذا یہ بات قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔

معجزہ دکھانا خدا کی مرضی پر موقوف ہے

معجزہ کا دکھانا نبیؐ کا اختیاری معاملہ نہیں ہے کہ جب چاہے اس کو ظاہر کر دے، بلکہ یہ اللہ کی مشیّت کے تابع ہے۔ اور ہر کام کے لیے ایک وقت معیّن ہے۔

٭۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

★ یہ آیت جواب ہے منکرین کے اُس اعتراض کا، کہ وہ یہ کہتے تھے کہ حضرت موسیٰؑ یدِ بیضا اور عصا لائے، حضرت عیسیٰؑ اندھوں اور کوڑھیوں کا علاج لائے۔ حضرت صالحؑ اونٹنی جیسی خدا کی نشانی لائے۔ اے رسولؐ آخر تم کونسی نشانی لائے ہو؟ اِس کا جواب یہ دیا گیا کہ جو نبیؑ جو نشانی لایا اپنی طاقت اور اپنے اختیار کے بل بوتے پر نہیں لایا۔ خدا نے جس وقت جس کے ذریعہ جو نشانی ظاہر کرنی چاہی وہ کی۔ اِس لیے اب خدا کی مرضی اور مصلحت ہی پر موقوف ہے کہ وہ جو نشانی چاہے گا دکھائے گا میں خدائی کا دعویدار تھوڑی ہوں کہ جو نشانی تم کہو وہ دکھا دوں۔

٭۔۔۔۔ (تفہیم)

اہلِ بیتِ رسولؐ کی فضیلت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسولِ اکرمؐ کی حالت پچھلے رسولوں کی مانند ہے۔ پچھلے رسولوں کو خدا نے ازواج بھی دی تھیں اور اولاد بھی دی تھی۔ البتہ ہمارے رسولؐ کا یہ خاص شرف ہے کہ جس پائے کی اولاد یا اہلِ بیتؑ اُن کو عطا ہوئے، اور کسی نبیؑ کو نہیں ملے۔"

٭۔۔۔۔۔ (تفسیر عیاشی)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ: "اِس آیت میں " ذرّیّۃ " (اولاد) سے مراد ذرّیتِ رسولؐ ہے۔" (یعنی آلِ رسولؑ، اہلِ بیتِ رسولؐ)

٭۔۔۔۔۔ (تفسیرِ عیاشی)

(نوٹ: یعنی یہاں "ذرّیت" سے اوّلین مراد اولادِ رسولؐ ہے۔ اُس کو تاویل کہتے ہیں۔)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ ۝ ۳۹

(۳۹) (جس میں) اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ اور اصل کتاب تو اُسی کے پاس ہے۔

آیت کا پس منظر

یہ آیت بھی منکرین کے اِس اعتراض کا جواب ہے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ جب کتابیں پہلے سے موجود ہیں تو پھر نئی کتاب یعنی قرآن کے بھیجنے کی خدا کو کیا ضرورت تھی؟" اب رہا یہ کہ تم جو کہتے ہو کہ پرانی کتابوں میں تحریف ہوگئی ہے، تو بھلا خدا کی کتاب میں تحریف کیسے ہوسکتی ہے؟ خدا نے اپنی ان کتابوں کی حفاظت کیوں نہ کی؟ بھلا خدا کی کتاب کیسے منسوخ ہوسکتی ہے؟ پھر یہ کہ یہ کتاب جو تم لائے ہو اس کے احکام تورات اور انجیل سے کیوں مختلف ہیں جبکہ بقول تمھارے یہ کتاب (قرآن) بھی خدا ہی کی بھیجی ہوئی ہے؟

اِس کا جواب انتہائی جامع اور بلیغ الفاظ میں یہ دیا گیا کہ "اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ (لیکن) اُمّ الکتاب (یعنی) اصل کتاب (جو منبع اور سرچشمہ ہے تمام آسمانی کتابوں کا) وہ خدا ہی کے پاس ہے۔"

٭۔۔۔۔ (تفہیم)

خدا کے مٹانے اور قائم رکھنے کے کئی معنی ہیں

(۱) خدا اپنے احکام کو مٹاتا اور قائم رکھتا ہے اِس لیے آیات اور احکام منسوخ بھی ہوجاتے ہیں۔ (۲) کراماً کاتبین کی جن تحریروں کو خدا چاہتا ہے مٹوا دیتا ہے اور جن کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ (۳) خدا اپنے فضل و کرم سے مومنوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور کچھ گناہ اپنے عدل کے ماتحت باقی رکھتا ہے۔ (۴) جس کی عمر یا رزق چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے، اور

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

جس کے لیے چاہتا ہے کم کر دیتا ہے۔ (۵) توبہ کے سبب سے خدا گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اُن کے بجائے توبہ کرنے کی نیکی کو لکھوا دیتا ہے۔

★ حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ "تمام اُمور و واقعات کے لیے اللہ کے پاس دوٗ دفتر ہیں۔ (۱) کتابِ محو و اثبات (۲) دوسرے اُمّ الکتاب یا لوحِ محفوظ۔ پہلی کتاب میں لکھا بھی جاتا ہے اور مٹایا بھی جاتا ہے۔ اِس کتاب میں محو و اثبات اعمال کے ساتھ منسلک ہے۔ مثلاً اگر فلاں شخص فلاں اچھا کام کرے گا تو اُس کا رزق اور عمر بڑھا دی جائے گی، اور اگر بُرا عمل کرے گا تو گھٹا دی جائے گی۔"

ائمہ اہلِ بیتؑ کی دُعائیں

اِسی لیے ائمہ اہلِ بیتؑ سے ایسی دُعائیں مروی ہیں کہ: "اَللّٰھُمَّ اُمْدُدْ لِیْ فِیْ عُمْرِیْ وَاَوْسِعْ عَلَیَّ فِیْ رِزْقِیْ وَانْشُرْ عَلَیَّ رَحْمَتَکَ وَاِنْ کُنْتُ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ شَقِیًّا فَاجْعَلْنِیْ سَعِیْدًا فَاِنَّکَ تَمْحُوْ مَا تَشَآءُ وَتُثْبِتُ وَعِنْدَکَ اُمُّ الْکِتٰبِ" یعنی "اے اللہ! میری عمر بڑھا دے اور میرے رزق میں وسعت عطا فرما اور اپنی رحمت مجھ پر نازل فرما، اور اگر تیرے پاس اُمّ الکتاب میں میرا نام بدبختوں میں لکھا ہوا ہو تو مجھے نیک بنا دے، اِس لیے کہ تُو مٹاتا بھی ہے اور باقی بھی رکھتا ہے اور تیرے ہی پاس اُمّ الکتاب (لوحِ محفوظ) بھی ہے۔"

مگر تمام تر ہونے والی تبدیلیوں کا علم خدا کے پاس پہلے سے ہی محفوظ ہے۔

*.... (تفسیر انوار النجف)

★ اِسی لیے حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا: "اگر قرآن میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں قیامت تک کے ہونے والے واقعات بتا دیتا۔

*........ (تفسیر صافی، تفسیر عیاشی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

قانونِ بَدَاء

غرض یہ آیت خدا کے قانونِ بداء کو بیان کر رہی ہے۔

"بداء کے معنی یہ ہیں کہ خدا کی بعض تقدیرات مشروط ہوتی ہیں۔ اگر وہ شرائط پورے نہ ہوں تو تقدیر بدل جاتی ہے۔ لیکن علمِ الٰہی میں مختتم نتیجہ پہلے سے محفوظ ہوتا ہے کہ بالآخر کیا ہونے والا ہے۔ یہی تقدیروں کی تبدیلی (محو و اثبات) کہلاتی ہے۔ اور آخری نتیجہ کا علم وہ ہے کہ جسے یہاں اس طرح کہا گیا ہے کہ: "اُس کے پاس اصل کتاب ہے۔" اس اصل کتاب میں کوئی تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔ یہ تقدیروں کی تبدیلی بالکل ویسی ہی ہے جیسے مصالح کے لحاظ سے احکامِ شریعت کی تبدیلی، جس کا نام نسخ ہے۔" اہلِ سنت نسخ کے تو قائل ہیں، مگر بداء کے قائل نہیں۔

*...... (فصل الخطاب)

★ مثلاً: شاہ ولی اللہ اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "میں کہتا ہوں کہ واقعہ کی صورت خداوندِ عالم ملکوت میں خلق فرما دیتا ہے۔ اور اُس کے بعد اگر چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔ اور اگر چاہتا ہے تو قائم رہنے دیتا ہے۔" شاید اِس کا مطلب یہ ہو کہ ہر زمانے کے لیے ایک شریعت ہے۔ تو منسوخ کر دیتا ہے خداوندِ عالم جو کچھ چاہتا ہے" اور رہنے دیتا ہے جو چاہتا ہے۔"

*...... (فتح الرحمن)

★ مگر شاہ عبدالقادر صاحب بہت حقیقت کے قریب آگئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے۔ بعضے اسباب ظاہر ہیں اور بعض چھپے ہوئے۔ پھر اسباب کی تاثیر کا بھی ایک اندازہ ہے۔ جب اللہ چاہتا ہے اُس کی تاثیر اندازے سے کم یا زیادہ کر دیتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے تاثیر ویسی ہی رکھتا ہے۔ مثلاً آدمی کبھی کنکر سے مر جاتا ہے اور کبھی گولی سے بچ جاتا ہے۔ مگر ایک اندازہ اللہ کے علم میں ہے۔ وہ ہرگز نہیں بدلتا۔ اُسی اندازے کو تقدیر کہتے ہیں۔ یہ دو تقدیریں ہیں۔ ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی۔"

*...... (موضح القرآن)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

★ صاحبِ تفسیرِ جلالین نے لکھا : " یعنی اصل نوشتہ جس میں کوئی چیز بدلتی نہیں، وہ وہ ہے جسے خدا نے ازل میں لکھا ہے۔ البتہ خدا اپنے احکام میں سے جن کو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جن کو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے۔

★ ۔۔۔۔ (تفسیر جلالین)

★ غرض اس آیت کے بعد قانونِ بدا کا انکار کرنا سخت مشکل ہے۔

★ ۔۔۔۔ (فصل الخطاب)

سوال و جواب

★ یہی آیت اس سوال کا جواب بھی ہے کہ اگر تقدیر میں کوئی چیز لکھی ہوئی نہیں ہے تو پھر دُعا سے کیا فائدہ ؟ اور اگر کسی چیز کا ملنا تقدیر میں لکھا ہوا ہے تو پھر دُعا کی کیا ضرورت رہی ؟

جواب : اِس کا جواب (۱) یہ ہے کہ ممکن ہے کہ لکھا ہی یہ ہو کہ اگر دُعا اور کوشش کرے گا تو دیا جائے گا، دُعا اور کوشش نہ کرے گا تو نہیں دیا جائے گا۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ دُعا تقدیر کو بدل دیتی ہے۔ دُعا بلاؤں کو ٹال دیتی ہے، حاجتوں کو پورا کرتی ہے، تقدیر کے سامنے دُعا ڈھال بن جاتی ہے، جب ڈھال سے تیر کو روکنا تقدیر کا انکار نہیں ہے تو دُعا کو ڈھال بنا کر تقدیر کو روکنے پر کیوں اعتراض ہے ؟ خدا نے تقدیر کے اٹل فیصلے کو روکنے کا ذریعہ دُعا کو بنایا ہے۔

★ ۔۔۔۔ (روح البیان)

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تقدیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا:

" اَلدُّعَآءُ یَرُدُّ الْقَضَآءَ " دُعا قضائے الٰہی کو لوٹا دیتی ہے۔

" اَلدُّعَآءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ " دُعا مومن کا ہتھیار ہے۔

★ ۔۔۔۔ (اصول کافی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ (۴۰) الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝ ۴۰

اور اگر ہم آپؐ کو آنکھوں سے کچھ وہ باتیں دکھلادیں جن کا ہم اُن سے وعدہ کررہے ہیں یا (اُن کے دکھلانے سے پہلے ہی) ہم آپؐ کو دُنیا سے اُٹھالیں، تو بہرحال آپؐ کا کام تو صرف (ہمارا پیغام) پہنچا دینا ہے، اور حساب لینا تو (خود) ہمارا کام ہے۔

خدا اور رسولِ خداؐ کے کاموں کی تقسیم

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا اپنے رسولؐ سے فرمارہا ہے کہ "ہم منکروں پر عذاب کب نازل کریں گے؟ یہ بات ہم سے متعلق ہے۔ آپؐ کو اِس سے بحث نہیں ہونا چاہیے۔ آپؐ تو بس اپنا کام کرتے رہیئے یعنی دین کی تبلیغ کرتے رہیئے اور حق کی طرف بُلاتے رہیئے اور بس۔ آپؐ کا بس یہی کام ہے۔

*..... (تفسیر بیان ۔ فصل الخطاب)

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے رسولؐ! تم اِس فکر ہی میں نہ پڑو کہ جن لوگوں نے آپؐ کے لائے ہوئے پیغام کو جھٹلایا ہے، اُن کا انجام کیا ہوگا؟ اور اُن کا انجام کب ظاہر ہوگا؟ آپؐ تو بس صرف وہ کام کریں جو آپؐ کے سپرد کیا گیا ہے منکرین کا انجام ہم پر چھوڑ دیں، ہم خود اُن سے خوب اچھی طرح نمٹ لیں گے۔

آیت میں بظاہر تخاطب تو رسولِ خداؐ سے ہے، مگر سُنانا مخالفین کو مقصود ہے، جو رسولؐ کو چیلنج کیا کرتے تھے کہ آخر وہ عذاب ہم پر کیوں نہیں اُتر آتا جس کی آپؐ ہم کو دھمکیاں دیا کرتے ہیں۔

*...... (تفہیم)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِى الۡاَرۡضَ (۴۱) کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اُس
نَـنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا ‌ؕ وَاللّٰهُ کے کناروں سے گھٹاتے ہوئے آتے ہیں
يَحۡكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكۡمِهٖ‌ ؕ وَ اور اللہ حکومت کر رہا ہے۔ اُس کے حکم
هُوَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ‏ ۝۴۱ اور فیصلوں کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔ (یا)

کوئی اُس کے فیصلوں پر نظرِ ثانی نہیں کرسکتا۔ اور وہ بڑی ہی تیزی سے جلدی حساب لینے والا ہے۔

★ مطلب یہ ہے کہ ہم زمین پر کفر کو گھٹاتے چلے آتے ہیں اور اسلام پھیلتا جاتا ہے۔
★...... (موضح القرآن)

★ کیا اہلِ مکہ نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کفر کو ہر طرف سے گھٹاتے جاتے ہیں اور اپنے رسولؐ کو کامیاب بنا کر (یعنی ہر طرف اسلام پھیلتا جارہا ہے اور کفر گھٹتا جارہا ہے)
★...... (جلالین)

علماء کی موت

مگر اس تفسیر پر یہ اعتراض ہے کہ اسلام کے پھیلنے کو زمین کا گھٹانا کیوں کہا گیا ہے؟ اسلام کا پھیلنا تو زمین کا پاک ہونا ہے۔ اِس لیے یہ تفسیر دل کو نہیں لگتی۔
تفسیر اہلِ بیتؑ میں اِس کے معنی یہ بیان کیے گئے ہیں کہ زمین کے اطراف کو گھٹانے سے مراد صاحبانِ علم کا دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ یعنی علماء کی موت جو زمین کا نقصانِ عظیم ہے۔
★...... (تفسیر علی ابن ابراہیم۔ فصل الخطاب۔ تفسیر تبیان)

آیت کا پیغام

یہ بھی ہے کہ "اے کافرو! کیا تم کو یہ بات دکھائی نہیں دے رہی ہے کہ اسلام کا اثر عرب کے کونے کونے تک پھیلتا جارہا ہے؟ اور چاروں طرف سے کافروں کا حلقۂ اثر گھٹتا چلا جارہا ہے۔ یہ سب مخالفین کی شامت کے آثار نہیں ہیں تو اور کیا ہے۔؟

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

پھر خدا کا یہ فرمانا کہ "ہم اِس سرزمین پر چلے آرہے ہیں" نہایت لطیف اندازِ بیان ہے۔ کیونکہ دعوتِ حق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اللہ دینِ حق پیش کرنے والوں کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اِس لیے خدا کے دین کے پھیلنے کو اللہ نے اس طرح فرمایا ہے کہ: "ہم خود اس سرزمین میں بڑھے چلے آرہے ہیں"

٭ . . . . (تفہیم)

زمین کے اطراف کو کم کرنے کے دوسرے کئی اور معنی :

زمین کے اطراف کو کم کرنے کے کئی وجوہ ذکر کیے گئے ہیں۔ (۱) کفار کو یہ بتانا مقصود ہے کہ دیکھو ہم زمین پر بسنے والوں کو موت کے ذریعے کم کرتے رہتے ہیں (اس لیے موت سے ڈرو اور ٹھیک ہو جاؤ) (۲) اگر ہم لوگوں کو موت نہ دیں تو زمین پر رہنے کی جگہ باقی نہ رہے۔ موت بھی خدا کی حکمت کا ثبوت ہے۔ (۳) دوسروں کی موت کو دیکھ کر تم مطمئن نہ ہو جاؤ۔ ایک دن تمھاری بھی باری آجائے گی (اس لیے نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے رہو۔ یہی موت کا جواب ہے) پس اپنے خالق کے پہچاننے میں سستی نہ کرو۔ (۴) زمین کے اطراف کو کم کرنے سے مراد و مقصد علماء و فقہاء و صلحاء کی موت ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ جب عالم مرتا ہے تو اسلام میں ایک ایسی کمزوری پیدا ہوتی ہے جس کو کوئی چیز پُر نہیں کر سکتی۔ (۵) یہ نہیں دیکھتے کہ ہم آباد زمین کو (تمھاری نافرمانی کی وجہ سے) بنجر بنا دیتے ہیں۔ پس آباد زمین کے اطراف کم ہو جاتے ہیں۔ ٭ . . . . (تفسیر انوار النجف)

★ حضورِ اکرمؐ جو بظاہر اس قدر کمزور تھے، اُن کا خدا کی تائید اور مدد سے رفتہ رفتہ پورے عرب پر غالب آجانا، لوگوں کا ہر طرف سے (باوجود سخت مخالفت کے) اُن کی صداقت پر ایمان لے آنا "تائیدِ غیبی" نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر آج بھی اسلام برابر پھیلتا ہی چلا جا رہا ہے۔ (اور کفر کی زمین رفتہ رفتہ گھٹتی جا رہی ہے اور امام مہدیؑ آکر کفر کو بالکل مٹا دیں گے)۔ . . . (ماجدی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ (۴۲) اور وہ لوگ جو اُن سے پہلے تھے
قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ وہ بھی بڑی بڑی چالیں چل چکے ہیں
يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ لیکن اصل فیصلہ کُن چال تو پوری کی
وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ پوری اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ
عُقْبَى الدَّارِ ۝ ۴۲ خوب جانتا ہے کہ کون کیا کچھ کما رہا ہے
اور بہت جلد حق کے انکار کرنے والوں کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کا انجام اچھا ہوتا ہے

خدا کے مکر سے مراد

خدا کے مکر کرنے سے مراد خدا کا عذاب ہے۔ ★.... (تفسیر قمیؒ)

عربی فصاحت و بلاغت میں اس کو "صنعتِ مشاکلت" کہتے ہیں۔ یعنی جو لفظ خدا نے کفار کے لیے استعمال فرمایا' بعینہٖ وہی لفظ خدا نے اپنے لیے بھی استعمال فرمایا۔ لیکن جو لفظ "مکر" اپنے لیے استعمال فرمایا اُس کے معنی عربی میں مکاری یا دغابازی کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے معنی یہاں مکاری کی سزا دینا ہے۔ ★.... (تفسیر قمیؒ ' القرآن المبین)

★ خدا کا فرمانا کہ: "سب ترکیبیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں" یعنی خدا ہر ترکیب کو توڑ پھوڑ سکتا ہے۔ اور بدمعاشوں کی ترکیبوں پر سزا دینا بھی خدا کے ہاتھ میں ہے' چاہے وہ ترکیبیں کتنی ہی خفیہ اور طاقتور کیوں نہ ہوں۔ خدا کے علم سے اوجھل یا طاقت سے باہر نہیں رہ سکتیں۔ کیونکہ خدا تو ہر وہ بات جانتا ہے جو کوئی بھی انسان کر رہا ہے۔ ★.... (فصل الخطاب)

آیت کا حاصلِ مطلب یہ ہے کہ (۱) یہ کوئی نئی بات نہیں ہے' کہ حق کی آواز کو دبانے کیلئے جھوٹ' فریب ظلم' مکاری' بدمعاشی کے ہتھکنڈے اور ہتھیار استعمال کیے جا رہے ہیں۔ پہلے بھی یہ کام ہو چکا ہے۔ ★.... (تفہیم)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۴۳ ع

(۴۳) اور یہ حق کے انکاری کہتے ہیں کہ آپؐ (خدا کے) بھیجے ہوئے پیغامبر نہیں ہیں۔ آپؐ کہہ دیجیے کہ: میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی بہت کافی ہے اور اُس شخص کی گواہی بھی (کافی ہے) جس کے پاس ہر کتاب کا علم ہے۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی سب سے بڑی فضیلت:

خدا آخر میں یہ فرماتا ہے: "مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ" یعنی: گواہی کے واسطے وہ شخص جس کے پاس (آسمانی) کتاب کا پورا علم ہے، کافی ہے۔ "تو وہ شخص" سے مراد اکثر مفسّرین کے نزدیک حضرت علیؑ کی ذات ہے۔ اسی لیے عاصمی نے زین الفتی میں، اور ثعلبی نے عبداللہ بن عطا سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام کہا کرتے تھے کہ:

"اُس شخص" سے مراد علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہیں۔"

★ .... (ینابیع المودۃ صفحہ ۱۰۲، ارجح المطالب صفحہ ۱۱۱، تفسیر سیوطی جلد ۴)

★ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اِس سے مراد عبداللہ بن سلام ہے، وہ غلط ہے۔ اِس لیے کہ یہ آیت مکّی ہے اور عبداللہ بن سلام مدینے میں ایمان لائے تھے۔ اسی لیے ابنِ منذر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام کی شان میں کوئی آیت نہیں اُتری۔

★ ..... (تفسیر سیوطی جلد ۴ صفحہ ۶۹ سطر ۲۰-۲۲ مطبوعہ مصر)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ: "اِس آیت میں خدا نے اِن الفاظ سے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

" اور وہ بھی کہ جس شخص کے پاس ہر کتاب کا علم ہے "۔ صرف ہم (اہلبیتِ رسولؐ) مراد ہیں۔ (یعنی اُن سے اوّلین مراد ہم ہیں) اور حضرت علی علیہ السلام جناب رسولِ خداؐ کے بعد ہم اہلبیتِ رسولؐ) میں سب سے افضل ہیں۔"

*....... (تفسیر صافی صفحہ ۲۶۲ بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی ' تفسیر مجمع البیان و الخرائج و الجرائح)

★ کسی شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کی سب سے بڑی فضیلت کیا ہے؟ آپؑ نے اِسی آیت کی تلاوت فرمائی ' اور پھر فرمایا: "مَنۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡكِتٰبِ" (یعنی جس شخص کے پاس ہر کتاب کا علم ہے ' (یا) جو اِس کتاب (قرآن) کا پورا علم رکھتا ہے) سے مراد ہم (اہلبیتِ رسولؐ) ہیں۔

*.... (احتجاج طبرسی)

★ حضرت رسولِ خداؐ سے جب اِن الفاظ کے معنی دریافت کیے گئے تو فرمایا: "یہ میرا بھائی علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہے۔"

*.... (المجالس)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن سلام کا خیال ہے کہ یہ الفاظ اُس کے باپ کے بارے میں نازل ہوئے ہیں۔"

حضرت امامؑ نے فرمایا: "وہ جھوٹا ہے۔ یہ الفاظ اور آیت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔"

*.... (تفسیر عیاشی)

★ خدا کا فرمانا کہ: "اور وہ (کافی ہے) جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔" اِس کے متعلق تین قول ہیں (۱) اِس سے مراد خدا ہے۔ (۲) اِس سے مراد وہ اہلِ کتاب ہیں جو ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام اور سلمان فارسیؓ وغیرہ۔ (۳) اِس سے مراد حضرت علیؑ اور ائمہ اہلبیتؑ ہیں۔ پہلا قول اِس لیے غلط ہے کہ آیت میں خدا نے پہلے ہی فرما دیا کہ "کہدو کہ اللہ گواہی کے لیے کافی ہے"۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

نیز یہ کہ قاعدہ کی رُو سے عطف اور معطوف علیہ دونوں الگ الگ ہونے چاہئیں، اور اہلِ کتاب اِس لیے نہیں مراد لیئے جا سکتے کہ اہلِ کتاب ہجرت کے بعد مدینے میں مسلمان ہوئے تھے جبکہ یہ آیت مکّی ہے۔ اِس لیے مکّہ میں اُن کی گواہی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اِس لیے تیسرا قول کہ اِس سے مراد حضرت علیؑ ہیں، یہی صحیح ہو سکتا ہے۔" باقی کوئی اور تفسیر درست نہیں ہو سکتی

*..... (تفسیر علی بن ابراہیم)

★ غرض تفسیرِ اہلِ بیتؑ میں "وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے" سے مراد ائمۂ اہلِ بیتؑ ہیں جو "راسخون فی العلم" ہیں، جو کتابِ الٰہی کے حقیقی عالم ہیں۔ ان میں رسولؐ کے بعد سب سے افضل حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

*..... (تفسیر علی بن ابراہیم، تفسیر تبیان)

★ جبکہ اکثر اہلِ سنّت کے نزدیک علمِ کتاب رکھنے والے سے مراد علماءِ یہود و نصاریٰ بھی ہیں۔

*..... (تفسیر جلالین)

★ اور حضرت علیؑ بھی مراد ہیں۔

*..... (تفسیر سیوطی جلد ۴ صفحہ ۶۹ مطبوعہ مصر)

اِن دونوں میں کیا فرق ہے

تفسیرِ صافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک آیت میں یہ ہے "اَلَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ" اور دوسری آیت میں ہے: "مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ" اِن دونوں میں کیا فرق ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اِن دونوں میں اتنا فرق ہے جتنا ایک مچھر کے پر کے اوپر آنے والے پانی اور سمندر کے پانی میں فرق ہے۔ پہلے کا علم (آصف بن برخیا کا علم) مچھر کے پر والے پانی کے قطرہ کی طرح ہے اور دوسرے علیؑ کا علم ایک موجزن سمندر کی طرح ہے۔ اور وہ علم ہمارے پاس ہے۔

*..... (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

خواصِ سورۃ ابراہیمؑ

(۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا:

"جو شخص ہر جمعہ کو اپنی کسی نماز کی دو۲ رکعتوں میں سورۃ ابراہیمؑ اور سورۃ حجر پڑھے گا' وہ فقر، دیوانگی اور اچانک آنے والی مصیبت سے محفوظ رہے گا' اور اگر بغیر نماز کے تلاوت کرے تو اُس کو بُت پرستوں اور موحّدوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ اجر ملے گا۔

٭...... (تفسیر انوار النجف)

(۲) اِس سورے کو سفید پارچہ پر لکھ کر بچّے کے گلے میں باندھ دیا جائے تو وہ رونے ڈرنے اور اُمّ الصّبیان سے محفوظ رہے گا۔ نیز اُس کا دودھ چھڑانا آسان ہوگا۔

٭...... (تفسیر برہان - خواص القرآن)

(۳) ابو درداء سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا:

"اِس سورۃ کی آیت ۱۲ کو سات بار پانی پر پڑھو اور اُس کے بعد کہو" فَاِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَكُفُّوْا شَرَّكُمْ وَاَذٰكُمْ عَنَّا۔" پھر اُس پانی کو اپنی خواب گاہ (مکان) میں چھِڑک دو تو رات بھر پِسّو، مچھر اور کھٹملوں سے محفوظ رہوگے۔

٭...... (تفسیر مجمع البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

آیاتہا ۵۲ — سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ — رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے، مدد طلب کرتے ہوئے جو سب کو فیض پہنچانے والا اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔ ◆

Presented by: https://jafrilibrary.com/

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○ ۱

(۱) الف۔ لام۔ را، یہ کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف اُتاری ہے، تاکہ آپ اُن کے پالنے والے مالک کے حکم اور توفیق سے لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں۔ جو ہر چیز پر غالب، عزت والا اور قابلِ تعریف ہے۔

الف۔ لام۔ را کی تفسیر

"الف۔ لام۔ را" میں "الف" اشارہ ہے آلاءُ اللہ یعنی اللہ کی نعمتوں کی طرف، اور "لام" اشارہ ہے لُطفُ اللہِ یعنی اللہ کے لطف و کرم کی طرف، اور "را" اشارہ ہے قرآن کی طرف۔ اب "الف۔ لام۔ را" کے معنی یہ ہوئے کہ خدا فرمارہا ہے

www.drhasanrizvi.com

"مجھے اپنی نعمتوں کی قسم کہ یہ میرے لطف و کرم کا تقاضا تھا کہ میں قرآن مجید کو نازل کروں۔"
★۔۔۔۔۔۔ (تاویلاتِ نجمیہ ۔ روح البیان)

★ امام ماتریدی نے لکھا کہ حروفِ مقطّعات ہماری آزمائش ہیں۔ مومن ان کی تصدیق کریگا اور کافر تکذیب۔
★۔۔۔۔ (کاشفی)

★ مفسّرین کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ حروفِ مقطّعات قرآن مجید کے مختلف نام ہیں۔ اِس طرح "الف۔ لام۔ را" بھی قرآن کا ایک نام ہے۔
★۔۔۔۔۔ (روح البیان)

(اصل بات تو یہ ہے کہ حروفِ مقطّعات اللہ اور رسول اللہؐ کے درمیان خفیہ کلام ہے۔ جب تک وہ خود ظاہر نہ فرمائیں قیاس آرائی ہے۔) ★ (مؤلف)

ظلمات سے مراد

ظلمات یعنی اندھیروں سے مراد گمراہی ہے۔ گمراہیوں یا اندھیروں کی تین بڑی قسمیں ہیں (۱) کفر (۲) جہالت (۳) شک و شبہ۔

اسی طرح نور یعنی "ہدایت" کی بھی تین بڑی قسمیں ہیں۔ (۱) ایمان (۲) علم (۳) یقین۔

جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اللہ نے نور اور ظلمات کے ستّر حجابات بنائے ہیں۔ اگر وہ حجابات کھل جائیں تو اُن کی تجلّیات ساری مخلوقات کو جلا دیں۔ ان حجابات سے خدا کی توفیقات ہی انسان کو نکال سکتی ہیں۔ اِسی لیے فرمایا: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔"
۲۵۷ - ۲ - پ

یعنی: خدا ہی مومنین کا سرپرست ہے، جو اُنھیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لیجاتا ہے۔ (آیت الکرسی) (سورۃ البقرۃ)

★ غرض اندھیروں سے نکالنے کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان ظلماتِ جسمانیہ (ادنیٰ اور بُری خواہشات کے) اندھیروں سے نکلے گا تو اُسے اللہ کا راستہ ملے گا۔ خدا حمید ہے۔ یعنی اپنی جلالیت اور جمالیت کے کمال کی وجہ سے عزت اور کبریائی کے پردوں میں محجوب ہے، اور بندہ اُس تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ان حجابات سے نہ نکلے۔
★۔۔۔۔ (روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ (۲) وہی اللہ ہر اُس چیز کا مالک ہے جو
وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَوَیْلٌ کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین
لِّلْکٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ ۙ ۲ میں ہے اور سخت تباہ کن سزا ہے اُن کے
لیے جو (اِس ٹھوس حقیقت کا) انکار کرتے ہیں۔

الَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوۃَ (۳) جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح
الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَیَصُدُّوْنَ دیتے ہیں، جو اللہ کے راستے سے (لوگوں کو)
عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا روکتے ہیں۔ اور اللہ کے راستے کو (اپنی
عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ ۳ مرضی کے مطابق) ٹیڑھا بنا دینا چاہتے
ہیں۔ یہی لوگ گمراہی میں بہت ہی دور نکل چکے ہیں۔ (زیادہ گمراہ ہو گئے ہیں)۔

(آیت ۳) یَصُدُّوْنَ کے عربی میں دو معنی ہوتے ہیں۔ (۱) منھ موڑ کر چلے جانا۔
(۲) راستے سے روکنا۔ یہاں پر زیادہ مناسب "لوگوں کو راستے سے روکنا ہے۔"
*..... (تفسیر تبیان - فصل الخطاب)

دنیاوی زندگی کا اصل مقصد

خدا کا فرمانا: "جو دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔" اِن الفاظ سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ دنیا کی محبت سرے سے ممنوع نہیں۔ کیونکہ دنیا ماں کی حیثیت رکھتی ہے جس کی گود میں ہم پلتے ہیں۔ اِس لیے اِس کی محبت فطری ہے۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا:

Presented by https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

"کسی کو اُس کی ماں سے محبت کرنے پر بُرا بھلا نہیں کہا جا سکتا۔ اِس لیے دنیا سے محبت کرنا عیب نہیں ہو سکتا۔"

دنیا کی تعریف میں فرمایا: جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے دنیا کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "بلا شبہ دنیا اُس شخص کے لیے جو باور کرے، سچائی کا گھر ہے اور جو اُس کی ان باتوں کو سمجھے اُس کے لیے امن و عافیت کی منزل ہے اور جو اُس سے زادِ راہ حاصل کرلے، اُس کیلئے دولتمندی کی منزل ہے۔ جو اس سے نصیحت حاصل کرے، اُس کے لیے وعظ و نصیحت کا محل ہے۔ وہ دوستانِ خدا کے لیے عبادت کی جگہ، اللہ کے فرشتوں کے لیے نماز پڑھنے کا مقام، وحیِ الٰہی کی منزل اور اولیاءِ خدا کی تجارت کی جگہ (تجارتی منڈی) ہے۔ انھوں نے اس میں اللہ کے فضل و رحمت کا سودا کیا، اور اس میں رہتے ہوئے جنّت کو فائدے میں حاصل کیا۔ تو اب کون ہے جو دنیا کی بُرائی کرے؟ جبکہ اُس نے اپنے جُدا ہونے کی خبر دیدی ہے، اور اپنے بسنے والوں کی موت کا اعلان کر دیا ہے، اور مسرّتوں سے آخرت کی مسرّتوں کا شوق دلایا ہے۔ وہ رغبت دلانے، ڈرانے، اور متنبّہ کرنے کے لیے شام کو امن و عافیت کا اور صبح کو درد و اندوہ کا پیغام لے کر آتی ہے۔ تو جن لوگوں نے شرمسار ہو کر صبح کی وہ اُس کی بُرائی کرنے لگے، اور دوسرے لوگ قیامت کے دن اُس کی تعریف کریں گے کہ دنیا نے اُن کو آخرت کی یاد دلائی تو انھوں نے یاد رکھا، اور اُس نے اُنھیں خبر دی تو اُنھوں نے تصدیق کی، اور اُس نے اُنھیں پند و نصیحت کی، تو اُنھوں نے پند و نصیحت حاصل کی اور فائدہ حاصل کیا۔) .... (نہج البلاغہ)

اللہ کے راستے کو ٹیڑھا بنا دینے کے معنی (۱) اللہ کے دین میں اپنی طرف سے اُلٹی سیدھی باتیں شامل کرنا (۲) دین کے مسائل میں شکوک پیدا کر دینا۔ (۳) دین کے ذریعہ اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنا (۴) اور غلط سلط تاویلات کر کے لوگوں کو دین سے بدظن کر دینا، ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر)

★ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو لوگ دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بناتے ہیں، اور حکّام جور کے مفادات کی تائید کرتے ہیں وہ اللہ کے راستے کے ڈاکو ہیں۔ ..... (الکافی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ (۴) ہم نے نہیں بھیجا کوئی پیغمبرؐ مگر
اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ اپنی ہی قوم کی زبان میں (باتیں کرنے
لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ والا) تاکہ وہ اُن کو صاف صاف (ہمارا
يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ پیغام) سمجھائے۔ تو اب اللہ جسے چاہتا ہے
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴ گمراہی کا حکم لگاتا ہے (یا) گمراہی میں
چھوڑ دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے منزلِ مقصود تک پہنچاتا ہے۔ (کیونکہ) وہی
زبردست طاقت والا، عزت والا اور گہری مصلحتوں کے مطابق بالکل ٹھیک
کام کرنے والا ہے۔

اللہ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے

ا؎ "اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے"

آیت کا واضح مطلب یہ ہے کہ جب رسولؐ اُن کو اُنہی کی زبان میں سمجھائیں گے تو اُن پر حجت تمام ہو جائے گی۔ اب اتنے واضح طور پر سمجھانے کے بعد بھی جو سیدھے راستے پر نہ آئے گا تو اُسے خدا گمراہ قرار دیگا اور جو رسولؐ کی واضح سچائی باتوں کو سمجھ کر سیدھے راستے پر آجائے گا، وہ نجات پائے گا۔

*...... (تفسیر تبیان فصل الخطاب)

رسولِ اکرمؐ کی دو حیثیتیں

۲؎ کیونکہ جنابِ رسولِ خداؐ کے مخاطبینِ اوّل عرب تھے، اس لئے عربی زبان میں قرآن نازل ہوا۔ مگر رسولِ اکرمؐ کی دوسری حیثیت رہبرِ عالم کی ہے، اس لئے قرآن میں اس حیثیت کو کئی کئی طرح سے واضح کیا گیا۔ مثلاً رسولؐ کو تمام عالمین کے لیے رحمت قرار دیا گیا۔ "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ"

*...... (ماجدی)

۳؎ بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی، تمام بولہبی است
(اقبال)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ○ (۵)

ہم نے موسٰیؑ کو بھی اپنی نشانیوں، معجزوں اور دلیلوں کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ وہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کیطرف لائیں۔ اور اُنھیں "اللہ کے دن" یاد دلائیے۔ حقیقتاً اُن میں بڑی حقیقتیں دلیلیں اور نشانیاں ہیں، ہر اُس شخص کے لیے جو بڑا صبر اور شکر کرنے والا ہو۔

اَیّامِ اللّٰہِ؟ یعنی: "اللہ کے دن" اللہ کے دنوں سے خاص طور پر مراد تین دن ہیں۔

(۱) موت کا دن (۲) قیامت کا دن (۳) ظہورِ مہدیؑ کا دن۔

(تفسیرِ صافی صہ ۲۶۳ بحوالہ تفسیر قمی تفسیر علی ابن ابراہیم)

★ "صبّار" مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بڑا صبر کرنے والا، صبر پر بڑا قائم رہنے والا۔ جب صبر کرنے میں مجاہدہ اور تکلیف اُٹھانے کا پہلو واضح طور پر شامل ہو جائے تو "صبّار" کہتے ہیں۔

(مفرداتِ امام راغب)

★ اللہ کے دنوں سے مراد (۱) وہ دن بھی ہیں جن دنوں میں دینِ خدا کو تقویت پہنچانے والا کوئی کام کیا گیا ہو، (۲) خدا کی راہ میں قربانیاں دی گئی ہوں۔ (۳) یا وہ دن بھی مراد ہیں جن دنوں میں انبیاءِ کرامؑ کی بددعا، یا اُمتوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خدا کا عذاب اُترنے کے دن (۴) یا اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر انعامات اُترنے کے دن (۵) اور اللہ تعالیٰ کی معصیت پر عذاب اُترنے کے دن

(تفسیر علی بن ابراہیم)

محققین نے نتیجے نکالے (۱) ایسے تمام دن قابلِ ذکر ہیں اور اس قابل ہیں کہ اُن کی

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اہمیت اور یاد کو تازہ رکھا جائے۔ (۲) اور اس سے نسبت کی اہمیت بھی ثابت ہوگی۔
★ ۔۔۔۔۔۔ (فصل الخطاب)

★ خدا کے دنوں میں وہ دن بھی شامل ہیں جن میں خدا کے قانونِ جزا و سزا کا اظہار ہوا ہو۔

★ اور ان دنوں میں امام مہدیؑ کے ظاہر ہونے کے دن بھی شامل ہیں۔
★ ۔۔۔۔۔۔ (بقول امام محمد باقرؑ از تفسیر صافی)

خدا کی نعمتوں کی ترتیب بزبانِ ولایت

خدا کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کے سلسلے میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز جنابِ رسولِ خداؐ مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے کہ خدا کی نعمتوں کا ذکر چھڑ گیا تو حضورؐ نے اپنے اصحاب سے پوچھا: بتاؤ، تم پر خدا کی سب سے پہلی نعمت کونسی ہے؟ اصحاب نے جان و مال و رزق و اولاد و ازواج کو گننا شروع کیا۔ جب سب گن کر خاموش ہو گئے تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے دریافت فرمایا کہ اے علیؑ! اب تم بتاؤ اللہ کی پہلی نعمت کونسی ہے؟ آپؑ نے عرض کیا کہ "میں کچھ نہ تھا اور اس نے وجود عطا فرمایا۔" آنحضرتؐ نے فرمایا: دوسری؟ عرض کیا: "اس نے مجھے زندگی بخشی۔" آپؐ نے فرمایا: تیسری؟ عرض کیا: "اس نے مجھے اچھی شکل و صورت عطا فرمائی۔" آپؐ نے فرمایا: چوتھی؟ عرض کیا: "اس نے مجھے فکر کرنے والا بنایا، غافل نہیں بنایا۔" آپؐ نے فرمایا: پانچویں؟ عرض کیا: "اس نے مجھے سوچنے کی قوتیں عطا فرمائیں۔" آپؐ نے فرمایا: چھٹی؟ عرض کیا: "اس نے مجھے اپنے دین کی طرف ہدایت فرمائی کہ میں گمراہ نہیں ہوں۔" پھر حضورؐ نے فرمایا: ساتویں؟ عرض کیا: "اس نے میرے لیے بازگشت ایسی بنائی کہ پھر میں وہاں فنا نہ ہوں گا۔" پھر فرمایا: آٹھویں؟ عرض کیا: "اس نے مجھے آزاد بنایا، غلام نہیں بنایا۔" پوچھا: نویں؟ عرض کیا: "اس نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزیں میرے لیے پیدا کیں۔" حضورؐ نے پھر سوال کیا کہ دسویں؟ عرض کیا: "اس نے مجھے مرد اور حاکم بنایا، عورت نہیں بنایا۔" حضورؐ نے فرمایا: آگے بیان کرو۔ عرض کیا: حضورؐ! خدا کی نعمتیں حد و شمار سے باہر ہیں۔" پس یہ سن کر آنحضرتؐ کے چہرۂ نورانی

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

پر مسکراہٹ ظاہر ہوئی، آپؐ بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا: "اے علیؑ! تم کو یہ علم و حکمت مبارک ہو، تم ہی تو میرے علم کے وارث اور اُمّت کے معلّم ہو۔ جو تمھاری اتباع کرے گا وہ صراطِ مستقیم پر ہوگا، اور جو تمھیں چھوڑ دے گا، وہ ذلیل ہوگا۔" (ملخص)

...... ★ (از تفسیر برہان۔ امالی شیخ، تفسیر انوار النجف)

جنابِ رسولِ خداؐ کی فضیلت

خدا نے حضرت موسیٰؑ کے لیے تو یہ فرمایا کہ: "تاکہ وہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں۔" اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی، جبکہ حضور اکرمؐ کے لیے ارشاد فرمایا: "رحمۃً للعالمین"۔ یعنی حضور اکرمؐ تمام عالمین کے لیے رحمت ہیں۔"

...... ★ (روح البیان)

نتیجے

آخر میں خدا کا فرمانا: "ہر اُس شخص کے لیے جو بڑا صبر اور شکر کرنے والا ہے۔" اِس سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ ایمان کے دو اجزا ہیں (۱) صبر (۲) شکر۔

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "دین کے دو حصّے ہیں۔ آدھا "صبر" اور آدھا "شکر"۔"

...... ★ (الکافی)

(۲) اللہ کی نعمتیں تو سورج سے بھی زیادہ روشن ہیں، مگر کیونکہ اُن سے اصل فائدہ مومن ہی کو ہوتا ہے، اِس لیے خدا نے یہاں مومنین ہی کا ذکر کیا ہے۔

...... ★ (روح البیان)

مسائلِ سلوک اور نتائج

(۱) حقیقت یہ ہے کہ گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کی روشنی کی طرف خود خدا ہی نکالتا ہے لیکن اِس کے باوجود خدا کا اندھیروں سے نکالنے کی نسبت رسولؐ کی طرف دینا بتاتا ہے کہ ہدایت اور رہنمائی کسی نہ کسی حد تک شیخ سے بھی متعلق ہوتی ہے۔

(۲) نیز خدا کا یہ فرمانا کہ: "خدا کی سزاؤں کے دن یاد دلائیے"۔ اِس سے عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ: خدا کی طرف کی مصیبتوں میں بھی ہمارے لیے نفع اور تربیت کا سامان ہوتا ہے۔ ★ ...... (تھانوی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا (٦) نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۧ ع ۲ ۱۴

اور جب موسٰیؑ نے اپنی قوم سے کہا: "اللہ کی اُس نعمت اور احسان کو تو یاد کرو جو تم پر ہے کہ جب اُس نے تمھیں فرعون والوں سے چھڑایا جو تم کو سخت تکلیفیں اور سزائیں دیتے تھے (حتّٰی کہ) تمھارے بیٹوں کو تو ذبح کرتے تھے اور تمھاری عورتوں (بیٹیوں) کو زندہ بچا رکھتے تھے۔ اور اِس میں تمھارے مالک کی طرف سے تمھارا بہت ہی بڑا امتحان تھا۔

خدا کی محبّت پیدا کرنے کا طریقہ

اللہ نے حضرت موسٰیؑ پر وحی بھیجی کہ میرے بندوں کے دل میں میری محبّت پیدا کرو۔ حضرت موسٰیؑ نے پوچھا: "میں کیسے تیری محبّت اُن کے دلوں میں پیدا کروں جبکہ دل تیرے اختیار میں ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"انھیں میری نعمتیں یاد دلاؤ۔"

علماء نے اِسی بناء پر یہ حکم دیا ہے کہ دوست و احباب سے بات کرتے وقت ایسے الفاظ کہنے چاہئیں جو خدا کی نعمتوں کو یاد دلائیں اور اُس کی رحمت، لُطف اور مہربانیوں کی اُمید دلائیں۔

★ .... (روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ (۷) شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ○ ،

پھر جب تمہارے مالک نے تمھیں خبر دی کہ: "اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں اور زیادہ دوں گا۔ اور اگر تم ناشکرے بنو گے تو یقین جانو کہ میری سزا بھی بہت ہی سخت ہے۔

دل سے اقرارِ نعمت، شکرِ نعمت ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص دل سے اس بات کا اقرار کرے کہ ہر نعمت خدا کی عطا ہے، تو قبل اس کے کہ وہ زبان سے اللہ کا شکریہ ادا کرے، وہ اللہ کی طرف سے زیادتیِ نعمت کا مستحق بن جاتا ہے، اور اللہ کی کوئی چھوٹی بڑی نعمت ایسی نہیں ہے کہ دل و زبان سے الحمد للہ کہنے سے اُس کا شکریہ ادا نہ ہو جاتا ہو۔"

*۔۔۔۔ (تفسیر صافی ص۲۶۴ بحوالہ کافی)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کفر کی پانچ قسموں میں سے تیسری قسم کفرانِ نعمت ہے۔ جیسا کہ خود خدا نے ارشاد فرمایا ہے: "وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ" اگر تم کفرِ نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔"

*۔۔۔۔ (تفسیر صافی ص۲۶۴ بحوالہ کافی)

★ جس قدر خدا کی نعمتوں پر شکر ادا کیا جائے گا اسی قدر نعمتوں میں اضافہ ہوگا۔ شکر کے معنی

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

نعمت عطا کرنے والے کی عطاؤں کا اعتراف کرنا، اُس کی تعظیم کرنا، اُس کی تعریف کرنا، اُس کی اطاعت کرنا، اُس کی ناراضگی سے بچنا، اُس کو راضی کرنے کی کوشش کرنا ہوتا ہے۔

* ...... (تفسیر کبیر امام رازی)

عرفاء کے نزدیک شکر کے معنی

عرفاء کے نزدیک شکر کے معنی خود کو ناگوار اور مشکل احکاماتِ الٰہی کی اطاعت پر آمادہ کرنا، مصیبتوں پر غیر اللہ سے شکایت نہ کرنا، نعمتوں اور پسندیدہ نتائج پر خدا کی تعریف کرنا، اسباب کے حجابات سے گذر کر اپنے رب کو فاعلِ حقیقی سمجھنا، خدا کے سامنے ادب سے دل و نگاہ جھکائے رکھنا، یعنی تسلیم و رضا سے کام لینا۔

* ...... (ماجدی)

شکر کا نتیجہ

کاشفی نے لکھا کہ ابو علی جرجانیؒ نے کہا کہ خدا کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ اگر تم اسلام کی نعمت پر شکر کرو گے تو میں تمھیں ایمان کی نعمت عطا کروں گا، اگر ایمان کی نعمت پر شکر کرو گے تو تقویٰ کی نعمت عطا کروں گا، اگر تقویٰ کی نعمت پر شکر کرو گے تو احسان کی نعمت عطا کروں گا، احسان کی نعمت پر شکر کرو گے تو تمھیں خلوت گاہِ خاص کے مشاہدات سے نوازا جائے گا۔

اِس سے ثابت ہوا کہ شکر کرنا درجات کی ترقی کا سبب بنتا ہے۔

* ...... (کاشفی)

* شکر کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ خدا فرما رہا ہے کہ "اگر تم خدا کی توفیقات و نعمات کا شکر ادا کرو گے تو ہم سے قریب ہو جاؤ گے۔ جب تم ہم سے قُرب کا شکریہ ادا کرو گے تو ہم خود تم سے قریب ہو جائیں گے، پھر اگر تم ہمارے اِس قُرب کا بھی شکریہ ادا کرو گے تو ہم تمھیں اپنی محبت سے نوازیں گے اگر اِس محبت کا شکر ادا کرو گے تو ہم خود تم سے محبت کریں گے۔ پھر اگر ہماری اِس محبت کی قدر کرو گے تو ہم تمھیں بقا، عطا فرمائیں گے، اگر تم اِس پر بھی خوش ہو گے تو ہم تمھیں وحدت کا درجہ دیں گے اِس پر بھی شکر کرو گے تو ہم تمھیں شکر پر صبر کرنے اور صبر پر صبر کرنے اور صبر پر شکر کرنے کے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

درجات عطا فرمائیں گے، تاکہ تم صبور و شکور کے بلند ترین منازل تک پہنچ جاؤ۔

*۔۔۔۔۔۔ (تاویلات نجمیہ)

چھ کام، چھ نعمتیں

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "جسے چھ کام کرنے کی توفیق ملی وہ چھ نعمتوں سے محروم نہ رہے گا۔

(۱) جسے شکرِ خدا ادا کرنے کی توفیق نصیب ہوئی، وہ نعمتوں میں اضافے سے محروم نہ رہیگا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ: "اگر تم شکر کرو گے تو میں تمھیں زیادہ دوں گا۔"

(۲) جسے صبر کرنا نصیب ہوا، وہ اس کے ثواب سے محروم نہ رہے گا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ: "بے شک صبر کرنے والوں کو بلاحساب ثواب عطا ہو گا۔"

(۳) جسے توبہ کرنا نصیب ہو، وہ خدا کی معافیوں اور بخششوں سے نوازا جائے گا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے" اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔"

(۴) جو خدا سے مغفرت طلب کرے گا، اُس کو خدا اپنی رحمتوں سے ڈھک لے گا۔ کیونکہ خدا ارشاد فرماتا ہے: "اپنے مالک سے استغفار کرو، حقیقتاً وہ بہت معاف کرنے والا ہے"۔

(۵) جو خدا سے دُعاء مانگے گا، اُس کی دُعاء قبول ہوگی۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے: "مجھ سے دُعاء مانگو، میں قبول کروں گا۔"

(۶) جو خدا کی راہ میں خرچ کرے گا، اللہ اُس کو اُس کا بہترین بدل عطا فرمائے گا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: "اور جو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے اُس کو اُس کا بدلہ ملتا ہے۔"

*۔۔۔۔۔۔ (روح البیان)

نکتہ

خدا نے شکر کرنے پر تو فرمایا کہ: "میں اور زیادہ دوں گا" اور ناشکری کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ میں سزا دوں گا، بلکہ صرف یہ فرمایا کہ "میری سزا بہت سخت ہے"۔ یعنی جب عطا کو فرمایا تو فعل کی نسبت اپنی طرف دی، مگر جب سزا کا ذکر فرمایا تو اسلوب ہی بدل دیا۔

*۔۔۔۔۔۔ (روح البیان بقول سعدی مفتی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ مُوۡسٰٓى اِنۡ تَكۡفُرُوۡۤا اَنۡتُمۡ (٨) اور موسیٰ نے کہا: "اگر تم اور سارے

وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ۙ کے سارے زمین میں رہنے والے خدا کی

فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ حَمِيۡدٌ ○ ٨ نعمتوں کا انکار (یا) ناشکری کریں

تو اللہ (بھی اُن سب سے) بے نیاز ہے۔ (یعنی اُسے اُن کے ماننے

نہ ماننے، شکر کرنے اور نہ کرنے کی کوئی پرواہ یا ضرورت نہیں کیونکہ)

وہ خود اپنی ذات میں آپ (ہی بغیر کسی تعریف کرنے والے کے از خود)

قابل تعریف ہے۔

معرفتِ خداوندی اور شکر کے فوائد

خدا نے اس موقع پر خود کو "غنی" یعنی "بے نیاز اور لاپرواہ" فرما کر یہ بتا دیا کہ تمھاری ناشکریوں سے خدا کو مطلق کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ اور خود کو "حَمِیۡدٌ" یعنی قابلِ تعریف فرما کر یہ بتا دیا کہ خدا تمھاری تعریف کرنے کی وجہ سے قابلِ تعریف نہیں ہے، بلکہ از خود اپنی ذات وصفات کی وجہ سے قابلِ تعریف ہے، خواہ کوئی اُس کی تعریف کرے یا نہ کرے۔ غرض وہ تمھاری کسی قسم کی تعریف کا محتاج نہیں ہے۔

اب رہا تمھارا شکر ادا کرنا، اور خدا کی تعریف کرنا، تو یہ عمل خود تمھارے اپنے لیے بے حد مفید ہے۔ کیونکہ اس سے تمھاری بندگی ثابت ہوتی ہے، اور تمھاری نعمتوں میں اور خدا کی طرف کی توفیقات میں اضافہ ہوتا ہے۔

(ماجدی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ (۹)
قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۛ
وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا يَعْلَمُهُمْ
اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ
اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا
بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ
شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ
مُرِيْبٍ ۝ ۹

کیا تمھیں اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو
تم سے پہلے گذر چکے ہیں (مثلاً) نوحؑ کی
قوم والے، عاد اور ثمود، اور وہ جو ان سے
بھی پہلے تھے، جنھیں سوائے اللہ کے کوئی
جانتا تک نہیں، اُن کے پاس جب
اُن کے (زمانے کے) پیغامبر صاف صاف
باتیں اور کھلی ہوئی واضح نشانیاں، دلیلیں
اور معجزات لیکر آئے، تو اُنھوں نے اپنے ہاتھ
(سخت غصّے کے عالم میں) اپنے منھ میں دبالیے

(یا) اُنھوں نے اپنے ہاتھ اُن (رسولوں) کے منھ میں ٹھونس[۱] دیئے اور کہنے لگے کہ جس پیغام کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو، ہم تو اُسے بالکل نہیں مانتے (کیونکہ) ہم ہر اُس چیز پر بہت شک کرتے ہیں جس کی طرف تم ہمیں بُلاتے ہو۔ (اور تمھاری باتیں ہمیں سخت) پریشان کرنے والی ہیں۔

Presented by https://jafrilibrary.com/

[۱] ''اپنے ہاتھ اپنے منھ میں دبالینے'' کے معنی؛ بہت سے ہیں مثلاً:
(۱) تعجب کے سبب سخت حیران ہونا ★ ... (فتح الرحمٰن)
(۲) سخت غصّہ کرنا۔ جیسے اردو میں کہتے ہیں اپنی بوٹیاں نوچ لیں۔ ★ ... (جلالین)

www.drhasanrizvi.com

(۳) تکذیب اور مذاق کرتے ہوئے اپنی زبان بند کرنے کے لیے منہ میں انگلیاں لے لیں تاکہ کہیں کسی حق بات کا اقرار نہ ہو جائے۔
★ ..... (تفسیر تبیان)

(۴) اپنے ہاتھ رسولوںؑ کے منہ میں ٹھونس دینا، تاکہ وہ بول نہ سکیں۔
★ ..... (القرآن المبین)

(۵) غصہ میں اپنی انگلیاں چبانا۔

(۶) بُری طرح انکار کرتے ہوئے اپنا منہ بند کر لینا۔
★ ..... (تفسیر تبیان)

(۷) ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ۔

(۸) اپنے ہاتھ اُن کے منہ پر رکھ لیے۔ تاکہ وہ بول نہ سکیں۔
★ ...... (تفسیر انوار النجف)

★ عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ پیغمبروںؑ کا انکار ہی نہیں، بلکہ اُن کی بے ادبی کرنا بھی ایک عظیم جرم ہے۔
★ ... (ماجدی)

★ دعوتِ حق کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ جب کلمۂ حق بلند ہوتا ہے تو ایک قسم کی کھلبلی مچ جاتی ہے۔ حق کا انکار کرنے والے اپنے مفادات پر ضرب پڑنے کی وجہ سے انکار پر انکار کرتے ہیں، مگر خود اُن کی عقل و ضمیر کی چٹکیاں اُن کو سخت پریشان کرنے لگتی ہیں۔ جس کا انجام یہ ہوتا ہے، کہ حق کا انکار کرنے والے خود ہی چین و سکون سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ★..... (تفہیم القرآن)

★ خدا کا فرمانا: "جنھیں سوائے اللہ کے کوئی جانتا تک نہیں"۔ اِس سے عبداللہ ابنِ مسعود نے نتیجہ نکالا کہ نسّاب جب یہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت آدمؑ تک نسب بیان کرتے ہیں، تو وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اِس لیے کہ اللہ نے اِس علم کی بندوں کے لیے نفی فرمائی ہے۔ ★ .... (روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ ۱۰

(۱۰) اُن کے رسولوں نے کہا: کیا تمھیں اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ تو تمھیں (اس لیے اپنی طرف) بلاتا ہے تاکہ تمھارے گناہ معاف کردے اور تمھیں ایک مقررہ مدت تک کے لیے (امتحانِ عمل کی) مہلت دے دے"۔ انھوں نے جواب دیا: "تم کچھ بھی تو نہیں ہو مگر یہ کہ بس ہم جیسے ہی آدمی ہو۔ تم چاہتے یہ ہو کہ ہمیں اُن معبودوں کی بندگی سے روک دو جن کی بندگی ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ تو لاؤ ہمارے پاس کوئی کھلا ہوا معجزہ"۔

مشرک اور کافر ذہنیت

مشرکوں اور کافروں کو خدا کا دیوتا یا اوتار کے جسم میں داخل ہوجانا تو بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے لیکن کسی انسان کا خدا سے ایسا تعلق ہونا کہ وہ خدا کا پیغام وصول کرسکے، جبکہ وہ اور انسانوں کی طرح بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہو، سوتا جاگتا بھی ہو، شادیاں بھی کرتا ہو، قطعاً سمجھ میں نہیں آتا۔ اُن کے نزدیک بھلا ایسا انسان کس طرح زمین پر خدا کا نمائندہ بن سکتا ہے؟ اس لیے مشرک و کافر ذہنیت کے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ کسی انسان کو دیوتا کے مرتبے تک نہ پہنچائیں۔ ★..... (ماجدی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اثباتِ وجودِ باری تعالیٰ

خدا کے وجود کے ثبوت کے سلسلے میں (حضرت امام جعفر صادق کے ایک شاگرد) امام ابوحنیفہ نے ایک زندیق سے کہا کہ "میں نے ایک کشتی دیکھی تھی جو اسباب سے بھرپور تھی، اور ملّاح کے بغیر چل رہی تھی۔ زندیق نے کہا: "اس کو عقل نہیں مان سکتی۔"

اس پر امام ابوحنیفہ نے فرمایا: "ایک معمولی کشتی تو ملّاح کے بغیر چل نہیں سکتی، پھر بھلا یہ کائنات کے چودہ افلاک و کواکب علوی و سفلی نظام بغیر کسی چلانے والے کے کیسے چل سکتا ہے؟"

٭ ۔۔۔۔ (روح البیان)

عقیدۂ توحید اور اُس کے نتائج

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کا موجود ہونا خود اس بات کی دلیل ہے کہ اِن کا کوئی پیدا کرنے والا ہے اور وہ ایک ہے۔ اتنی بڑی دلیل ہوتے ہوئے اتنی عظیم حقیقت پر شک کرنا بڑی تعجب کی بات ہے۔ اور نبیؐ کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ: "اے کافرو! تم لوگ جو ہمارے توحید کی طرف بلانے کو ہمارا اپنا دعویٰ سمجھتے ہو، یہ غلط ہے۔ اگرچہ توحید کا پیغام اتنا معقول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی رائے سے بھی دوسروں کو اس فکر کی طرف بلائے تو بھی مناسب ہوگا، لیکن ہمیں تو خدا ہی نے اس کام کا حکم دیا ہے، تاکہ تم اس کو قبول کرو، اور اس کی برکت سے خدا تمھارے پچھلے گناہ معاف فرما دے، اور تمھیں تمھاری عمر کی مدت تک خیر و خوبی کی زندگی عطا فرمائے۔ یعنی تمھیں دونوں جہانوں میں توحید کے ماننے کا اجر عطا فرمائے۔

توحید کا عقیدہ دنیا میں اس لیے مفید ہے کہ خدا تمھیں اس کی وجہ سے اچھی زندگی عطا فرمائے گا۔ اور آخرت میں اس لیے فائدے مند ہے کہ وہ تمھارے گناہ معاف فرما کر اپنی رحمتوں میں ڈھک لے گا۔ اس طرح توحید اور رسالت دونوں کا بیان ہوگیا۔

٭ ۔۔۔۔ (تھانوی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ (۱۱)

اس پر اُن کے رسولوں نے اُن سے کہا: "واقعی ہم نہیں ہیں مگر تمہاری ہی طرح کے ایک بشر (آدمی)، مگر اللہ اپنے بندوں میں سے جسے بھی چاہتا ہے (اپنے فضل وکرم سے) نواز تا ہے۔ اور ہمارے لیے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ہم کوئی معجزہ پیش کریں، مگر اللہ کی اجازت سے اور ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com

نبوّت کی حقیقت

منکرینِ نبوت کا یہ اصول اور مقدمہ تو بالکل ٹھیک ہے کہ نبی بشر جیسے ہوتے ہیں۔ مگر اُن کی دوسری منطق کہ جو بشر ہو وہ نبی یا رسول نہیں ہو سکتا، بالکل لغو اور غلط ہے اور یہ منطق بھی بالکل غلط ہے کہ نبی کا انسان جیسا ہونا صرف اور صرف ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے ہے، یا عبودیت کے لحاظ سے ہے۔ تمام انبیاء ہمارے جیسے انسان ہیں، خدا کے بندے ہیں، خدا کے شریک نہیں، مافوق البشر بھی نہیں، البتہ اُن کا ہمہ وقت تعلق اللہ سے جڑا ہوا ہے۔ وہ صاحبانِ وحی ہیں کمالِ اطاعت پر فائز ہیں، نمونۂ کامل ہیں، واجب الاطاعت ہیں، اور اسی اعتبار سے ہم سے بہت بلند درجے کے انسان ہیں

بہ ۔ ۔ ۔ (ماجدی)

سے "چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک" (مٹی کو عالمِ پاک سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔)

www.drhasanrizvi.com

توکّل کی علامات اور تعریف

سے مُتوکّلین یعنی اللہ پر بھروسہ کرنے والے۔

متوکل۔ یعنی اللہ پر بھروسہ کرنے والے کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ اپنی مشکلات سے بچنے کے لیے خدا کی نافرمانی نہیں کرتا۔

★۔۔۔۔ (روح البیان)

(۱) ★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: شیطان کہتا ہے کہ تمام لوگ میرے قبضے میں ہیں مگر پانچ قسم کے آدمی ایسے ہیں جن کا میرے پاس کوئی علاج نہیں، کسی حیلے سے میں انھیں اپنے قابو میں نہیں لا سکتا۔ اوّل وہ جو نیک نیتی سے اپنے کاموں میں خدا پر توکّل کرتے ہیں۔

(۲) دوم وہ جو رات دن ہر وقت تسبیح خدا میں مصروف رہتے ہیں۔

(۳) سوم وہ مومن جو اپنے مومن بھائیوں کے لیے وہی چاہتا ہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔

(۴) چہارم وہ جو مصیبت و تکلیف کے وقت جزع فزع نہ کرے۔

(۵) پنجم وہ جو تقدیرات پر راضی ہو اور روزی کم ہونے کا غم نہ کرے۔

★ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: "توکّل کے معنی یہ ہیں کہ جب یہ یقین ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے تو کسی سے نہ ڈرے، آرام ہو یا تکلیف، ہر حال میں اُس کی رضا پر راضی و خوشنود رہے، اور کسی کو اُس سے زیادہ اپنا معاون اور مددگار نہ سمجھے۔ اس لیے کہ دوسرے کی مدد پر یقین کرنا بھی شرکِ خفی ہے انگوٹھی کو ایک اُنگلی سے دوسری اُنگلی میں پہننا کہ فلاں کام یاد آجائے، یہ بھی شرکِ خفی ہے۔"

★۔۔۔۔ (روح الحیات ترجمہ عین الحیٰوۃ)

★ متوکل: یعنی اللہ پر بھروسہ کرنے والے کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ اپنی مشکلات سے بچنے کے لیے خدا کی نافرمانی نہیں کرتا۔ ★۔۔۔۔ (روح البیان)

★ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بوقتِ شہادت ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ:

"میں نے ساری مخلوق کو صرف اس لیے چھوڑ دیا کہ تجھ سے ملاقات کروں۔"

★۔۔۔۔ (خطبات و کلمات امام حسینؑ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ (۱۲) اور ہم کیوں نہ اللہ پر بھروسہ کریں جبکہ
قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ وَلَنَصْبِرَنَّ اُس نے ہمیں ہمارے راستوں پر لگایا ہے؟
عَلٰي مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ وَعَلَي اللّٰهِ رہیں وہ تکلیفیں اور اذیتیں جو تم ہم کو
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۱۲ ع ۱۴ پہنچا رہے ہو، تو ہم اُن پر صبر ضرور کریں
گے۔ (کیونکہ) بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

توکل کے درجات (۱) مُبتدی کا توکل یہ ہے کہ وہ اسباب پر بھروسہ نہیں کرتا، اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ (۲) متوسّط کا توکل یہ ہے کہ وہ مُسبّب الاسباب سے ایسا گہرا تعلق پیدا کر لیتا ہے کہ اسباب کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ (۳) مُنتہی کا توکل یہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف اتنا محو ہو جاتا ہے کہ ماسوی اللہ کا وہم و گمان بھی باقی نہیں رہتا۔

★ ۔ ۔ ۔ (تاویلات نجمیہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

★ بلاء پر صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے جب بلاء سے بچانے والا سامنے ہو۔

★ ۔ ۔ ۔ (امام قشیری)

نتیجہ اور پیغام محققین نے نتیجہ نکالا کہ توکل ترکِ تدبیر کا نام نہیں۔ اسی لیے انبیاء کرام عمل اور تدبیر سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ مگر وہ موثرِ حقیقی اپنی تدبیر اور عمل کو نہیں سمجھتے، موثرِ حقیقی اور فاعلِ حقیقی خدا کی مشیت کو سمجھتے ہیں۔

★ ۔ ۔ ۔ (ماجدی)

سُبُل یعنی خدا کے راستوں سے مراد ایمان، خدا کی معرفت، محبت، سلوک، وصول الی اللہ کے بلند مقامات کے راستے ہیں۔

★ ۔ ۔ ۔ (تاویلاتِ نجمیہ)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۙ ۱۳

(۱۳) اور خدا اور ابدی حقیقتوں کے منکروں نے اپنے (زمانے کے) پیغمبروں سے کہا کہ "ہم ضرور تم کو اپنی زمین (اپنے ملک) سے نکال کر ہی چھوڑیں گے، یا پھر تم کو لازمی طور پر ہمارے مذہب و ملت میں پلٹ کر واپس آنا ہوگا۔ تو اِس پر اُن کے رب (اللہ) نے اُن پیغمبروں کی طرف وحی بھیجی کہ ہم اِن ظالموں کو ضرور ہلاک کر کے چھوڑیں گے۔

کافروں کی غلط فہمی

کافروں کا انبیاءؑ سے یہ کہنا کہ: "تم کو لازمی طور پر ہمارے مذہب میں پلٹ کر واپس آنا ہوگا" خود اُن کے اپنے ناقص خیال کی وجہ سے تھا۔ کیونکہ نبیؑ کو جب تک خدا کا حکم نہیں ہوتا، وہ اپنی نبوت کا اعلان بھی نہیں کرتا، اور خدا کے دین کی تبلیغ بھی نہیں کرتا۔ اِس لئے اُمتوں کو یہ غلط فہمی رہتی ہے کہ نبی ہمارے دین پر تھا اور اب پھر گیا۔ یہ غلط فہمی انبیاءؑ کی خاموشی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ حالانکہ انبیاءؑ کبھی گمراہیوں میں شامل نہیں ہوتے۔ البتہ وہ گمراہیوں کے خلاف خود اپنی طرف سے بولنا شروع نہیں کرتے۔ جب خدا حکم دیتا ہے تب گمراہیوں کے خلاف کام کرتے ہیں۔ ...... (تفسیر علی بن ابراہیم، فصل الخطاب)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کافروں نے رسولوںؑ کو دھمکی دی کہ "ہم تم کو ضرور اپنی سرزمین سے نکال باہر کریں گے"۔ اس بات پر خدا رسولوںؑ کو تسلی دے رہا ہے کہ "ہم اِن ظالموں کو تہس نہس کر ڈالیں گے، اِن کا تیا پانچا ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد تم کو اس زمین پر آباد کریں گے۔ نیز یہ وعدہ صرف تمہارے ساتھ نہیں کیا جا رہا ہے، بلکہ ہر اُس شخص کے لیے عام ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے" ..... (تھانوی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَلَنُسۡكِنَنَّكُمُ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ (۱۴) اور اُن (کی ہلاکت و بربادی) کے
بَعۡدِهِمۡ ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَافَ بعدہم تمھیں اِس زمین میں آباد کریں گے
مَقَامِىۡ وَخَافَ وَعِيۡدِ ۱۴ یہ انعام ہے اُن کے لیے جو میرے
سامنے کھڑے ہونے (یعنی مجھے حساب دینے سے) اور میری دھمکیوں
سے ڈرتے ہیں ؎۱

مباش درپئے آزار و ہرچہ خواہی کُن
"یعنی کسی کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور جو چاہو وہ کرو"

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اپنے پڑوسی کو اِس لالچ میں تکلیف پہنچائے کہ اُس کا مکان حاصل کرلے تو خدا اُس کا اپنا مکان اُسی پڑوسی کو دلوا دے گا۔"

*...... (تفسیر صافی ص ۲۲۴ بحوالہ تفسیر قمی، تفسیر مجمع البیان، روح البیان)

★ ؎۱ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ص نے فرمایا کہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے کہ: "مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم ہے کہ میں کسی انسان کو نہ تو دو خوف دوں گا اور نہ دو اَمن دوں گا، اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا ہوگا تو آخرت میں اُس کو ہرگز نہ ڈراؤں گا، لیکن اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہوکر امن کی زندگی گذارے گا تو اُس کو آخرت میں امن نصیب نہ ہوگا۔ اُسے آخرت میں میری سزاؤں سے ڈرنا پڑیگا۔"

*...... (الکافی)

ڈرنے کی قسمیں

★ عوام دوزخ میں داخلے سے ڈرتے ہیں۔

★ خواص جنّت سے محروم رہ جانے سے ڈرتے ہیں ــــــ اور

★ اَخصُّ الخواص خدا کے مقامِ وصال و قُرب کے فوت ہوجانے سے ڈرتے ہیں۔

*...... (تاویلات نجمیہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَ اسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ (۱۵) اِس پر اُن پیغمبروںؑ نے فیصلہ
جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ ۱۵ چاہتے ہوئے فتح کی (اللہ سے) دُعا

کی، تو پھر حالت یہ ہوئی کہ ہر سرکش "جَبَّار عَنِیْد" یعنی دشمنِ حق تباہ و برباد ہو کر ہی رہا۔

جبّار و عَنِید کے معنی اور مثال

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ہر وہ شخص جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے سے انکار کرے وہ جَبَّار وَعَنِید یعنی سرکش، حق سے دشمنی رکھنے والا انسان ہے۔"
(تفسیر صافی صفحہ ۲۶۴ بحوالہ التوحید)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ "عَنِید" کے معنی حق سے منھ پھیرنے والا ہوتا ہے۔"
(تفسیر قمی)

★ منقول ہے کہ ولید بن یزید بن عبدالملک اُموی خلیفہ نے ایک دن قرآن سے فال نکالی تو یہی آیت نکلی کہ "ہر سرکش جبّار و عنید" دشمنِ حق تباہ و برباد ہو کر رہا۔" یہ الفاظ دیکھتے ہی وہ چڑ گیا اور سمجھا کہ یہ الفاظ اُسی کے لیے ہیں۔ اُسی وقت قرآن کو پھاڑ دیا اور اُس پر تیر برسائے اور پھر یہ شعر کہے:

التوعد کل جبار عنید فها انا ذالك جبار عنید
اذا ماجئت ربك يوم حشر فقل يارب مزقنی الوليد

یعنی: "اے قرآن! تو ہر سرکش دشمنِ حق کو دھمکیاں دیتا ہے۔ تو سُن لے کہ وہ جبّار و عنید میں ہوں۔ اور جب تو قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضر ہونا تو کہہ دینا کہ ولید نے مجھے پھاڑ ڈالا تھا۔"

★ اِس کے چند ہی دنوں بعد ولید کو قتل کر دیا گیا اور اُس کا سر اُس کے محل کے صدر دروازہ پر لٹکا دیا گیا۔
(حیواۃ الحیوان ۔ ادب الدنیا والدین، روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

مِّنْ وَّرَآىِٕهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى (۱۶) پھر اس تباہی کے بعد بھی اُس کے

مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝ ۱۶ لیے جہنّم (کی بھڑکتی آگ) ہے۔ جہاں اُسے

پیپ کی قسم کے کچّے خون جیسا گندہ پانی پلایا جائے گا۔

بُرے کاموں کے بُرے انجام

امیر المومنین حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا:

"دوزخیوں کے پیٹوں میں کانٹے دار جھاڑی اور تھوہر کھولتے ہوئے گرم پانی کی طرح اُبال کھائیں گے، اِس لیے وہ شدید پیاس کی وجہ سے پانی مانگیں گے۔ اُس وقت اُن کو کچّا خون اور پیپ جیسا گندہ بدبودار پانی پینے کو دیا جائے گا۔"

* ۔۔۔ (تفسیر عیاشی)

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"جو دنیا سے نشہ پی کر نشے کی حالت میں رخصت ہوا (یعنی نشے کا عادی ہو کر مرا) تو وہ قبر میں بھی نشے کی حالت میں جائے گا۔ حکمِ خدا ہوگا کہ اُسے جہنّم میں ڈالا جائے اور نشے کی حالت ہی میں ڈالا جائے۔ پھر جہنّم میں ایک چشمہ ہے جس میں پیپ اور خون ہوگا، وہی اُس کا کھانا بھی ہوگا اور پینا بھی، جب تک آسمان اور زمین ہیں۔" (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے)

* ۔۔۔۔۔ (روح البیان)

★ اور حدیثِ قُدسی میں ہے کہ: "اے اولادِ آدم! تم میری نافرمانی کیسے کرتے ہو حالانکہ اِس سورج اور تپتے ہوئے ریگستان کی حرارت ہی سے تم جزع کرنے لگتے ہو اور یقیناً جہنّم کے تو سات طبقے ہیں اور اُن کی ایسی آگ ہے کہ ایک آگ دوسری کو کھانے لگتی ہے۔" *(حدیثِ قدسی)

(یعنی ایک آگ دوسری سے بہت زیادہ گرم۔ جیسے دنیا میں بھی ہیں۔ لکڑی کی آگ سے ویلڈنگ کی آگ تیز ہے)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝۱۷

(۱۷) جسے اُس کو گھونٹ گھونٹ کرکے زبردستی حلق میں اُتارنا پڑے گا اور وہ اُسے بہت ہی مشکل سے حلق سے اُتار سکے گا، جب کہ موت (جیسی تکلیف) ہر طرف سے اُس پر چھائی ہوئی (بار بار) آتی رہے گی، مگر اِس حالت میں بھی وہ مرے گا نہیں۔ اور اِس کے بعد بھی پھر ایک اور سخت سے سخت تر سزا اُس کے سر پر کھڑی ہوگی۔

خدا کی پکڑ بہت ہی سخت ہے

آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جس خدا کی سزائیں پہلے سے گرفتار ہوں گے، اُسی سزائیں اور اضافے پر اضافہ کیا جاتا رہے گا۔
★ ۔۔۔ (تفسیر صافی صفحہ ۲۶۳)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ نے فرمایا: "دوزخیوں کی غذا پیپ اور کچا خون اور تھوہڑ ہے۔"

★ آپؑ ہی نے فرمایا: "اے لوگو! اُس اللہ سے ڈرو کہ اگر تم کچھ کہو تو وہ سنتا ہے، اور دل میں چھپا کر رکھو تو وہ جان لیتا ہے۔ اُس موت کی طرف بڑھنے کا سرو سامان کرو کہ جس سے تم بھاگو گے تو وہ تمھیں پالے گی، اور اگر ٹھہر گئے تو وہ تمھیں اپنی گرفت میں لے لے گی، اور اگر تم اُسے بھول جاؤ گے تو وہ تمھیں یاد رکھے گی۔" ★ ۔۔۔۔ (نہج البلاغہ)

★ اے آدمؑ کے فرزند! میں نے جہنم کی سخت ترین آگیں ہر کافر، بخیل، چغل خور، ماں باپ کے نافرمان، زکوٰۃ نہ دینے والے، سود خور، زناکار، حرام کی کمائی سے حج کرنے والے، قرآن بھلا دینے والے اور پڑوسیوں کو تکلیف دینے والے کیلئے پیدا کی ہیں۔ ★ (حدیث قدسی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ ۱۸

(۱۸) جن لوگوں نے اپنے پالنے والے مالک کا انکار کیا، اُن کی تو حالت ہی یہ ہے کہ اُن کے سارے کاموں کی مثال راکھ کی سی ہے، جسے ایک طوفانی آندھی نے اُڑا دیا ہو۔ جو کچھ اُنھوں نے کمایا یا کیا ہوگا، اُس میں سے کسی پر بھی وہ قدرت نہ رکھیں گے (یعنی) وہ اپنے لیے کا کوئی پھل نہ پاسکیں گے۔ یہی تو انتہا درجے کی گمراہی ہے۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

قبولیتِ عمل کی شرط ایمان ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حق دشمنوں نے جس قدر اچھے کام کیے ہوں گے، وہ سب بے کار ثابت ہوں گے اس لیے کہ اُنھوں نے وہ نیک کام کسی نہ کسی دُنیوی مقصد مثلاً شہرت یا اپنے قلب کو مطمئن کرنے کے لیے تھے وہ کام خدا کو خوش کرنے یا آخرت کا اجر لینے کے لیے انجام نہیں دیے تھے۔ (اِس لیے اُن کا اجر آخرت میں نہیں ملے گا۔)

*..... (تفسیر صافی صفحہ ۲۶۴)

★ مطلب یہ ہے کہ اگر نیک کام بغیر خدا، رسولؐ اور آخرت کو دل سے مانے کیا جاتا ہے تو اُس کی جزا، آخرت میں نہیں ملتی۔ اُن کاموں کی جزا، دنیا ہی میں مل جاتی ہے۔ آخرت میں ایسے لوگ خالی ہاتھ ہوں گے کیونکہ اُن کے اعمال حبط ہوجائیں گے۔

*..... (تفسیر جلالین، فتح الرحمٰن، فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

کفّار کی غلط فہمیوں کا ازالہ

پہلے کی آیتوں میں منکرینِ رسالت کا ذکر تھا۔ اب کیونکہ کچھ منکرینِ رسالت ایسے بھی ہوتے ہیں جو کچھ اچھے کام بھی کرتے ہیں۔ عوام کی فلاح وبہبود، صلۂ رحمی، مہمان نوازی، تعلیم اور قوم کی دیگر خدمات وغیرہ، تو شبہ ہو سکتا تھا کہ (۱) شاید اِن کے یہ نیک اعمال اُن کے کام آجائیں گے اور اُن کو عذابِ آخرت سے بچالیں گے اور (۲) یہ شبہ بھی ہو سکتا تھا کہ مرنے کے بعد بھلا کون زندہ ہوتا ہے؟ اس لیے عذاب کی گنجائش ہی کہاں رہی؟ یا (۳) پھر یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ جن جھوٹے خداؤں کی ہم عبادت کر رہے ہیں وہ ہمیں وہاں بھی بچالیں گے۔ تو اِن سب سوالوں کا جواب یوں دیا گیا ہے۔

(۱) یہ قانون ہے کہ جو لوگ اپنے مالک کے ساتھ کفر کرتے ہیں، اُن کے نیک اعمال خدا قبول ہی نہیں فرماتا۔ اُن کے اچھے اعمال کی مثال ایسی ہے کہ جیسے راکھ ہو اور اُسے آندھی کی ہوا جھٹ سے اُڑا لے جائے اور پھر راکھ کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے۔

(۲) رہا اُن کا یہ خیال کہ قیامت کا وجود محال ہے اِس لیے آخرت کے عذاب کا کوئی امکان ہی نہیں باقی رہتا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو خدا آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کر سکتا ہے، ایسا قادرِ مطلق اگر تم کو فنا کرنا چاہے تو اُس کے لیے کوئی مشکل نہیں۔ اور جب اُس کے لیے سرے سے بالکل نئی مخلوق پیدا کر دینا بالکل آسان ہے تو تم کو دوبارہ زندہ کر دینا بھلا کیا مشکل ہوگا۔ خدا کی قدرتِ مطلقہ کو سمجھنا ہے تو زمین اور آسمانوں کو دیکھ لو جو اُس نے اپنی قدرت سے پیدا کر دیے ہیں۔ اِس لیے وہ اُن کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔

(۳) اب رہا یہ خبط کہ ہمارے بُت اور خدایانِ باطل یا ہمارے اکابرین یا دیوتا یا جن، ہمیں خدا کے عذاب سے بچالیں گے، تو اس کی حقیقت بھی سُن لو کہ وہاں یہ بڑے بڑے جغادری جن کو تم خدا سمجھ بیٹھے تھے وہ تو وہاں خود گڑگڑا رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ: "اب تو ہمارے لیے بھی بھاگنے کی کوئی جگہ یا بچنے کا کوئی طریقہ باقی نہیں رہا"

* ...... (تھانوی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ (۱۹) کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں
وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ یَّشَاْ اور زمین کو بالکل ٹھیک پیدا
یُذْهِبْكُمْ وَ یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ۙ﴿۱۹﴾ کیا ہے ؟ ہاں اگر وہ خود چاہے تو سب کو ختم کر دے اور ایک بالکل نئی خلقت کو تمھاری جگہ لے آئے۔
وَّ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ﴿۲۰﴾ (۲۰) اور یہ بات اللہ کے لیے کچھ بھی تو مشکل نہیں۔

(آیت ۱۹) جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "اللہ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا فرمایا۔ پھر اس کے بعد آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔"

★ اِس لیے آپؐ کی روح نے تمام کائنات کی تخلیق کا معائنہ فرمایا۔
★ ..... (تاویلاتِ نجمیہ)

★ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ "اے لوگو! تمھیں خدا نے اپنے لطف و کرم کے قبول کرنے کی استعداد حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ لیکن اگر تم نے اِس استعداد کو حاصل نہ کیا تو اگر اللہ چاہے گا تو تمھیں دنیا سے لے جائے گا۔ اور انسان کے سوا کوئی اور مخلوق ایسی پیدا کر دے گا جو خدا کے لطف و فیض کو قبول کرنے کی استعداد پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

استدلال یہ ہے کہ جو خدا زمین و آسمانوں کو پیدا کر سکتا ہے، وہ تمھارے بجائے دوسری مخلوقات کو لا سکتا ہے۔ (ح تمھاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں)

★..... (تاویلاتِ نجمیہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ ۲۱ ۳ ع ۹ ۱۵

(۲۱) اور یہ لوگ جب سب کے سب ایک ساتھ اللہ کے سامنے حاضر ہوئے تو اب کمزور لوگ اُن لوگوں سے کہہ رہے ہیں جو بڑے (چودھری یا لاٹ صاحبؒ) بنے ہوتے تھے کہ "ہم تو تمھارے پیچھے پیچھے چلنے والے تھے۔ تو کیا اب تم ہمیں اللہ کی سزا سے بچا سکتے ہو؟" اُنھوں نے کہا: "اگر اللہ ہمیں منزلِ مقصود تک پہنچاتا تو ہم بھی تمھیں منزلِ مقصود تک پہنچا دیتے۔ اب تو ہمارے لیے برابر ہے چاہے ہم بیتاب ہوکر تڑپیں، چیخ و پکار مچائیں یا صبر و تحمل سے کام لیں۔ اب تو ہمارے لیے کوئی چارۂ کار یا بھاگنے کی کوئی جگہ تک نہیں۔

بڑے بننے کے معنی

ؒ حضرت علی علیہ السلام نے غدیر کے موقع پر اپنے خطبہ میں اِس آیت کو تلاوت فرمایا، پھر سوال کیا کہ کیا تم جانتے ہو کہ "استکبار" یعنی بڑا بننے یا بڑائی چاہنے کے کیا معنی ہیں؟ پھر آپؑ نے خود ہی فرمایا کہ "بڑا بننے یا تکبّر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ جس بات کا حکم دیا گیا ہو اُس کی اطاعت نہ کی جائے اور جس شخص کی پیروی کرنے کا حکم دیا جائے اُس سے اعلیٰ اور اونچا بننے کی کوشش کرنا۔"

---- (تفسیر صافی ص ۲۶۳ بحوالہ مصباح المتہجد)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ (۲۲)
الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ
الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ
وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ
سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ
فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ
وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ
وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ
بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ
اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۝ ۲۲

اور جب جو ہونا ہے ہو چکا ہوگا، اور فیصلہ چکا دیا جائے گا تو شیطان کہے گا: "حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے جتنے بھی وعدے کیے تھے یا سبز باغ دکھائے تھے، وہ میں نے کوئی بھی پورا نہ کیا، وہ سب کے سب وعدے غلط ثابت ہوئے، مگر میرا تم پر کوئی زور بھی تو نہ تھا. سوا اس کے کہ میں نے تو بس تمھیں بلایا تھا. اور تم نے میرا کہنا مان لیا۔ تو اب تم مجھے ملامت مت کرو، (بلکہ) تم خود اپنے آپ پر لعنت ملامت کرو۔ یہاں نہ تو میں تمھاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو۔ اس سے پہلے جو تم نے مجھے خدا کی خدائی میں شریک بنا رکھا تھا، میں تو اُس شرک کا بھی انکاری ہوں۔ یقیناً ظالموں کے لیے تو بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا ہونی ہی چاہیئے۔

شیطان اور شیطانی گروہ کا قیامت کے روز مکالمہ

شیطان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تمھارے گلے شکوے اس حد تک تو بالکل صحیح ہیں کہ میں جھوٹا تھا اور

www.drhasanrizvi.com

خدا سچا تھا۔ مجھے اِس بات سے قطعًا کوئی انکار بھی نہیں ہے۔ میں خود مانتا ہوں کہ جو بھروسے میں نے تمھیں دلائے تھے اور جن فائدوں کا لالچ میں نے تمھیں دیا تھا، اور جو سبز باغ تمھیں میں نے دکھا کر تم سے گناہ پر گناہ کروائے تھے، وہ سب جھوٹے ڈھکوسلے تھے، اُن کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ اور یہ پٹی جو میں نے تمھیں پڑھائی تھی کہ آخرت کی کوئی حقیقت نہیں، وہ سب جھوٹ، مکر اور فریب تھا۔ شفاعت کا غلط تصور کہ تم جو چاہو کرو، فلاں دیوتا یا فلاں بزرگ تمھارے تمام گناہ بخشوادیں گے۔ یہ سب باتیں صرف تم کو بے وقوف بنانے کے لیے میں نے کی تھیں۔ مگر یہ بات بھی تو حقیقت ہے کہ میں نے تمھارا ہاتھ پکڑ کر تمھیں زبردستی غلط راستے کی طرف نہیں کھینچا تھا۔ میں نے تو صرف تمھیں سچے، سیدھے راستے کے مقابلے پر غلط اور بالکل غلط اور قطعًا باطل راستہ دکھایا تھا۔ سچائی کے مقابلے پر جھوٹ کی طرف بلایا تھا، نیکی کے مقابلے پر بُرائی کی طرف تمھیں صرف پکارا تھا۔ زبردستی نہیں منوایا تھا۔ ماننے نہ ماننے کا اختیار پورے کا پورا خود تمھارے پاس تھا۔ میرے پاس تم کو مجبور کرنے کی کوئی طاقت نہ تھی۔ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ بُرائی کی طرف بلانے کا میں ضرور ذمّہ دار ہوں، اور میں اُسی کی سزا پاؤں گا۔ مگر آپ لوگوں نے جو میرے پکارنے کو مانا، اُس کی ذمّہ داری مجھ پر کیوں ڈال رہے ہو؟ تم نے خود اپنے اختیارات کو غلط استعمال کیا۔ تم نے خود اپنی ذمّہ داری کو نہ پہچانا۔ (تفہیم)

(اِس لیے اب تم اپنی ان غلطیوں اور کج فہمیوں کی سزا خود بھگتو۔ اِس کی ذمّہ داری مجھ پر نہ ڈالو۔ مجھ پر لعنت ملامت نہ کرو، بلکہ تم خود اپنے اوپر لعنتیں بھیجو۔ تم نے اپنی عقلِ سلیم سے کام نہ لیا تو میں کیا کروں۔ اب تو اللہ کا سخت ترین عذاب تمھارے لیے تیار ہے۔) * (مؤلف)

عملی شرک شیطان کا یہ کہنا کہ "تم نے مجھے خدا کی خدائی میں شریک بنا رکھا تھا۔"

تو شیطان کو کوئی خدا کا شریک اعتقادًا نہیں بنایا کرتا۔ شیطان کو خدا کا شریک اِس طرح بنایا جاتا ہے

www.drhasanrizvi.com

کہ جس طرح خدا کی اطاعت کی جانی چاہیئے اُس طرح شیطان کی اطاعت کی جاتی ہے۔ اِس کو "عملی شرک" کہتے ہیں۔ اسی طرح کا عملی شرک اِس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ علماءِ دین کو حلال و حرام قرار دینے کا اختیار دے دیا جاتا ہے۔ اِسی لیے خدا نے فرمایا ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں نے اپنے علماء کو خدا بنا رکھا ہے (اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ ۔۔۔") یعنی "انھوں نے اللہ کے بجائے اپنے عالموں اور اپنے راہبوں اور مسیح ابنِ مریم کو ربّ گردان لیا ہے) (سورۃ التوبہ آیت ۳۱) پ۱۰

اِسی طرح کا شرکِ عملی اُس وقت بھی انسان کرتا ہے جب اپنی خواہشات کو پورا کرنا زندگی کا اصل مقصد قرار دے دیتا ہے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا: "اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰىہُ ؕ" (سورۃ الفرقان آیت ۴۳ پ۱۹)

یعنی: "کیا تم نے اُس آدمی کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔"

اِسی طرح نافرمان بندوں کے لیے خدا نے ارشاد فرمایا: "اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۙ" سورۃ یٰس آیت ۶۰ پ۲۳ کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔" (عہد کرنے کے بعد بھی شیطان کی عبادت کرنے لگے)

اِسی طرح انسان کے بنائے ہوئے قوانین پر چلنے والوں کے لیے خدا نے فرمایا کہ:

"اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِہِ اللّٰہُ ؕ"

یعنی: "کیا اُن کے کوئی (ایسے) شریک ہیں جنھوں نے اُن کے لیے دین کی ایسی شریعت یا راہ قائم کی جس کا کہ اللہ نے حکم نہیں دیا تھا۔" (سورۃ الشوریٰ آیت ۲۱) پ۲۵

نتیجہ | محققین نے اس بات سے یہ نتیجہ نکالا کہ شرک صرف یہی نہیں کہ خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو خدا مان کر اُس کی پرستش کی جائے۔ ★ ... (تفہیم القرآن)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

★ جب اہلِ ایمان جنت میں اور کفار و مشرکین، منافقین و ظالمین جہنم میں بھیج دیے جائیں گے تو اہلِ دوزخ، دوزخ میں شیطان کے گرد جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ کمبخت تُو خود تو ڈوبا ہی، اور ہمیں بھی لے ڈوبا۔ اُس وقت شیطان جواب دے گا کہ: "تم جو مجھے گالیوں پر گالیاں دے رہے ہو، وہ ناحق ہیں۔ کیونکہ اللہ نے تم سے جتنے وعدے کیے تھے کہ قیامت ہوگی، کفر سے ہلاکت ہوگی، ایمان اور عملِ صالح سے نجات ہوگی"۔ وہ سب سچے ثابت ہوئے۔ اور میں نے جو تم سے وعدے کیے تھے کہ "قیامت نہ ہوگی، کفر و شرک سے نجات ملے گی" تو میرے وعدے سب جھوٹے تھے۔ جبکہ خدا کے وعدے، دلائلِ قطعیہ اور عقلیہ سے ثابت تھے اور میرے تمام وعدے عقل و فہم کی مدد سے بالکل باطل تھے۔ مگر تم نے میرے وعدوں کو سچا اور صحیح سمجھا اور خدا کے سچے وعدوں کو جھوٹا سمجھا، لو تم خود اپنے ہاتھوں سے ڈوبے ہو۔ میں نے تم کو دھوکہ ضرور دیا، مگر تم مختار تھے، مجبور نہ تھے۔ میں نے تمہارے ہاتھ نہیں تھامے تھے، نہ میرا تم پر کوئی زور چلتا تھا۔ میں تو صرف تم کو گمراہی کی طرف بلاتا تھا، اور تم دوڑے دوڑے میری طرف چلے آتے تھے۔ اِس لیے تم مجھ پر لعنت ملامت مت کرو۔ اور اپنے کو بالکل بری الذمہ نہ سمجھو۔ اپنے اوپر بھی لعنت ملامت کرو، کیونکہ سزا تمہیں خود تمہارے اپنے اعمال و کردار کی وجہ سے مل رہی ہے۔

میرا فعل فقط ایک سبب ہے۔ وہ بھی سببِ بعید اور غیر مستلزم۔ اب اگر تمہارا یہ کہنا ہے کہ میں تمہاری مدد کروں، تو میں تو خود عذابِ الٰہی میں پھنسا ہوا محتاجِ امداد ہوں۔ اب نہ میں تمہاری کچھ مدد کرسکتا ہوں اور نہ تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو۔ اگر میں تمہارے طریقہ شرک کو حق سمجھتا تو شاید تمہارا کوئی حق بنتا کہ تم "ہم فکری اور ہم مشرب" ہونے کی وجہ سے مجھ سے مدد مانگنے کا حق رکھتے اور مجھ سے بچانے کا مطالبہ کرتے۔ مگر میں تو خود تمہارے اُس شرک اور کفر کے عقیدے سے بیزار ہوں، اُس عقیدے کو باطل سمجھتا ہوں، تم خود مجھے خدا کا شریک قرار دیتے تھے یعنی

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

میری اور بتوں کی ایسی عبادت، اطاعت اور خدمت کرتے تھے جیسی خدا کی کرنی چاہیئے تھی۔ پس مجھ سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ نہ تم کو مجھ سے مدد مانگنے کا کوئی حق ہے۔ تم جیسے ظالموں کے لیے تو خدا کا عذاب مقرر ہے۔ پس اُسی عذاب میں پڑے رہو اور جو تم نے کیا ہے اُس کی سزا بھگتو۔ اور جو میں نے کیا ہے، میں اُس کی سزا بھگت رہا ہوں۔

*...... (تھانوی)

★ حقیقت بھی یہی ہے کہ شیطان کسی انسان کو گمراہی کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا کرتا۔ وہ تو صرف سبز باغ دکھاتا ہے۔ بُرائی کی طرف بلاتا ہے۔ پھر انسان اپنے ارادے اور اختیار سے اُس کی دعوت کو قبول کر لیتا ہے۔ اِس لیے ہر گناہ کی ذمہ داری خود انسان پر عائد ہوتی ہے، نہ کہ شیطان پر۔ *.... (مؤلف)

نتیجے

(۱) شیطان کی کامل اطاعت کیے جانا، عملاً اُس کو خدا کا شریک بنا لینا ہے۔

*..... (ماجدی)

(۲) شرک صرف بُت پرستی کا نام نہیں۔ کسی بھی غیرِ خدا کی اس طرح کامل اطاعت کرنا جیسی اطاعت خدا کی کی جانی چاہیئے، بھی شرک ہے۔

*...... (تفہیم)

(۳) انسان اپنے اعمال میں خود مختار ہے، اِس لیے اپنے اچھے بُرے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔

*...... (مؤلف)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے فرمایا: "اس آیت میں کفر و انکار سے مراد برئیت یعنی علیحدہ ہو جانا ہے"۔

*...... (تفسیر صافی ص ۲۶۵)

★ یعنی شیطان یہ کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھے خدا کا شریک قرار دیا تھا میں اس تمہارے وعدے سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں یعنی میں اس بات کا انکار کرتا ہوں کہ میں خدا کے ساتھ خدا کا شریک تھا نہ ہوں اس لیے مجھ پر تمہارے اس شرک کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ *... (ماجدی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَ اُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ (۲۳) (بخلاف اِس کے) جن لوگوں نے
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ خدا اور ابدی حقیقتوں کو مانا اور اچھے
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اچھے کام بھی کیے، وہ تو ایسے گھنے اور
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ سرسبز و شاداب باغوں میں داخل
تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۝ ۲۳ کیے جائیں گے جن کے نیچے سے نہریں
بہتی ہوں گی۔ وہ اُن باغوں میں اپنے پالنے والے مالک کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اُن باغوں میں اُن کا استقبال، صاحب سلامت اور سلامتی کی مبارکباد "سلام" کے لفظ سے ہوا کرے گی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

سلام کے دو۲ معنی

دنیا میں سلام دُعاء ہے۔ سلام کے معنی دنیا میں یہ ہیں کہ خدا تمھیں سلامت رکھے، ہر آفت سے محفوظ رکھے۔ مگر آخرت میں سلام مبارکباد ہے (یعنی تمھیں جنّت اور جنّت کی خوشیاں مبارک ہوں۔ تم ہر آفت سے محفوظ ہو۔)
* ------ (موضح القرآن)

سلام کا آغاز

حضرت آدم ؑ سے سلام کا آغاز ہوا جب حضرت آدم ؑ نے ہمارے رسول ؐ کے نور کی جھلک دیکھی تو اللہ سے پوچھا، خدا نے فرمایا: "یہ محمدِ عربی ؐ کا نور ہے جو تمھاری اولاد سے ہوں گے قیامت کے دن تمام انبیاء انھی کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ اِس پر حضرت آدم ؑ آپ ؐ کے دیدار کے مشتاق ہوئے، تو خدا نے حضور ؐ کا نور حضرت آدم ؑ کی انگلیوں میں ظاہر کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت آدم ؑ نے سلام کا تحفہ حضور ؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ خدا نے حضور ؐ کی طرف سے جوابِ سلام دیا۔ اُسی وقت سے سلام کہنا سنّت، جواب دینا فرض ہوا۔
* ...... (روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۙ ٢٤	(۲۴) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمۂ طیّبہ (پاک کلمہ) کی کیسی (اچھی) مثال دی ہے؟ اُس کی مثال اچھے (نسل کے) درخت کی سی ہے۔ جس کی جڑ تو زمین میں گہری جمی ہوئی ہو اور اُس کی شاخ آسمان سے باتیں کر رہی ہو۔
تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ ٢٥	(۲۵) جو اپنا پھل ہر آن اپنے پالنے والے مالک کے حکم سے دیتا رہتا ہو۔ اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں پیش کرتا ہے تاکہ لوگ اُن سے سبق سیکھیں (یا) ہوش میں آجائیں۔

ایمان کے کلمہ کی بہترین مثال

کلمۂ طیّبہ یا کلمۂ توحید درخت کی جڑ کی طرح ہے۔ اور وہ تمام اچھے اعمال جو اس کے نتائج ہیں، اُس کی شاخوں کی طرح ہیں۔ پھر کلمۂ طیّبہ پر ایمان اچھے اعمال کو شاخوں کی طرح آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ کلمۂ طیّبہ کا بول بالا دنیا میں بھی ہوتا ہے اور آخرت میں بھی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

آسمان سے مراد اِس جگہ بلندی ہے۔

*۔۔۔۔ (ماجدی)

★ کلمۂ طیّبہ یا ایمان کا کلمہ بیج کی طرح مومن کے دل میں قرار پائے ہوئے رہتا ہے اور اُس کا عمل آسمان کی طرف بلند ہوتا رہتا ہے، اور مومن کو اُس ایمان اور اپنے اچھے عمل سے خدا کی برکتیں اور ثواب ملتا رہتا ہے۔ جبکہ خبیث کلمہ کفر کا کلمہ ہے۔ جس کی مثال خبیث اور گندے درخت کی سی ہے، جو ناپائیدار ہوتا ہے۔ نہ اُس سے خوشی ہوتی ہے نہ برکت۔

*۔۔۔۔۔ (تفسیر جلالین)

★ اللہ نے مومن کے ایمان کو درخت سے تشبیہ دی ہے۔ مومن کا ایمان اُس کے دل میں ثابت اور مضبوط رہتا ہے اور اُس کے اعمال آسمانوں میں اعلیٰ علیّین میں پہنچتے ہیں۔ اور اُن کا ثواب ہر زمانے میں ملتا رہتا ہے۔ اور اِس کے برعکس کلمۂ کفر کافر کے دل میں رہتا ہے۔ وہ اندھی تقلید میں گرفتار رہتا ہے۔ اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ اِسی لیے اُس کو ثبات و استقرار نہیں ہوتا۔ اُس کے اعمال بھی قابلِ قبول نہیں ہوتے۔ اُس کی مثال اِندرائن کی سی ہے کہ جس کی نہ جڑ ہوتی ہے نہ شاخیں۔ نہ اُسے قرار (وثبات و پائیداری) ہے نہ اعتبار۔

*۔۔۔۔۔ (روح البیان)

شجرۂ طیّبہ کی اصل میں ہوں

★ اِن آیتوں میں کلمۂ طیّبہ سے مراد کلمۂ توحید و نبوّت و ولایت ہے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: "شجرۂ طیّبہ کی اصل میں ہوں، علیؑ فرع ہے اور ائمہؑ اہلِ بیتؑ اُس کی شاخیں ہیں۔ اور ائمہؑ کا علم اُس کا پھل، اور شیعانِ آلِ محمدؐ اُس کے پتے ہیں۔" آخر میں آپؐ نے فرمایا کہ: "جب کوئی شیعہ پیدا ہوتا ہے تو اِس درخت میں نیا پتّا اُگ آتا ہے اور جب کوئی شیعہ مرتا ہے تو اُس کا ایک پتّا گر جاتا ہے۔" (تفسیر انوار النجف)

Presented by https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ (۲۶) اور خراب اور ناپاک کلمہ کی مثال
كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ﹰاجْتُثَّتْ خراب (نسل کے) درخت کی سی ہے
مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا جو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا
مِنْ قَرَارٍ ○ ۲۶ جائے، اُسے کوئی قرار ہی نہ ہو۔

آیت کی تاویل ـــ آیت کا گہرا مطلب

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے: "شجرۂ طیبہ (یعنی اچھے نسل کے درخت) اور شجرۂ خبیثہ (یعنی خراب نسل کے درخت) یہ دونوں مثالیں جناب رسولِ خداؐ کے اہلِ بیتؑ اطہارؑ اور اُن کے دشمنوں سے متعلق ہیں۔"

★ ۔ ۔ ۔ ۔ (تفسیر صافی ۲۶۵، بحوالہ تفسیر عیاشی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

★ حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ اِس آیت میں شجر (درخت) کا کیا مطلب ہے؟ حضرت امامؑ نے فرمایا: "یہاں وہ درخت (شجرہ) مراد ہے جس کی جڑ جناب رسولِ خداؐ ہیں اور تنا حضرت علیؑ ہیں اور جس کی شاخیں ائمۂ اہلِ بیتؑ ہیں جو اِن دونوں کی اولاد ہیں۔ ائمۂ اہلِ بیتؑ کا علم اُس درخت کے پھل ہیں، اور ائمۂ اہلِ بیتؑ کے دوست اور پیروکار اُس درخت کے پتے ہیں۔ جب کوئی مومن پیدا ہوتا ہے تو اُس درخت میں ایک پتّا لگ جاتا ہے اور جب کوئی مومن مرجاتا ہے تو اُس کے نام کا پتّا گر جاتا ہے۔"

★ ۔ ۔ ۔ ۔ (الکافی)

★ یہ تفسیر بھی مروی ہے کہ: "اُس درخت کے پھل حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ ہیں اور حضرت امام حسینؑ کی اولاد میں نو امام اُس درخت کی شاخیں ہیں۔" ★ ... (الاکمال)

www.drhasanrizvi.com

★ یہ تفسیر بھی کی گئی کہ "اُس درخت کی شاخ جناب فاطمہ زہرا ؑ ہیں اور آپ کی اولاد اُس کا پھل ہیں اور آپ کے شیعہ (ماننے والے اور پیروی کرنے والے) اُس کے پتے ہیں۔"

★ ...... (معانی الاخبار)

آیت کا حاصلِ مطلب

آیت کا حاصلِ مطلب یہ ہے: "سچی شریعت عالمِ ملکوت میں قائم ہے اور دنیا میں روز بروز نئی مقبولیت حاصل کرتی ہے۔ اور لوگ اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور جاہلیت والا دھرم عالمِ بالا میں قائم نہیں رہتا۔ تھوڑے دن آدمیوں میں پھیلتا ہے اور پھر ختم ہو جاتا ہے۔

★ ..... (فتح الرحمٰن)

★ یعنی سچا دین دل میں اثر رکھتا ہے، روز بروز بڑھتا چڑھتا ہے۔ مگر کافروں کا دعویٰ جڑ نہیں رکھتا۔ تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگتا ہے، دل میں اُس سے کچھ نور نہیں پیدا ہوتا۔

★ .... (موضح القرآن)

★ غرض اِس طرح ایمان کا کلمہ مومن کے دل میں قرار پاتا ہے، مومن کا عمل آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے، اُس کے عمل کی برکت اور ثواب سے ہر وقت اُسے فائدہ پہنچتا ہے۔ جبکہ خبیث کلمہ کی مثال کفر کا کلمہ ہے، اُس کو نہ پائیداری ہے، نہ اُس سے خوشی ہوتی ہے، نہ برکت۔

★ ..... (تفسیر جلالین)

★ آیت میں اِن تمام معنی کی گنجائش موجود ہے۔

★ ...... (فصل الخطاب)

★ بنی اُمیہ میں سے ایک شخص جس کا نام سعد تھا، ایک دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں روتا ہوا آیا۔ آپؑ نے پوچھا: کیوں روتے ہو؟ عرض کی: "کہ میں بنی اُمیہ کی اولاد ہونے کی وجہ سے شجرِ ملعونہ کا فرد ہوں۔" اِس پر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "نہیں، نہیں اگرچہ تم نسل کے اعتبار سے اُموی ہو مگر (اصل کے اعتبار سے) ہم میں سے ہو۔ دیکھو تفسیر ابراہیم

www.drhasanrizvi.com

کی دُعا ہے کہ: "جو میری اطاعت کرے گا وہ مجھ سے ہوگا۔"

(سعد اُموی اہلِ بیتِ رسول ؐ سے محبت کرنے والا اور اُن کی پیروی کرنے والا تھا۔)

*...... (تفسیر برہان)

★ کلمۂ طیّبہ اور کلمۂ خبیثہ یعنی پاک کلمہ اور پاک زندگی، اور خراب اور ناپاک کلمہ اور ناپاک زندگی کا فرق اِس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں کلمۂ طیّبہ یعنی سچّا دین اور عقیدہ ہمیشہ ایک ہی رہا ہے۔ مگر کلماتِ خبیثہ بے شمار رہے ہیں۔ پاک کلمہ کبھی جڑ سے نہیں اُکھاڑا جاسکا۔ لیکن کلماتِ خبیثہ کی فہرست میں ہزاروں مردہ نظریات بھرے پڑے ہیں۔ اپنے زمانے میں جن خبیث کلمات (عقائد) کا بڑا زور تھا' آج اُن پر لوگ تھوکتے ہیں۔

ے حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبّیریؑ ۔:۔ بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی

*.... (اقبال)

پھر کلمۂ طیّبہ (پاک عقیدوں) کو جس قوم نے اپنایا وہاں کا ماحول معطّر ہوگیا' اُس کی برکتوں سے پوری قوم کو فائدہ پہنچا۔ پوری قوم کی فکر میں سلجھاؤ، طبیعت میں شرافت' مزاج میں اعتدال، سیرت میں پاکیزگی اور مضبوطی، اخلاق میں بلندی، روح میں لطافت' جسم میں طہارت برتاؤ میں نزاکت، معاملات میں صداقت' معاشرت میں حسنِ سلوک' تہذیب میں فضیلت اور توازن پیدا ہوگیا۔ اور جہاں کلماتِ خبیثہ نے زندگی میں جڑ پکڑی' اُس معاشرے کا سارے کا سارا ماحول گندہ اور پراگندہ ہوگیا۔

*...... (تفہیم)

شجرِ خبیثہ کے اوّلین مصداق

بدترین اور فاجرترین گروہوں سے اوّلین مراد بنو مغیرہ اور بنو اُمیّہ ہیں۔ بنو مغیرہ کو تو بدر میں سزا ملی اور بنو اُمیّہ کو مہلت ملی۔ یہ آیت اُنہی کے حق میں اُتری۔ یہی بنی اُمیّہ شجرۂ خبیثہ ہیں۔ اِس میں یزید ملعون جیسے خُبثا شامل ہیں۔

*...... (روح المعانی، روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا (۲۷)	اللہ ایمانداروں کو اُس اچھی پاک
بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ فِی الۡحَیٰوۃِ	بات پر دُنیا اور آخرت (دونوں) میں
الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ یُضِلُّ	ثابت قدم رکھتا ہے۔ اور ظالموں کو
اللّٰہُ الظّٰلِمِیۡنَ ۟ۙ وَ یَفۡعَلُ	گمراہ قرار دیتا ہے۔ اللہ کو اختیار
اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ﴿۲۷﴾ ع	ہے کہ وہ جو چاہے وہ کرے۔

موت کے وقت اور بعد حالات بقول حضرت علیؑ

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "انسان کی موت کے وقت اُس کا مال، اولاد صورت اختیار کر کے اُس کے سامنے آتے ہیں۔ انسان اپنے مال سے کہتا ہے کہ میں نے بڑی محنت کے بعد تجھے جمع کیا تھا، اب تو میری کیا مدد کرے گا؟ مال کہتا ہے "میں تجھے کفن فراہم کر سکتا ہوں، اور بس۔" مایوس ہو کر مرنے والا اپنی اولاد سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ میں نے زندگی بھر تمہاری خدمت کی، اب تم میری کیا مدد کرو گے؟ اولاد کہے گی "ہم تم کو تمہاری قبر میں دفن کر سکتے ہیں، اور بس"۔ پھر وہ مرنے والا اپنے اعمال سے مخاطب ہو کر کہے گا: "خدا کی قسم میں تجھ سے لاپرواہ تھا۔ اب میں تیری امداد کا محتاج ہوں۔" عمل کہے گا: "میں قبر و حشر اور دربارِ خداوندی تک تیرے ساتھ ساتھ رہوں گا۔" پھر مومن کا اچھا عمل نہایت خوبصورت شکل میں اُس کے سامنے آئے گا، اور اُس کو جنّت کی بشارت دے گا۔ مومن پوچھے گا: "تو کون ہے؟" وہ جواب دیگا: "میں تیرا نیک عمل ہوں۔" پھر مرنے والا غسل دینے والے اور اپنے جسم کو اُٹھانے والوں کو پہچانتا ہوگا اور اُن کو جلدی لے جانے کی تلقین کرے گا۔ جب وہ قبر میں پہونچے گا تو دو فرشتے آئیں گے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

جن کے بال اور دانت زمین تک لمبے ہوں گے، اُن کی آواز بجلی کی کڑک، اور آنکھیں بجلی کی چمک پیدا کرتی ہوں گی۔ (جن کا نام مُنکر نکیر ہوگا) منکر نکیر اُس میں کمر تک روح ڈال کر بٹھائیں گے، پھر پوچھیں گے: "تیرا رب کون ہے؟" وہ کہے گا: "اللہ" پوچھیں گے "تیرا نبی کون ہے"؟ وہ کہے گا "محمد مصطفٰے ص" پوچھیں گے: "تیرا دین کیا ہے؟" وہ کہے گا: "اسلام" پھر پوچھیں گے: "تیرا امام کون ہے؟" وہ کہے گا: "علیؑ" پھر ندا آئے گی: "میرا بندہ سچ کہہ رہا ہے، اِس کو جنّت کا بستر دو، جنّت کا لباس پیش کرو۔ اور اِس کی قبر میں جنّت کی طرف دروازہ کھول دو۔"

اِس پر وہ فرشتے کہیں گے: "خدا تجھے تیرے قول پر ثابت رکھے۔"

اِسی کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ: "اللہ ایمان والوں کو ثابت رکھتا ہے، قولِ ثابت پر دنیا و آخرت میں": (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ)

پھر قبر میں نظر کی حد تک وسعت دی جائے گی۔ اور اُس کی قبر میں جنّت کا دروازہ کھول دیں گے، اور منکر نکیر کہیں گے: "آرام سے سوجا جس طرح بے فکر جوان سویا کرتے ہیں۔"

اگر مرنے والا کافر ہوگا تو اُس کا عمل بُری شکل میں اُس کے سامنے مرتے وقت آئے گا اُس کو دوزخ کی بشارت دے گا۔ فرشتے قبر میں اُس سے اُس کے نبی اور اُس کے دین کے متعلق پوچھیں گے۔ تو وہ کہے گا: "مجھے کچھ پتہ نہیں۔" پس اُس کے سر پر جہنّم کا گُرز ماریں گے کہ تمام ذی روح سوائے انسانوں اور جنوں کے، اُس کی آواز کو سُنیں گے۔ اور گھبرا جائیں گے۔ پھر اُس کی قبر میں جہنّم کا دروازہ کھول دیا جائے گا، جہنّم کا فرش بچھا دیا جائے گا، اور جہنّم کا لباس پہنا دیا جائے گا، جہنّم کے سانپ بچھو اُس کی قبر میں آموجود ہوں گے اور اُس کو کاٹتے رہیں گے اور اُس کا دماغ ناخنوں کے ذریعہ پگھل کر باہر آئے گا، اور قیامت تک اسی حالت میں رہیگا۔"

(الامان الحفیظ) ★ ---- (تفسیر عیاشی - کافی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

★ غرض مطلب یہ ہے کہ خدا مومن کو مرنے کے وقت حق کی گواہی دینے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اور منکر نکیر کے سوال کرنے کے وقت اُس کی زبان پر حق کو لاتا ہے۔

★...... (فتح الرحمٰن)

★ جب مومن، منکر نکیر کو صحیح جواب دیتا ہے تو وہ دونوں فرشتے مومن کو اس طرح دعا دیتے ہیں کہ: "اللہ تجھے اچھی بات پر ثابت قدم رکھے"۔

★....... (فصل الخطاب)

★ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "حق پر قیام قبر میں نمایاں طور پر ظاہر ہوگا۔ اور اس آیت سے مراد یہی موقع ہے"۔

★....... (تفسیر علی ابن ابراہیم)

تفسیرِ عارفانہ اہلِ ایمان کو توحید اور کلمۂ توحید کو دل سے مان لینے کی وجہ سے زندگی بھر اور پھر مرنے کے بعد سیر فی الحقائق کی قدرت خدا عطا فرماتا ہے۔ اربابِ احوال کی سیرِ انوارِ ذکر کی برکت سے اللہ ثابت رکھے گا۔ وہ ہمیشہ ملکوت السمٰوات والارض میں سیر کرتے رہیں گے۔ بلکہ انوارِ ذکر کے پروں کی طاقت سے جبروت کے عالم میں انھیں پرواز کی طاقت بخش دی جائے گی۔

★.... (تاویلاتِ نجمیہ)

★ جنابِ رسولِ خداؐ اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں بُخل، بُزدلی، رذیل عمر، دجّال کے فتنے اور عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں"۔

★..... (روح المعانی)

★ خدا کا فرمانا کہ: "اللہ ایمانداروں کو ثابت قدم رکھتا ہے"۔ یعنی اُن پر شیطان کے بہکانے کا اثر اتنا نہیں ہوتا کہ وہ مرتے دم ایمان پر قائم نہ رہ سکیں۔ اسی لیے وہ مرتے دم تک ایمان پر قائم رہتے ہیں جب منکر نکیر اُن سے سوال کرتے ہیں تو اُس کا جواب صحیح دیتے ہیں۔ ثابت قدمی کے ساتھ اُن کو مطمئن کرتے ہیں۔ ثابت قدمی کی یہی تفسیر بہت سی حدیثوں میں بھی آئی ہے۔ مثلاً طبرانی اور ابن مردویہ نے اس کو نقل کیا ہے۔ ★

★ (تھانوی - تفسیر درمنثور - ابن جریر)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا (٢٨) کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا
نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا جنھوں نے اللہ کی نعمت[ع] کے بدلے میں
قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۙ ٢٨ ناشکری کی، اور (اسطرح) اپنی قوم کو
ہلاکت اور بربادی کے گھر[ث] میں داخل کردیا۔

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ (٢٩) جو جہنّم ہے۔ جس میں وہ جھونک
الْقَرَارُ ۝ ٢٩ دیے جائیں گے۔ اور وہ تو بہت
ہی بُرا ٹھکانا ہے۔[ے]

(آیت ٢٨ [ث]) "بَوَارِ" کے اصلی معنی زیادہ کھوٹے ہونے کے ہیں۔ اب کیونکہ کسی چیز میں زیادہ کھوٹ ہونا اُس کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے اِسی لیے بوار کے دوسرے معنی ہلاکت اور بربادی کے ہوجاتے ہیں۔

*...... (لغات القرآن نعمانی جلد ٢ ص ٥١)

[ع] خدا کی سب سے بڑی نعمت اہلبیتِ رسولؐ ہیں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا: "بندوں پر خدا کی عطا کی ہوئی (سب سے بڑی) نعمت ہم ہیں۔ قیامت کے روز جو بھی کامیاب ہوگا، وہ ہماری وجہ سے کامیاب ہوگا۔"

*..... (تفسیر برہان)

[ے] جہنّم کافروں کا ٹھکانا ہے (آیت ٢٩) آیت کے آخری الفاظ "جہنّم بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے" اِس ٹھکانے (قرار) کے لفظ نے بتا دیا کہ کفر اور انکار کرنے والے صرف جہنّم سے گذارے نہیں جائیں گے، بلکہ جہنّم اُن کے لیے ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی جگہ ہوگی۔ (الامان، الحفیظ)

*....... (تفسیر کبیر)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا (۳۰) (یہ اس لیے کہ) انھوں نے اللہ کے ہمسر
عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا اور ہم مرتبہ (دوسرے خدا) قرار دے لیے تاکہ
فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۝۳۰ وہ (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے
بہکا دیں۔ کہہ دیجیے کہ اچھا (کچھ دن) مزے اُڑا لو۔ آخر کار تو تمھیں پلٹ کر
جہنّم کی آگ ہی میں تو جانا ہے۔

شرک کی قسمیں

(۱) شرک کی کئی قسمیں ہیں جیسے ستارہ پرستی۔ یعنی ستاروں کو فاعلِ حقیقی، مستقل مؤثر اور کائنات کے نظام میں خدا کا شریک سمجھنا۔

(۲) شرک کی دوسری شکل اوتار پرستی کی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا فلاں شخص یا بزرگ یا جانور کے جسم میں داخل ہو گیا۔

(۳) شرک کی تیسری شکل اُمراء اور بادشاہوں کو ہر قسم کے نفع نقصان کا مالک سمجھ لینا ہے۔ اُنہی سے تمام توقعات وابستہ کر لینا ہے۔ ★..... (ماجدی)

؎ بتوں سے تجھ کو اُمیدیں خدا سے نومیدی :. مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟
★..... (اقبال)

★ اب خدا کا یہ فرمانا کہ: "اچھا (کچھ دن اور) مزے اُڑا لو"۔ تو یہ بات یاد رہے کہ دنیا دارِ عمل ہے، دار الجزاء نہیں۔ اس لیے دنیا میں سخت سے سخت کافر، مشرک اور فاسق بھی سزا سے بچے خدا و ندی بچ سکتا ہے
★..... (ماجدی)

★ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ: "بدترین اور فاجر ترین گروہوں نے تم سے بُرائی کرنے کا ارادہ کیا تو تم نے اُن کو پہلے بدر میں مزہ چکھایا۔ پھر خدا نے اُن کو کچھ دن زندگی (گذارنے اور) مزہ اُڑانے کی مہلت دی۔" ★..... (روح المعانی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (۳۱) آپؐ میرے اُن بندوں سے
يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا کہیئے جو ایماندار ہیں کہ وہ نماز کی
مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً پابندی کیا کریں اور اُس میں سے
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ جو ہم نے دیا ہے چُھپ چُھپا کر
لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝ ۳۱ بھی اور ظاہر بظاہر خیرات کیا کریں۔

اِس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ تو کوئی خرید و فروخت ہی ہوگی اور نہ آپس میں کوئی دوست ہوگا۔ (یعنی نیک عمل نہ تو بکیں گے اور نہ ہی یاری دوستی میں حاصل کیے جاسکیں گے)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

قیامت کے روز اعمال کی خرید و فروخت نہ ہوگی

مطلب یہ ہے کہ نیک عمل بِکاؤ مال نہیں۔ اِس لیے وہاں دوستی کے سبب کوئی رعایت نہ کرے گا۔

★ ..... (موضح القرآن)

★ قیامت میں کوئی دوستی یا کسی قسم کے کوئی تعلقات کام نہ آئیں گے۔

★ .... (تفسیر علی بن ابراہیم)

★ خدا کا یہ فرمانا کہ: "میرے ان بندوں" (عِبَادِيَ) یعنی خدا کا ہمیں اپنا بندہ فرمانا "میرے بندے" کہنا، ہماری انتہائی عزت افزائی اور ہمارا اعظیم شرف ہے۔

★...... (ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

آیت کا پیغام : ★ آیت کا پیغام یہ ہے کہ: اہلِ ایمان کا طریقۂ زندگی کافروں کے طریقۂ زندگی سے مختلف ہونا ضروری ہے کیونکہ کافر کفرِ نعمت (نعمت سے انکار) کرتا ہے۔ اور مومن شکر ادا کرتا ہے۔

★ شکر کا عملی طریقہ یہ ہے کہ مومن نماز پڑھے اور اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرے۔ (تفہیم القرآن)

★ امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

" اَقَلُّ مَا یَلْزَمُکُمْ لِلّٰہِ اَنْ لَّا تَسْتَعِیْنُوْا بِنِعَمِہٖ عَلٰی مَعَاصِیْہِ "

یعنی: (اللہ کا تم پر کم سے کم حق جو عائد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اُس کی عطا کردہ نعمتوں سے گناہوں میں مدد نہ لو۔)

(نہج البلاغۃ ص۹۱۴) ....

عِبَادِیَ : " میرا بندہ " خدا کا ہم گناہگاروں کو اپنا بندہ (عبادی) فرمانا اُس کا بہت بڑا کرم ہے اِس لیے کہ اصولِ فقہ کا قاعدہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو بیٹا (یا ولد، یا ابن) کہدے تو غلام آزاد نہیں ہوتا لیکن اگر اُسے " ولدی " یا " ابنی " یعنی " میرا بیٹا " کہدے تو وہ آزاد ہوجائے گا بوجہ اضافت کے۔ یعنی میرا بیٹا کہنے کی وجہ سے۔ اِس قاعدے کی رُو سے خدا نے ہم گنہگاروں کو اپنا بندہ " عبادی " فرما کر اپنے مومن بندوں کو جہنم سے آزاد فرمادیا۔ نیز یہ کہ بندگی سے بڑا کوئی عہدہ نہیں۔ اپنا بندہ کہکر عظیم عزت سے نوازا۔

★.... (روح البیان)

★ دوسری مدح مومنین کی یہ کی گئی کہ اُن کو مومنین کہکر مخاطب فرمایا، شکر کی ترغیب دے کر کفرِ نعمت کی آفت سے بچایا۔ ★.... (تھانوی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِىَ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ ۳۲

(۳۲) اللہ وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی اُتارا (برسایا)۔ پھر اُس کے ذریعے سے تمھاری روزی کے لیے پھل پیدا کیے۔ اور کشتیاں بھی تمھارے قابو میں دے دیں تاکہ وہ خدا کے حکم سے پانی میں چلیں اور دریاؤں تک کو تمھارے قبضے میں دے دیا۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ ۳۳

(۳۳) (بلکہ) سورج اور چاند تک کو تمھارے قابو میں دے دیا جو ہمیشہ چلتے ہی رہتے ہیں۔ اور رات و دن کو بھی تمھارے لیے مطیع و مسخر کر دیا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

★ "۔ تسخیر کے معنی کسی چیز کو کسی کے قبضے یا قابو میں دینا ہے لیکن مشاہدہ اور وجدان یہ ہے کہ چاند اور سورج ہمارے قابو میں نہیں ہیں اِس لیے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مستقبل میں انسان ارتقاء کی کسی منزل پر ضرور چاند اور سورج کو قابو میں کر لے گا۔ البتہ روحانی طاقتوں کے بل پر کچھ ہستیاں ایسی تھیں جن کی حکمرانی چاند اور سورج پر بھی چلتی تھی ....." (فصل الخطاب) (شق القمر اور ردِّ شمس کا واقعہ رسولِ خداؐ اور وصیِ رسولؐ سے منسوب ہے)

www.drhasanrizvi.com

وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ (۳۴) (غرض) وہ سب کچھ تمھیں دیا
وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ جو تم نے مانگا۔ اگر اللہ کی نعمت
لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے (مگر
لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝ ۳۴ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی ظالم ع ۱۷
(بے انصاف)، حد سے بڑھ جانے والا اور بڑا ہی ناشکرا ہے۔

اللہ کی بے انتہا نعمتیں اور اُن کی عظمت

حضرت سماک جو ایک عظیم عارف انسان تھے ایک بادشاہ کے پاس اپنے کسی کام کے لیے تشریف لے گئے، اُس وقت بادشاہ پانی کا ایک گلاس پینے کے لیے ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔ بادشاہ نے حضرت سماک سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ حضرت سماک نے فرمایا: "اگر ایسی سخت پیاس ہو کہ آپ جاں بلب ہو رہے ہوں اور کوئی یہ کہے کہ ساری سلطنت مجھے دے دو تب پانی پلاؤں گا" تو کیا آپ اپنی ساری سلطنت کے بدلے وہ پانی کا گلاس لینا پسند فرمائیں گے؟

بادشاہ نے کہا: تمام سلطنت جان سے زیادہ پیاری نہیں ہو سکتی۔ میں اُسے ساری بادشاہی دینا منظور کرلوں گا۔

آپ نے فرمایا: "جب صرف پانی کا ایک پیالہ آپ کی ساری شاہی اور بادشاہی کی قیمت ہے تو پھر ایسی بادشاہی کا کیا اعتبار؟" اِس سے معلوم ہوا کہ پانی خدا کی ایسی عظیم نعمت ہے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

جس پر بندہ ساری خدائی قربان کرسکتا ہے۔ پھر دیگر نعمتوں کا کیا کہنا؟ انسان تو ایک سانس کی نعمت کی قیمت ادا نہیں کرسکتا۔ ایک سانس اگر بند ہوجائے تو انسان اُس ایک سانس کو حاصل کرنے کے لیے ساری خدائی قربان کردے گا۔

اِس سے ثابت ہوا کہ خدا کی نعمتوں کا شمار نہیں ہوسکتا۔

★..... (روح البیان)

★ حضرت داؤد علیہ السّلام نے عرض کیا: "اے خدا! میں تیری نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا۔ اِس لیے کہ اگر صرف ایک سانس لینے کی نعمت کا شکر ادا کرنا چاہوں تو مجھ پر لازم ہوگا کہ ایک سانس لوں تو دو سجدے شکر کے ادا کروں۔ اِس لیے کہ ایک سانس میں دو نعمتیں پنہاں ہیں۔ ایک سانس کا جسم میں داخل ہونا، اور پھر اُس کا خارج ہونا۔ جب صرف ایک سانس کا شکر ادا نہیں کرسکتا تو دوسری تمام نعمتوں کا شکر کیسے ادا کرسکوں گا۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

★..... (زبور)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے خداوندِ عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کہا: "تم میرا ایسا شکریہ ادا کرو جس کا میں مستحق ہوں۔"

حضرت موسیٰؑ یہ حکم سن کر رونے لگے اور مسلسل گڑگڑاتے رہے کہ "بارِالٰہا! مجھے اِس حکم سے معاف رکھو۔"

جب تین دن گذر گئے تو خداوندِ عالم نے وحی کی کہ: موسیٰؑ! تم نے حقِ شکر ادا کردیا۔ اِس لیے کہ جب تم نے اِس بات کا اعتراف کرلیا کہ میں خدا کا شکر ادا نہیں کرسکتا تو تم نے حقیقت میں ایسا شکر ادا کیا جس کا میں مستحق اور سزاوار ہوں۔"

★..... (الکافی)

نتیجے:- (۱) اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری کائنات انسان کی خدمت

www.drhasanrizvi.com

کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ گویا اصل مقصود حضرتِ انسان ہے، باقی ساری کائنات انسان کے طفیل میں پیدا ہوئی ہے۔

نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے ∴ جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کے لیے

* ...... (اقبال)

(۲) خدا کی سب سے عظیم نعمتیں خدا کی معرفت اور اُس کے دین کو سمجھنا ہے۔

(۳) جب انسان خدا کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے تو وہی نعمتیں اُس کے لیے عذاب بن جاتی ہیں۔

* ...... (تاویلات نجمیہ۔ روح البیان)

غرض اللہ کی نعمتیں تو اس قدر بے شمار ہیں کہ اگر اُن کو گننے لگو تو گن نہیں سکتے مگر سچ یہ ہے کہ آدمی بہت بے انصاف ہے۔ بڑا ہی ناشکرا ہے۔ وہ کبھی اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے برعکس کفرِ نعمت اور معصیت کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ خود آیت میں فرمایا ہے کہ: "حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ظالم (بے انصاف) حد سے بڑھ جانے والا، اور بڑا ہی ناشکرا ہے۔"

* ...... (تھانوی)

* یعنی انسان جو جو چیزیں مانگتا ہے مثلاً رزق، تندرستی، مال، گھر، دولت اور بیوی، بچے وغیرہ، اُس نے یہ سب عطا فرمائیں، بلکہ اگر شمار کرنا چاہو تو اُس کی نعمات حد و حساب سے باہر ہیں۔ غالباً مقصود یہ ہے کہ جو چیزیں مانگتے ہیں، اُس نے بے مانگے عطا فرمائی ہیں پس وہ لائق صد شکر ہے۔

* ...... (تفسیر انوار النجف)

* پھر یہ بھی فرمایا: "اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو میں اُن میں اضافہ کردوں گا اور اگر کفرانِ نعمت کیا تو بلاشبہ میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔" (القرآن)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ؕ ۳۵ (۳۵)

اور جب ابراہیمؑ نے دُعاء کی کہ اے میرے پالنے والے مالک! اِس شہر (مکّہ) کو امن و امان کا شہر بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو اِس بات سے بچائے رکھ کہ ہم بُتوں کو پُوجیں۔

نسلِ ابراہیمؑ کی فضیلت

ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "اگر آپؑ اپنے باپ کے بیٹے ہیں تو یقیناً آپؑ بُت پرستوں کی اولاد ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: "تو نے جھوٹ بولا۔ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو یہ حکم دیا تھا کہ اسماعیلؑ کو مکّے لا کر آباد کریں۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اُنھوں نے خدا سے عرض کی: "اے میرے پالنے والے مالک! اِس شہر (مکّہ) کو امن و امان کا شہر بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو اِس بات سے بچائے رکھ کہ ہم بُتوں کو پُوجیں"۔ پس اولادِ اسماعیلؑ میں سے کسی نے بُت نہیں پُوجا۔ ہاں عرب ضرور بُت پرست تھے۔ اولادِ اسماعیلؑ میں جو کافر ہو گئے تھے وہ بھی (بُتوں کو نہیں پوجتے تھے، بلکہ) یہ کہتے تھے۔ "هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا" (یعنی) "یہ بُت ہماری خدا سے شفاعت کریں گے"۔ مگر اُنھوں نے بُت پوجے نہیں"۔

* ..... (تفسیر صافی صـ ۲۶۶ بحوالہ تفسیر قمی)

★ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السّلام نے فرمایا کہ: "خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

یہ ارشاد فرمایا: "لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ" (یعنی) "میری طرف کا عہدۂ امامت ظالموں کو نہیں ملے گا۔" اب کیونکہ خدا نے خود شرک کو سب سے بڑا ظلم قرار دیا ہے جیسا کہ خود ارشاد فرمایا ہے:
"اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ" (یعنی) شرک یقیناً سب سے بڑا ظلم ہے۔"
پس حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ امامت کا عہدہ وہ نہ پاسکیں گے جو بُت پوجیں گے اس لیے انھوں نے دعا کی "اے اللہ! میری اولاد کو اس بات سے بچالے کہ بُتوں کو پوجیں۔"
*...... (احتجاج طبرسیؒ)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا، مجھ تک اور میرے بھائی علیؑ تک پہنچی کہ ہم دونوں میں سے کسی نے کبھی کسی بُت کو سجدہ نہیں کیا پس اللہ نے مجھے نبیؐ بنایا اور علیؑ کو میرا وصی بنایا۔"
*...... (امالی)

★ البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں بہت سے کافر اور مشرک بھی نظر آتے ہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اولادِ ابراہیمؑ میں ہر دور میں ایسے افراد ضرور رہے ہیں جن کی پیشانی کبھی معبودانِ باطل کے سامنے نہیں جھکی۔ وہی لوگ دعاءِ ابراہیمیؑ کے اصل مصداق ہیں۔
*...... (فصل الخطاب)

★ اور ایسے افراد میں اکمل ترین افراد اہلِ بیتؑ کی ذوات مقدسہ ہیں جن کے اعلیٰ ترین فرد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ جن کو کرّم اللہ وجہہٗ کہا جاتا ہے۔ یعنی خدا نے اُن کے چہرے کو عزت بخشی کہ وہ کبھی غیرِ خدا کے سامنے نہیں جُھکا۔ (متفق علیہ)

نتیجہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے تک توحید کا دامن اگر مضبوطی سے پکڑے رہنے والے کوئی تھے تو وہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے تھے۔ اسی لیے ہم اجدادِ رسولؐ کو مومن اور موحد مانتے ہیں۔
*........ (روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا (٣٦) اے میرے پالنے والے مالک!

مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ اِن بتوں نے تو بہت سے لوگوں کو

فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ گمراہ کردیا ہے۔ تو جو میری پیروی کرتے

فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ٣٦ ہوئے میرے راستے پر چلے، تو وہ حقیقتاً

مجھ سے ہے۔ (یا) وہ میرا ہے۔ اور جو میرا کہنا نہ مانے تو بلاشبہ تُو بڑا

ہی بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے۔

پیروی کرنے کا نتیجہ

حضرت ابراہیمؑ کی زبانی خدا کا یہ فرمانا کہ: "جو میری پیروی کرتے ہوئے میرے راستے پر چلے گا، تو وہ حقیقتاً مجھ سے ہے۔" اس کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص ہم (اہلِ بیتِ رسولؐ) سے محبت رکھے گا۔ (یعنی ہماری محبت کی بناء پر ہماری پیروی کرے گا) وہ ہم اہلِ بیتؑ میں شمار کیا جائے گا۔"

پوچھا گیا: "کیا آپؑ کی طرح اہلِ بیتِ رسولؐ میں سے ہو جائے گا۔"؟

فرمایا: "ہاں، ہم میں سے۔ کیا تم نے حضرت ابراہیمؑ کا یہ قول نہیں سنا: "فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ" (جو میرے راستے پر چلے گا وہ حقیقتاً مجھ سے ہے)"

★ .... (تفسیر صافی صہ ۲۶۶ بحوالہ تفسیر قمی)

★ حضرت ابراہیمؑ کا بتوں کے بارے میں فرمانا: "مالک! ان بتوں نے بہت سوں کو گمراہ کر دیا ہے۔"

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

یہ مجازی کلام ہے۔ کیونکہ بُت بہت سے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔ اس لیے گمراہ کرنے کی نسبت اُن کی طرف دی گئی ہے۔ (ماجدی)

حضرت ابراہیمؑ کی انسان دوستی

اور آخر میں حضرت ابراہیمؑ کا یہ فرمانا کہ: "جو میرا کہنا نہ مانے تو بلاشبہ (اے خدا!) تُو بڑا ہی بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے۔" یہ کلمات حضرت ابراہیمؑ کی انتہائی شرافت شفقت، انسان دوستی اور نرم دلی کا ثبوت ہیں۔ وہ کسی بھی انسان کو کسی طرح عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوتا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ اپنے باغیوں تک کے لیے معافی کی درخواست فرما رہے ہیں۔ یہ نہیں فرماتے کہ "جو میرے خلاف چلے اُس کو سزا دیجیو، بلکہ فرما رہے ہیں کہ اُن کے لیے تُو غفور و رحیم بن جانا۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

حضرت ابراہیمؑ کا یہی حال اُس وقت ہوا جب قومِ لوطؑ پر عذاب لے کر فرشتے آتے۔ اُس وقت بھی خدا نے فرمایا کہ: "ابراہیمؑ ہم سے جھگڑنے لگا" "يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ" (ھود ۷۴)

اسی طرح حضرت عیسٰیؑ گناہگاروں کے لیے خدا سے فرمائیں گے: "اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" (مائدہ ۱۱۸)

"اگر حضور ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں۔ اور اگر معاف کر دیں تو آپ بالادست اور حکمت سے کام لینے والے ہیں۔" (مائدہ ۱۱۸)

(تفہیم القرآن)

------★

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُن کا بندہ بنوں گا جن کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

(اقبال)

★ اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں کہ میرے شیخ نے فرمایا: "دنیا کے طالب بہت ہیں، مگر آخرت کے طالب

www.drhasanrizvi.com

بہت کم ہیں۔ اور طالبِ مولیٰ (خدا کے طالب) اِس قدر کم ہیں جیسے سلاطین و ملوک کم ہوتے ہیں (اور عوام بے شمار ہوتے ہیں) اِسی طرح اولیائے خدا عوام کی بہ نسبت بہت کم ہوتے ہیں۔ (اور اولیائے خدا طالبانِ مولیٰ ہوتے ہیں۔)

٭..... (روح البیان)

نکتہ: حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا یہ فرمانا کہ: "اور جو میرا کہنا نہ مانے تو بلاشبہ (اے خدا) تُو بڑا بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہے۔" حضرت ابراہیمؑ نے یہ نہ فرمایا کہ: "جس نے تیرا کہنا نہ مانا" بلکہ فرمایا: "جس نے میرا کہنا نہ مانا۔" اِس طرح خدا کی بارگاہ میں ادب بھی فرمایا اور گناہگاروں کے نام کو بلکا فرما کر مغفرت اور رحمت کی درخواست کی۔ پھر خود اپنی شرافت کا بھی ثبوت دیا' اور گناہگاروں کی معافی کا بھی بندوبست فرمایا کہ جب میں اپنے گناہگار کو معاف کر سکتا ہوں تو اے خدا! تیری مغفرت اور رحمت کی تو کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔

٭..... (تاویلاتِ نجمیہ)

رحمتِ خداوندی

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ:

"قیامت کے دن اللہ کی طرف سے اعلان ہوگا کہ:

"اے محمد مصطفےٰ کی اُمّت! جو میرا ذاتی حق ہے وہ میں نے تمھیں معاف کیا۔ اب اُس کے جو تبعات ہیں وہ تم ایک دوسرے کو معاف کردو اور میری بہشت میں داخل ہو جاؤ۔""

٭..... (روح البیان)

٭ امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام نے اپنی دعا میں عرض کیا:

"اے خدا! اگر تیری رحمت صرف اطاعت کرنے والوں کے لیے ہے' تو گنہگاروں کو بخشنے والا کون ہے؟"

؎ میں گنہگار' سیہ کار' خطا کار مگر ؂ کس کو بخشے تری رحمت جو گنہگار نہ ہو؟

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ۝۳۷

(۳۷) اے ہمارے پالنے والے مالک! میں نے اپنی اولاد میں سے کچھ کو اس بغیر کھیتی والی چٹیل وادی میں تیرے ہی محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے، اے ہمارے پالنے والے مالک! یہ اس لیے کیا ہے کہ وہ لوگ یہاں نماز کو پابندی سے قائم رکھیں (یا) نماز کی بنیاد قائم کریں۔ لھٰذا تُو کچھ لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ وہ اُن کی طرف جُھکنے لگیں، اور اُنھیں طرح طرح کے پھلوں میں سے رزق عطا فرما تاکہ شاید وہ تیرا شکر ادا کرتے رہیں۔ (یا) تیرے شکر گذار بن جائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا،

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی اولاد کے لیے یہ دُعا فرمانا کہ: "اے ہمارے پروردگار! تُو کچھ لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ وہ اُن کی طرف جُھکنے لگیں۔" اس سلسلے میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "کچھ لوگوں کے دل ہماری طرف جھکتے ہیں کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کی

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

دُعا یہی تھی ۔ کہ: "اے ہمارے پالنے والے مالک! کچھ لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ وہ اُن کی طرف (یعنی میری اولاد کی طرف) جھکنے لگیں"۔

*...... (تفسیر صافی صـ ۲۶۶ بحوالہ احتجاج طبرسی)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "حضرت ابراہیمؑ کی مراد بیت اللہ نہ تھا۔ اگر بیت اللہ مراد ہوتا تو آپؑ "تَھْوِیْ اِلَیْہِ" فرماتے۔ (یعنی اِلَیْھِمْ جو ضمیر جانداروں کی طرف اشارہ کرتی ہے، نہ فرماتے) خدا کی قسم! حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا مقصود ہم (اولادِ رسولؐ) ہیں۔ (کیونکہ آلِ محمدؐ ہی صحیح معنی میں اولادِ ابراہیمؑ کا تسلسل ہیں، اسی لیے درود میں آلِ ابراہیمؑ کے ساتھ ساتھ آلِ محمدؐ پر درود پڑھا جاتا ہے)

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ۔" (کافی)

(قرآن مجید ترجمہ مولانا حافظ فرمان علیؒ)

★ جب حضرت ابراہیمؑ دعاء مانگ چکے تو خدا کا حکم ہوا کہ اب کوہِ ابوقبیس پر چڑھ کر لوگوں کو حج پر آنے کے لیے بلاؤ۔ خدا نے اپنی قدرت سے مشرق سے مغرب تک آپ کی آواز پہنچا دی۔ قیامت تک پیدا ہونے والوں میں سے جن جن لوگوں کی ارواح نے آپ کی آواز پر لبیک کہا، وہی لوگ حج پر جاتے ہیں۔"

*...... (تفسیر برہان)

★ یہ حضرت ابراہیمؑ کی اسی دعاء کی برکت ہے کہ دنیا بھر کے لوگ کھنچ کھنچ کر مکہ آتے ہیں اور ہر زمانے میں ہر طرح کے پھل، غلے اور تمام سامانِ رزق مکہ میں موجود پاتے ہیں، حالانکہ اس وادی میں جانوروں کے لیے چارہ تک نہیں اُگتا۔

*...... (تفہیم)

★ عرفاء کے نزدیک: بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ "تیرا پاک محترم گھر" سے مراد

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

مومن کا قلب ہے۔ اور یہ محترم اِس لیے ہے کہ اِس میں غیرُ اللہ کا داخلہ حرام ہے۔ جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے کہ خدا نے ارشاد فرمایا:

"میں نہ زمین میں سما سکتا ہوں نہ آسمان میں۔ میرا گھر مومن کا قلب ہے۔"

٭۔۔۔۔ (تاویلاتِ نجمیہ)

؎ کعبہ اگرچہ ٹوٹا تو کیا جائے غم ہے شیخ
کچھ قصرِ دل نہیں کہ بنایا نہ جا سکے

؎ دل بدست آور کہ حجِ اکبر است

یعنی: مومن کا دل خوش کرنا حجِ اکبر کا ثواب رکھتا ہے۔ (سعدی)

٭ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تو اُس وقت یہ گھر نہ بنا تھا، بلکہ جب اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو (دونوں باپ بیٹے نے ملکر اس گھر کو بنایا) مقصد یہ ہے کہ تیرے بننے والے گھر کے قریب میں اپنی ذرّیت کو چھوڑ کر جا رہا ہوں کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کو یہ بات معلوم تھی کہ یہاں بیتُ اللہ بننا ہے۔ یا یہ کہ بیتُ اللہ پہلے موجود تھا، پس طسم و جدیس کے قبیلوں نے منہدم کر دیا تھا۔ یا یہ کہ طوفانِ نوحؑ کے زمانہ میں اوپر اٹھا لیا گیا تھا۔ پس یہاں گھر سے مراد ہے گھر کا مقام و توقع"

اور لوگوں کے دلوں کو مائل کرنے کی دعا اِس لیے کی تاکہ اُن کی روزی کشادہ ہو، ورنہ اگر لوگوں کے دل حج و عمرہ کی غرض سے یا تجارت کی نیت سے اس طرف مائل نہ ہوں تو وہاں کے لوگوں کے لیے زندگی مشکل ہو جائے۔ مِنَ النَّاسِ پر مِنْ بعضیہ لگا دیا پس دعا کو مسلمانوں کے لیے خاص کر دیا ورنہ یہود و نصاریٰ و مجوس کی کثرت بسے مکہ میں جگہ تنگ ہو جاتی۔

٭۔۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعۡلَمُ مَا نُخۡفِىۡ وَمَا نُعۡلِنُ‌ ؕ وَمَا يَخۡفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۝۳۸

(۳۸) اے ہمارے پالنے والے مالک! یقیناً تو اُسے بھی جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں، اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں (کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ اللہ پر تو کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے، نہ زمین میں نہ آسمانوں میں

دُعاء کی ضرورت

خدا ہماری تمام حاجتوں تمناؤں، خوابوں اور آرزوؤں کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے، خواہ ہم اُنھیں ظاہر کریں یا چھپائیں۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ پھر دُعاء مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟ دُعاء مانگنے کے اوّلین مقاصد:

(۱) اظہارِ عبدیت اور (۲) اپنی محتاجی کا اعتراف کرنا ہے۔ (۳) نیز دُعاء کے ذریعے سے خدا سے قلبی تعلق پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے (۴) اپنے کبر و سرکشی کو کچلنا بھی دُعاء کا ایک اہم مقصد ہوتا ہے۔ (۵) اپنے اندر سے احساسِ تنہائی کو دور کرنا اور اپنے اندر (۶) خدا کی پناہ میں محفوظ ہونے کا احساس جگانا بھی دُعاء کا اہم مقصد ہے۔

...... (مؤلف)

علمِ خدا کی وسعت

محققین نے اِس آیت سے یہ بات ثابت کی ہے کہ:

خدا کا علم صرف کلیات ہی پر محیط نہیں، بلکہ جزئیات پر بھی حاوی ہے۔ اِس لیے ہندوستان اور یونان کے اُن فلاسفہ کا نظریہ غلط ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کا علم صرف کلیات پر حاوی ہے، جزئیات پر حاوی نہیں۔

..... (ماجدی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ وَهَبَ (۳۹) ہر قسم کی تعریف اور شکر ہے
لِیۡ عَلَی الۡکِبَرِ اِسۡمٰعِیۡلَ اُس خدا کا جس نے مجھے اِس
وَ اِسۡحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ بڑھاپے میں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ
الدُّعَآءِ ۝ ۳۹ (جیسے بیٹے) دیئے۔ واقعاً میرا پالنے والا
مالکؑ دعاء کا بہت سننے والا ہے۔

رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ (۴۰) اے میرے پالنے والے مالک!
وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ٭ۖ رَبَّنَا وَ مجھے نماز کو پابندی سے قائم رکھنے
تَقَبَّلۡ دُعَآءِ ۝ ۴۰ والا بنا دے اور میری اولاد میں سے
بھی (نماز کو پابندی سے قائم رکھنے والے بنا) اے ہمارے پالنے
والے مالک! اور میری دُعاء کو قبول فرما۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

حضرت ابراہیمؑ کو بڑھاپے میں اولاد عطاء ہوئی

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ: جب حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۹۹ برس تھی تو حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ اور جب آپؑ کی عمر ۱۱۲ برس تھی تو حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ حضرت اسحاقؑ سے سن وسال میں ۱۳ برس بزرگ تھے۔ اور حضرت ابراہیمؑ کا ایک تیسرا بیٹا بھی بعض کتب میں منقول ہے جن کا نام مَدۡیَن تھا۔

* ..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ (۴۱) اے ہمارے پالنے والے مالک!

وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ مجھے اور میرے ماں باپ کو، اور

الْحِسَابُ ع ۴۱ سارے کے سارے ایمان داروں ع ۱۸

کو اُس دن اپنی رحمت سے ڈھانپ لینا (یا) معاف کر دینا

جب حساب لیا جائے گا۔

حضرت ابراہیمؑ کی دُعاء

اہلِ سنّت کے عظیم مفسّر صاحبِ "جلالین" نے اس آیت پر یہ نوٹ لکھا ہے کہ: "حضرت ابراہیمؑ نے یہ دُعاء اُس وقت فرمائی تھی جب اُنھیں یہ پتہ نہ تھا کہ اُن کے والدین اللہ کے دشمن ہیں۔" حالانکہ تمام مفسّرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے تھے تو حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۹۹ سال تھی، اور جب حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے تھے تو حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۱۱۲ سال تھی۔ مگر اس کے باوجود اُن کو معلوم نہ ہو سکا کہ اُن کے والدین خدا کے دوست تھے یا دشمن تھے۔ لیکن صاحبِ "جلالین" کو معلوم ہو گیا کہ وہ خدا کے دشمن تھے۔

★...... (فصل الخطاب)

★ اصل میں یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے اصل والدین مومن تھے۔ اور اُن کے پالنے والے آزر اُن کے چچا تھے۔ اس لیے قرآن نے آزر کو "اَب" کہا ہے، والد نہیں کہا۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ آزر طبعی باپ نہ تھے۔

★...... (تبیان)

★ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والدِ ماجد کا نام "تارخ" تھا۔ اور

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

اِس آیت میں والدین سے مراد اصلی ماں باپ ہیں جو اہلِ ایمان میں سے تھے۔

★..... (تفسیر تبیان، تفسیر کبیر امام رازی)

★ "غفر" کے اصل معنی رحمتِ خدا کا ڈھانپ لینا ہوتا ہے۔ اور رحمتِ خدا کی ضرورت جس طرح غیر معصوم کو ہوتی ہے اُسی طرح معصوم کو بھی ہوتی ہے۔ اِس لیے حضرت ابراہیمؑ کا اپنے لیے مغفرت طلب کرنا' اُن کے غیر معصوم ہونے کو ثابت نہیں کرتا۔

★..... (ماجدی)

★ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "جس نے اپنی دُعاء میں مومن مرد اور مومنہ عورت کو شامل کیا اُس کی دعاء قبول ہوگی۔"

(مومنین کے لفظ میں تمام مومن عورتیں بھی شامل ہیں۔)

★..... (روح البیان)

★ امامِ جماعت کے لیے یہ مکروہ ہے کہ وہ نماز میں صیغہ واحد کے ساتھ اپنے لیے دعاء کرے۔ اُس کو دُعاء میں جمع کا صیغہ استعمال کرنا چاہیئے تاکہ اُس کی دعاء میں سب شامل ہو جائیں

★ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"جو شخص کسی قوم کی امامت کرتا ہے اور دُعاء میں صرف اپنے لیے دُعاء کرتا ہے اور جماعت کو اپنی دعاء میں شامل نہیں کرتا تو وہ اُن سے خیانت کرتا ہے۔"

★..... (اسرار المحمدیہ)

★ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"دعاء میں جتنے مرد اور عورتیں اہلِ ایمان کو شامل کیا جائے گا' اُن کی گنتی کے مطابق دُعاء کرنے والے کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی۔"

★...... (روح البیان)

تفسیرِ عارفانہ

"رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ" یعنی: اے ہمارے خدا! مجھے اپنی رحمت میں ڈھک لے۔ یعنی:

Presented by: https://jafrilibrary.com

www.drhasanrizvi.com

میں تیری رحمت میں اِس طرح ڈھک جاؤں کہ اپنے وجود کو بھی نہ دیکھ سکوں، تاکہ میرا وجود میرے اور تیرے درمیان حجاب نہ رہے۔

*...... (تاویلاتِ نجمیہ)

★ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی دعائے مغفرت کو قیامت کے دن سے مقیّد اِس لیے فرمایا کہ وہی آخری دن ہے جب محاسبہ سے نجات ملے گی۔ اِس لیے کہ انسان جب تک گناہوں سے پاک نہ ہو اُس وقت تک بلند درجات سے نہیں نوازا جائے گا۔ اِس لیے اہم شئے کو مقدّم کیا' اور اُس دن کی تقدیم لازمی تھی۔

حضرت ابوبکر واسطی رحمہ نے فرمایا کہ انسان کو اگر تین دولتیں نصیب ہو جائیں تو اُس جیسا خوش نصیب کوئی نہ ہو گا۔

(۱) زندگی بسر ہو تو خدا کی اطاعت میں بسر ہو۔

(۲) موت آئے تو کلمۂ شہادت (زبان) پر ہو۔

(۳) حشر نشر کو اُٹھے تو ملائکہ اُسے جنّت کی خوشخبری سنائیں۔

*...... (روح البیان)

★ تفسیر برہان میں اختصاصِ مفید سے مروی ہے کہ بنی اُمیہ میں سے ایک شخص جس کا نام سعد تھا' عبدالعزیز بن مروان کی اولاد میں سے تھا حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام اُس کو سعد الخیر کے نام سے یاد فرماتے تھے۔ ایک دن وہ روتا ہوا آیا۔ آپ علیہ السّلام نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ اُس نے عرض کی: میں قرآن میں مذکورہ شجرۂ ملعونہ کا فرد ہوں۔ آپ نے فرمایا: نہیں نہیں تم ہم میں سے ہو' اگرچہ نسل کے لحاظ سے اُموی ہو۔ دیکھو! حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعا میں ہے کہ "جو میری اطاعت کرے گا وہ مجھ سے ہے۔"

★ حضرت ابراہیمؑ کا اپنے والدین کے لیے دعا کرنا اُن کے مومن ہونے کی دلیل ہے' کیونکہ مشرک کی بخشش کی دعا بالکل عبث ہے۔ (اور پیغمبر خداؐ کوئی کام یا دعا عبث نہیں کر سکتے) * (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا (۴۲) اور ہرگز کبھی اللہ کو اُس سے جو ظالم لوگ
عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ۚ کر رہے ہیں غافل نہ سمجھ لینا۔ اللہ تو بس
اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ اُنھیں مہلت (پر مہلت) دے کر ٹال رہا ہے
تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ۙ ۴۲ اُس دن کے لیے کہ جس میں آنکھیں کُھلی کی
کُھلی اور پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ (۴۳) لوگ سر اُٹھائے تیزی سے بھاگے
لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ چلے جا رہے ہوں گے، اِس حالت
وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ؕ ۴۳ میں کہ خود اُن کی اپنی طرف بھی اُن
کی نگاہ نہ پھرے گی اور اُن کے دل سخت پریشانی کے باعث
اُڑے جا رہے ہوں گے۔

ہولِ محشر

لِیَوْمٍ تَشْخَصُ : یعنی محشر کے ہول و ہیبت کی وجہ سے لوگوں کی آنکھیں کُھلی کی کُھلی رہ جائیں گی اور بُلانے والے کی آواز کی طرف جلدی سے دوڑتے ہوئے جائیں گے۔ اور اُن کے سر بلند ہوں گے آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوں گی۔ نیچے دیکھنے کی ہمت تک نہ ہوگی۔ اور تحیّر و رعب کی وجہ سے آنکھیں بند ہونا تو درکنار جھپکائی بھی نہ جاسکیں گی۔ اور اُن کے دل ہر محبت، تعلق اور رشتے سے بالکل خالی ہوں گے جس طرح آسمان و زمین کے درمیان ہوا کی حالت، جنّت و جہنّم کا تصوّر تک اُن کے دل سے اُڑ جائے گا صرف ہیبت و رُعب ہی کا منتظر ہوگا۔ * ۔۔۔۔ (تفسیر انوار النجف)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ (۴۴) (غرض) آپؐ لوگوں کو اُس دن سے

يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ — ڈرائیے جب اُن پر (اللہ کا) عذاب

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ — آئے گا، تو جنھوں نے ظلم کیا ہوگا وہ

اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ — کہیں گے: "اے ہمارے مالک! ہمیں

دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ — تھوڑے سے عرصے کے لیے مہلت دے دے

اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ — تاکہ ہم تیری دعوت (پیغام) کو قبول

مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ — کریں اور تیرے پیغمبروں کی پیروی

زَوَالٍ ۙ ۴۴ — کرنے لگیں (تو اُن کو جواب دیا جائیگا کہ)

کیا تم نے پہلے یہ قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ ہم پر کبھی زوال نہ آئے گا۔

وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ (۴۵) حالانکہ تم اُن ہی لوگوں کی بستیوں

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ — میں تو بسے تھے جو تم سے پہلے خود اپنے

كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ — ہی اوپر ظلم کر چکے تھے؛ اور تمھیں یہ بھی

الْاَمْثَالَ ۝ ۴۵ — اچھی طرح سے معلوم تھا کہ ہم نے اُن کے ساتھ

کیسا سلوک کیا تھا۔ اور ہم نے تو تمھیں اُن کی مثالیں بھی دی تھیں۔

(آیت ۴۵) قرآن میں خدا نے پچھلی قوموں کے واقعات کو اس لیے بیان فرمایا ہے کہ

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

ہم اُن کے تجربات سے فائدہ اُٹھائیں۔ کیونکہ عقلمند انسان وہی ہوتا ہے جو دوسروں کے تجربات سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ تاریخ پڑھنے کا اصل مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ ہم دوسری قوموں کے (حالات سے) تجربات اور کارناموں سے سبق حاصل کریں۔

* ..... (ماجدی)

★ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے عقل کی تعریف یوں فرمائی ہے

"العقل حفظ التجارب" (عقل تجربات کو یاد رکھنے کا نام ہے)

* ..... (نہج البلاغہ)

★ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"دِرَاسَةُ الْعِلْمِ لِقَاحُ الْمَعْرِفَةِ وَطُوْلُ التَّجَارُبِ زِيَادَةٌ فِي الْعَقْلِ وَالشَّرَفُ فِي التَّقْوٰى وَالْقُنُوْعُ رَاحَةُ الْاَبْدَانِ اَحَبَّكَ مَنْ نَهَاكَ وَمَنْ اَبْغَضَكَ اَغْرَاكَ۔" *۔ (بلاغت الحسین)

یعنی: (علم کا سیکھنا معرفت کی پیداوار کا ذریعہ ہے۔ اور طولانی تجربات عقل کی زیادتی کا باعث ہیں۔ اور شرف کا انحصار تقویٰ پر ہے۔ اور قناعت بدن کی راحت کا سبب ہے جو تمھیں محبوب رکھے گا وہ ناپسندیدہ باتوں سے تم کو روکے گا۔ اور جو تمھارا دشمن ہوگا وہ تم کو بُری باتوں پر اُکسائے گا۔)

★ خدا کا فرمانا کہ "ہم نے تمھیں اُن کی مثالیں بھی دی ہیں"۔ یعنی ہم نے تمھیں گذرے ہوئے لوگوں کے کردار اور اُن کے نتائج بتائے۔ تاکہ تم لوگ اُن سے عبرت اور سبق حاصل کرو۔ اپنے اعمال کو اُن کے اعمال پر قیاس کر کے اُن کے انجام پر اپنے انجام کا تصوّر کرو۔ تمھارے ساتھ نرمی برتی گئی ہے اور تمھیں ایک عرصے تک مہلت دی گئی ہے۔ اس لیے اس مہلت سے فائدہ اُٹھاؤ۔ کفر و گناہوں سے باز آجاؤ۔

* .... (روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ (۴۶) یہ حقیقت ہے کہ اُنھوں نے اپنی
وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْؕ ساری کی ساری ترکیبیں اور چالیں
وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ خوب خوب چلیں۔ مگر اُن کی تمام
لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝ ۴۶ چالوں کا توڑ اور سزا اللہ کے پاس
موجود ہے۔ اگرچہ اُن کی چالیں ایسے غضب کی تھیں کہ اُن سے پہاڑ تک اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔

خدا کے مقابلے پر کفار کی چالیں

پہاڑوں کا اپنے مقام سے ہٹ جانے کا محاورہ عربی ادب میں کسی چیز کے انتہائی قوت کے اظہار کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

*---- (تفسیر کبیر)

★ مقصد یہ ہے کہ تم یہ دیکھ چکے تھے کہ تم سے پہلے کی قوموں نے خدا کے قوانین کو توڑا اور پھر اُس کے نتائج سے بچنے کیلئے اُنھوں نے نئی نئی چالیں چلیں، مگر وہ اللہ کی ایک چال کا بھی مقابلہ نہ کر سکے اور بُری طرح نقصان اُٹھا کر رہے۔

*---- (ماجدی)

★ اُنھوں نے انبیاءِ کرام کو ناکام بنانے کے لیے اور قوانینِ الٰہیہ کو توڑنے کے لیے کیسی کیسی زبردست چالیں چلیں، مگر وہ اللہ کی ایک چال کا بھی مقابلہ نہ کر سکے۔

یہ سب کچھ سُننے، دیکھنے، سمجھنے کے باوجود بھی اگر تم حق کے خلاف چالیں چلتے رہے تو تمھارا حشر بھی وہی ہوگا جو اُن کا ہوا تھا (اس لیے کہ تم میں کوئی سرخاب کا پر نہیں لگا ہوا ہے کہ تم خدا کی تدبیر، چال، یا سزا سے بچ سکو)

*---- (تفہیم القرآن)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ مُخۡلِفَ (۴۷) (غرض) اللہ کے لیے یہ کبھی نہ سمجھ

وَعۡدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لیناکہ وہ اُن وعدوں کے خلاف

عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ؕ ۴۷ کرے گا جو اُس نے اپنے رسولوں

سے کیے ہیں۔ یقیناً اللہ تو بڑا ہی زبردست، طاقتور، غلبہ رکھنے والا

عزّت والا اور بڑا ہی سخت بدلہ لینے والا ہے۔

خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا

اِس آیت کا بظاہر مخاطب تو جناب رسولِ خدا (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی طرف ہے لیکن اصل میں سنانا آپؐ کے مخالفین کو مقصود ہے کہ اللہ نے پہلے بھی جو وعدے اپنے رسولوںؑ سے کیے تھے وہ سب کے سب پورے کیے اور رسولوںؑ کے مخالفین حق کو نہ دبا سکے، بالکل اِسی طرح خدا اب جو وعدے اپنے آخری رسولؐ سے فرما رہا ہے وہ ضرور پورے کرے گا، اور اسلام کا بول بالا کر کے رہے گا۔

(تفہیم القرآن) .....★

★ مطلب یہ ہے کہ خدا کے بارے میں ہرگز یہ نہ سوچ لیناکہ اُس نے جو وعدے اپنے رسولوںؑ سے کیے ہیں، وہ اُن کے خلاف کرے گا۔ یعنی یہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ خدا ظالموں کو سزا نہ دے گا اور اہلِ ایمان کی مدد نہ فرمائے گا۔ خدا ضرور ظالموں کو سزا دے گا اور ضرور مومنین کی مدد فرمائے گا۔

(روح البیان) ....★

★ خدا یہ بیان فرما رہا ہے کہ تم لوگ انھیں لوگوں کے مکانوں میں رہ رہے ہو،

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

جنھوں نے کفر اور انکارِ قیامت کر کے خود اپنے کو نقصان پہنچایا تھا، اور تم کو خود یہ بات اچھی طرح تواترِ اخبار سے معلوم ہے کہ ہم نے اُن کو کیسی سخت سزا دی تھی۔ اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ ہماری باتوں کا انکار موجبِ سزا ہے۔ ہماری باتوں کی تصدیق واجب ہے۔ اُنھیں لوگوں کے واقعات جن کے گھروں میں تم رہتے ہو، تمھاری عبرت کے لیے کافی ہیں۔ ہم انھیں کی مثالیں تمھارے سامنے بیان کر رہے ہیں۔

ہم نے جن لوگوں کو اُن کے کفر و انکار و سرکشی پر سخت سزائیں دی تھیں، اُنھوں نے بھی بچنے بچانے کی بڑی بڑی تدبیریں کیں تھیں، مگر اُن کی کوئی تدبیر، چالاکی و مکاری خدا کے مقابلے پر نہ ٹک سکی۔ حالانکہ اُن کی مکاریاں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے۔ مگر پھر بھی حق ہی غالب رہا، اور اُن کی ساری بدمعاشیاں ملیامیٹ ہوگئیں۔ اور وہ ہلاک و برباد ہوگئے۔ *...... (مرشد تھانوی)

اِس سے معلوم ہوگیا کہ: (۱) حق وہی ہے جو انبیاءؑ فرماتے ہیں۔

(۲) اُنکا اِنکار موجبِ سزا ہے۔ (۳) اللہ نے اپنے وعدوں کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں کی۔ (۴) خدا ضرور قیامت میں منکرینِ حق کو سخت سزا دے کر رہے گا۔ (۵) اللہ زبردست ہے اور پورا پورا بدلہ لینے والا ہے۔ خدا کو بدلہ لینے سے کوئی نہیں روک ٹوک سکتا۔ (۶) البتہ ہماری مہلت اتنی طویل ضروری تھی کہ ہمیں یہ خیال ہوگیا کہ خدا اپنا وعدہ پورا نہیں کرے گا۔

*..... (تھانوی)

(۶) حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص خدا سے دنیا میں ڈرتا ہوگا، بس وہی قیامت کے دن امن و اطمینان میں ہوگا۔"

*..... (بلاغت الحسین)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

يَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ (۴۸) جس دن یہ زمین کسی دوسری زمین
غَيۡرَ الۡاَرۡضِ وَالسَّمٰوٰتُ سے بدل دی جائے گی اور سب
وَبَرَزُوۡا لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ آسمان بھی (دوسرے آسمانوں سے بدل
الۡقَهَّارِ ○ ۴۸ دیے جائیں گے۔) (یا) زمین اور
آسمان بدل کر کچھ سے کچھ کر دیے جائیں گے۔ اور سب لوگ اُس کے
حضور میں نکل کھڑے ہوں گے جو ایک اکیلا سب پر غالب ہے۔

قیامت کے دن زمین و آسمان جدید ہوں گے

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:
"یہ (ہماری) زمین ایسی زمین سے بدل دی جائے گی جس پر گناہ نہ کیے گئے ہوں گے۔ جس پر نہ تو پہاڑ ہوں گے اور نہ نباتات ہوگی جیسی کہ یہ زمین ابتداء میں بنائی گئی تھی۔"

★ ...... (تفسیر صافی صفحہ ۲۶۸ بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر عیاشی)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:
"جب سے یہ زمین پیدا ہوئی ہے اولادِ آدم سے پہلے سات عالم گذر چکے ہیں جو اولادِ آدم سے نہ تھے۔ وہ یکے بعد دیگرے اسی زمین پر رہے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام آئے۔ اُن کی اولاد سے زمین آباد ہوئی۔ اور جب سے جنت پیدا ہوئی ہے وہ مومنین کی ارواح سے خالی نہیں رہی۔ اور جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے، وہ کافروں کی ارواح سے خالی نہیں رہی۔ کیا تم

www.drhasanrizvi.com

یہ سمجھتے ہو کہ اہلِ جنّت کے جنّت میں جانے کے بعد، اور اہلِ دوزخ کے دوزخ میں جانے کے بعد زمین پر خدا کی عبادت کرنے والا اور اُس کی عظمت کو بیان کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔؟ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ خدا نر و مادہ کے بغیر ایک اور مخلوق کو پیدا کرے گا جو خدا کی توحید اور بزرگی کو بیان کریں گے۔ اور وہ زمین پر رہیں گے، اُن پر آسمان بھی سایہ کرے گا۔

اِسی لیے خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ: "قیامت کے دن اِس زمین کے علاوہ دوسری زمین اور اِس آسمان کے علاوہ کوئی دوسرا آسمان لایا جائے گا۔"

*------- (تفسیر صافی)

★ محققین نے نتیجے نکالے کہ:

(۱) قیامت کے دن زمین و آسمان بالکل نیست و نابود نہیں ہو جائیں گے۔ صرف موجودہ نظامِ طبعی کو درہم و برہم کر دیا جائے گا، زمین و آسمان کی موجودہ ہیئت بدل دی جائے گی۔ دوسرے قوانینِ فطرت نافذ ہوں گے تمام مرے ہوئے انسان زندہ ہو جائیں گے، اور خدا کے دربار میں حاضر کر دیئے جائیں گے۔ یہ حشر نشر اِسی زمین پر ہوگا۔ یہیں خدا کی عدالت قائم ہوگی، یہیں میزان نصب ہوگی۔ پھر زمین کا قضیہ زمین ہی پر نمٹا دیا جائے گا۔

(۲) آیات و احادیث سے واضح طور پر یہ ثابت ہے کہ تمام انسان اِسی جسم کے ساتھ زندہ کیے جائیں گے جس طرح آج زندہ ہیں۔ ہر انسان کی پوری وہی شخصیت، جذبات و احساسات ہوں گے جو وہ چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوا تھا۔

*----- (تفہیم القرآن)

(۳) زمین و آسمان دو دفعہ تبدیل ہوں گے۔ پہلی دفعہ صرف ان کی صفت تبدیل ہوگی

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

جو پہلے نفخ صور سے ہوگا۔ اُس وقت آسمان کے ستارے جھڑ جائیں گے اور سورج بے نور ہوجائے گا۔ چاند کی چاندنی ختم ہوجائے گی۔ سارے کا سارا عالم دھوئیں کی شکل میں نظر آئے گا۔ زمین چٹیل میدان بن جائے گی، پہاڑ ہوائیں بادلوں کی طرح اُڑتے نظر آئیں گے۔ دریا، ندی، نالے سب خاک میں مل جائیں گے۔ درخت کٹ کر مٹی ہوجائیں گے۔

دوسرے صور پر آسمان کی حقیقت بدل جائے گی۔ یہ اُس وقت ہوگا جب محشر میں اہلِ محشر ٹھہریں گے۔ زمین چاندی کی ہوگی اور آسمان سونے کا۔

*.... (قرطبی بحوالہ لافصاح بروایت حضرت علیؑ)

تفسیر عارفانہ

یعنی بشریت کی زمین قلب کی زمین سے بدل جائے گی۔ جس سے بشریت کی ظلمت کمزور پڑ جائے گی۔ قلوب کے انوار غالب آجائیں گے، اسرار کے آسمان ارواح کے آسمانوں سے بدل دیے جائیں گے۔ اس لیے کہ جب ارواح کے سورج اسرار کے ستاروں پر چمکتے ہیں تو اُن سورجوں کی شعاعوں کے غلبے سے ستاروں کے انوار مِٹ جاتے ہیں۔ اِسی طرح جب تجلیاتِ الٰہی وحقیقی کی تجلّی ظاہر ہوگی تو وجودِ مجازی کی زمین فنا ہوجائے گی۔ بقولِ خدائے تعالیٰ:

"وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا"

(اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے گی)

تمام مخلوق اپنی قبروں سے اُٹھ کھڑی ہوگی، اللہ واحد وقہار کے سامنے حساب کتاب دینے کے لیے۔ قہار وہ ذات ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز ہو۔ ہر چیز اُس کی مرضی کے تحت کام کرے۔ ہر چیز اُس کے غلبے سے عاجز ہو۔ جو سرکشوں کی گردن مروڑ دے اور اُن کو تباہ و برباد کردے۔ *... (روح البیان۔ المفاتیح)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ (۴۹) اور اُس دن تم مجرموں کے
مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ ۴۹ ہاتھ پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے
دیکھو گے۔

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ (۵۰) اُن کے کُرتے تارکول، گندھک
وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝ ۵۰ یا پگھلے ہوئے تانبے (قطران) کے
ہوں گے اور اُن کے چہروں کو آگ نے ڈھانپ رکھا ہوگا۔

گنہگاروں کے حُلیے

"قطران" کے مشہور معنی گندھک کے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے معنی "پگھلے ہوئے تانبے" کے ہوتے ہیں۔

غرض یہ ہے کہ جہنّمیوں کے جسم پر ایسا لباس ہوگا جو آگ کے اثر کو خوب اچھی طرح قبول کریگا۔
★..... (ماجدی)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا:
"جو لوگ خدا کو خوش کرنے کے لیے ایک دوسرے سے محبّت رکھیں گے وہ قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے محفوظ ہو کر عرشِ الٰہی کے سائے میں زبرجد کی زمین پر عرشِ الٰہی کے یمین (عرش کے دائیں جانب) ہوں گے۔"
★..... (تفسیر صافی)

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: "تمھاری یہ آگ جہنّم کی آگ کا سترّواں حصّہ ہے۔" (یعنی جہنّم کی آگ دنیا کی آگ سے ۷۰ درجہ زیادہ گرم ہے جبکہ دنیاوی آگ لوہے کو بھی پگھلا دیتی ہے۔) ★..... (روح البیان)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا (۵۱) یہ اس لیے ہوگا تاکہ خدا ہر اُس شخص کو
كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ بدلہ دے اُس (عمل) کا جو اُس نے (دنیا میں)
الْحِسَابِ ○ ۱۵ کیا ہے۔ حقیقتاً اللہ جلد بڑی تیزی سے حساب لینے والا ہے

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ (۵۲) (غرض) یہ (قرآن) تمام لوگوں
لِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا کے لیے کافی اطلاع، مکمل پیغام
اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اور بھرپور تبلیغ ہے۔ اور اِس کا
لِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۵۲ (پہلا) مقصد یہ ہے کہ اِس کے ع ۱۱ / ۱۹
ذریعہ (بُرے اعمال کے نتائج سے) ڈرایا جائے۔ اور (دوسرا) مقصد یہ ہے کہ وہ لوگ یہ جان لیں کہ حقیقتاً صرف ایک ہی معبود ہے۔ اور (تیسرا) مقصد یہ ہے کہ جو عقل رکھتے ہیں وہ اِس سے نصیحت حاصل کریں۔ (یا) اِس کا اثر قبول کرتے ہوئے ہوش میں آجائیں۔

عقل والوں سے خدا کا تخاطب

یہاں خداوندِ عالم نے "عقل والے" (اُولُوا الْاَلْبَابِ) کہہ کر یہ بتادیا کہ انسان کا اصل شرف عقل کے صحیح استعمال پر منحصر ہے۔ اور خدائے تعالیٰ صرف

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

عقل والوں ہی سے مخاطب ہوتا ہے۔

★..... (ماجدی)

★ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" روزِ ازل جب عقل کو پیدا فرمایا تو اُس کو حکم دیا کہ: "آگے آ" عقل آگے آئی، پھر حکم دیا کہ: "پیچھے جا" عقل پیچھے ہٹ گئی"....

(معلوم ہوا کہ عقل وہ ہے جو خدا کے حکم پر اقدام کرے اور خدا کے حکم پر رُکنے سے رُک جائے) اس پر خدا نے عقل سے فرمایا: "مجھے اپنی عزت اور جلالت کی قسم ہے کہ میں نے آج تک کوئی مخلوق ایسی نہیں پیدا کی جو مجھے تجھ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔ میں تجھ ہی کو (روزِ قیامت) اجر و ثواب دوں گا، اور تجھ ہی سے حساب و کتاب لوں گا"

★..... (اصولِ کافی)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" جنت میں ایک نورانی شہر ہے جسے کسی مَلکِ مقرب تک نے نہیں دیکھا۔ اُس میں بے شمار محلات، بالاخانے اور حوریں، اور اَن گِنت نعمتیں، اور خدام نوری ہیں۔ یہ شہر صرف اہلِ عقل کو نصیب ہوں گے۔ خدا اہلِ عقل کو اہلِ جنت سے ممتاز کر کے یہاں ٹھہرائے گا۔ ہر اہلِ عقل کو اُس کی عقل کے مطابق جزا دے گا، اور اُسی کے مطابق درجات اور مقامات عطا فرمائے گا۔ ہر ایک درجہ ہزاروں سال کی مسافت کا ہوگا جیسے مشرق و مغرب کے درمیان کی مسافت ہے، وہ درجات اس سے بھی ہزار گنا زیادہ بلند ہوں گے۔"

★..... (روح البیان)

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَۃُ الْحِجْرِ کے خواص

جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

★ ''جو شخص سورۃ الحِجْر کی تلاوت کرے گا تمام مہاجرین وانصار کی تعداد کے برابر اُس کے لیے نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور

★ جو شخص زعفران سے اِس سورے کو لکھ کر دودھ والی عورت کو پلائے گا، تو اُس کا دودھ بڑھ جائے گا۔ اور

★ اگر اِس سورے کو لکھ کر بازو پر باندھ لے اور خرید وفروخت کرے تو اُس کی خرید وفروخت (یعنی تجارتی کاروبار) اچھی رہے گی۔ لوگ اُس کے ساتھ معاملہ و کاروبار کرنا پسند کریں گے۔ اُس کی روزی میں وسعت ہوگی۔

(تفسیر برہان۔ خواص القرآن) ......★

Presented by: https://jafrilibrary.com/

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

★ جو شخص اِس سورے کو لکھ کر اپنے خزانے یا جیب میں رکھے اور (کاروباری) سفر کرے تو اُس کا روزگار ترقی کرے گا اور کوئی شخص اُس کے معاملہ کاروبار سے گریز نہ کرے گا۔

(تفسیر انوار النجف) ......★

www.drhasanrizvi.com

رُكُوعَاتُهَا ٦	سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ	اٰيَاتُهَا ۹۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے، جو سب کو فیض پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ (۱) الف لام را، یہ آیتیں ہیں
الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ خدا کی کامل کتاب اور بالکل
مُّبِيْنٍ ○ ۱ واضح قرآن کی۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

"قرآنِ مُبین" یعنی بالکل واضح قرآن۔

★ یہاں "مُبین" کا لفظ صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

★ اِس کا مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن کی آیتیں ہیں جو اپنا مدّعا، بالکل صاف صاف واضح الفاظ میں ظاہر کرتا ہے۔
.....* (تفہیم القرآن)

★ بعض مفسّرین کا یہ خیال ہے کہ حروفِ مقطّعات اللہ کے خصوصی اسرار ہیں۔ اِن کا

www.drhasanrizvi.com

مطلب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن صاحبِ تفسیر روح البیان نے اس خیال کو رد فرمایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

"جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ متشابہات کا علم اولیاءِ کرام کو نہیں' وہ حقائقِ قرآن سے بالکل محروم ہیں۔ جو علم خدا نے صرف اپنے لیے مخصوص فرمایا ہے وہ ممتنعات کا علم ہے۔ یعنی اُن چیزوں کا علم جو وجود میں نہیں آئیں۔ جبکہ یہ حروف تو عالمِ عین ہیں (یعنی وجود میں آچکے ہیں) اور جو چیز عالمِ عین میں ہے، اُن کے علوم کاملینِ اولیاء کو حاصل ہیں۔"

★.... (تفسیر روح البیان)

★ بعض نے کہا "الف" اشارہ ہے اسمِ اللہ کی طرف۔ "لام" اشارہ ہے جبرئیلؑ کی طرف۔ اور "را" اشارہ ہے رسولؐ کی طرف۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن منجانب اللہ ہے۔ جو جبرئیلؑ کے واسطے سے رسولؐ پر نازل ہوا ہے۔

★.... (روح البیان)

"تِلْكَ" اشارہ ہے۔ "الف لام را" کی طرف۔ یعنی الف لام را' کا ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ خدا کی کتاب کی ایک مستقل آیت ہے۔ یعنی۔ یہ بھی قرآن مجید ہے۔

الف کا اشارہ "اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" کی طرف ہے۔ (یعنی اللہ وہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ ہے اور ہر چیز کا قائم رکھنے والا ہے۔)

"لام" کا اشارہ "لِلّٰہِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ" کی طرف ہے یعنی: اللہ تمام آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ وہ جس کو چاہے اپنی رحمت سے ڈھک لے۔

"را" کا اشارہ: "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا" کی طرف ہے۔ یعنی: ہم خدا کے سامنے یہ اعتراف کریں کہ ہمارے مالک! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا تو ہم بڑے گھاٹے میں رہیں گے۔

★...... (تاویلاتِ نجمیہ)

(تیرھواں پارہ ختم ہوا)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

ہمیشہ کام آنے والی باتیں

★ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

(۱) "جب میری اُمت میں بدعتیں پھوٹ پڑیں تو عالم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے (اور اُن بدعتوں کو ختم کرے) جو ایسا نہ کریگا اُس پر خدا کی لعنت ہو۔" (تحف العقول)

(۲) "میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب علماء کی پہچان لباس سے ہوگی، قرآن کی پہچان خوش الحانی سے ہوگی، خدا کی عبادت صرف ماہِ رمضان میں ہوگی۔ اُس وقت خدا میری اُمت پر ایسے بادشاہ کو مسلط کرے گا جس کے پاس نہ علم ہوگا، نہ حلم ہوگا، نہ رحم ہوگا۔ (بحار الانوار)

★ امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام نے فرمایا:

(۱) قرآن سے اپنی بیماریوں کی شفاء چاہو[۲] اور اپنی مصیبتوں پر اس سے مدد مانگو۔[۳] اِس میں کفرو نفاق اور ہلاکت و گمراہی جیسی بڑی بیماریوں کی شفاء پائی جاتی ہے۔[۴] اِس کے وسیلہ سے اللہ سے مانگو،[۵] اور اِس کی دوستی کو لیے ہوئے اُس کا رُخ کرو۔۔۔[۶]۔۔۔ اور اِسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ (خبردار)

تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت مقبول ہوگی۔ یہ ایسا کلام کرنے والا ہے (جس کی ہر بات) تصدیق شدہ ہے۔ قیامت کے دن جس کی قرآن شفاعت کرے گا، وہ اُس کے حق میں مانی جائے گی۔ اور جس کے عیوب بیان کریگا اُس کے بارے میں بھی اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔ لہٰذا تم قرآن پڑھو، اور اس کے پیروکار بنو اور اپنے پروردگار تک پہنچنے کے لیے اُسے دلیلِ راہ بناؤ۔ ★... (ملخص از نہج البلاغہ)

آج مورخہ ۱۶ ماہ رمضان ۱۴۱۸ھ شب جمعہ / ۱۵ جنوری ۱۹۹۸ء کو تیرھویں پارہ کی کتابت اختتام کو پہنچی۔ (کاتب جعفر حسین)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

وَحْدَہٗ

(از : القرآن الحکیم :
(مولانا فرمان علی اعلی اللہ مقامہ)

رُموزِ واوقافِ قرآن

قرآنِ مجید کی تلاوت کے لیے رُموزِ واوقاف کا جاننا بحد ضروری ہے تاکہ صحیح طریقے سے تلاوت کی جا سکے، طریقہ مندرجہ ذیل ہے۔

رُموز واوقاف	واضح نام	احکام
مـ	وقفِ لازم	یہاں ضرور ٹھہرنا چاہیئے ورنہ عبارت کا مطلب منشاءِ الٰہی کے خلاف ہو جائے گا۔
ط	وقفِ مطلق	یہاں سے گذرنا نہیں چاہیئے' بلکہ بہتر یہی ہے کہ اس پر وقف کرکے مابعد سے ابتدا کی جائے
ج	وقفِ جائز	یہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں۔ لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔
ز	وقفِ مجوّز	یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے' لیکن ٹھہرنا بھی جائز ہے۔
ص	وقفِ مُرخّص	یہاں ملاکر پڑھنا چاہیئے' لیکن تھک جانے کی حالت میں ٹھہرنا جائز ہے۔ "ز" کی بہ نسبت "ص" میں وصل (یعنی ملاکر پڑھنے) کو ترجیح ہے۔
ق	قِیلَ علیہِ الوقف	کہا گیا ہے کہ یہاں وقف ہے۔ لیکن ملاکر پڑھنا بہتر ہے۔
لا	لا وقف علیہ	یہاں ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیئے' بلکہ اگر بھولے سے ٹھہر جائے تو ماقبل سے دوبارہ ملاکر پڑھنا واجب ہے
قف	قِف علیہ	یہاں ٹھہرنا چاہیئے۔
سکتۃ	سکتہ	اِس جگہ آواز کو اِس طرح توڑے کہ سانس نہ ٹوٹے۔
وقفہ	وقفہ	لمبے سکتہ کی علامت ہے' اِس جگہ ذرا دیر تک آواز کو توڑے رکھے' لیکن سانس نہ ٹوٹے۔ سکتہ وصل سے قریب تر ہوتا ہے اور وقفہ' وقف سے۔
صل	قَدْ یُوصَل	کبھی ملاکر پڑھا جاتا ہے' لیکن وقف کرنا احسن ہے۔
صلے	الوصل اَولیٰ	یہاں ملاکر پڑھنا بہتر ہے۔
		جہاں ایک سے زیادہ علامتیں ہوں (مثلاً، زؔ صلے وغیرہ) وہاں اوپر کی علامت کا اعتبار ہے۔ اور اگر ایک سے زیادہ علامتیں ایک سیدھ میں ہوں (مثلاً ص ق وغیرہ) تو آخری علامت کا اعتبار ہوگا۔
ع	رکوع	رکوع کی نشانی ہے۔ یہاں رکوع ختم ہوتا ہے۔
○	آیۃ (ۃ)	آیت کی ۃ کو دائرے میں منتقل کیا گیا۔ جو اکثر ختمِ آیت کے بعد بنایا جاتا ہے۔
○ لا		یہ علامت جہاں ہوتی ہے وہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں
∴ ∴	معانقہ یا مراقبہ	معانقہ علامت ہے کہ یہاں دو وقف ہیں۔ ایک کو اختیار کرے۔ اس کے رمز مختلف ہیں۔ کہیں تین نقطے بنا دیئے جاتے ہیں' کہیں "معٓ" بنا دیتے ہیں اور کہیں "معانقہ" و "ج" لکھتے ہیں۔

Presented by: https://jafrilibrary.com/

www.drhasanrizvi.com

لا شریک لہ

طریقہ و آدابِ قرأت و مخارجِ حروف

قرآن کریم کے پڑھنے میں حرفوں کا صحیح طریقہ پر ادا کرنا۔ مثلاً "ض" کی جگہ "ظ" نہ ہوجائے۔ وہ حروف جن کی آواز ملتی جلتی ہے مثلاً ض، ظ، ذ، ز اور س، ص، ث وغیرہ کو عام طور ایک سی آواز سے پڑھا جاتا ہے جو غلط ہے۔ ان حروف کے فرق کو واضح کرنے کے لیے حسب ذیل اختیار کیا جائے۔

حروف کو اُن کے اصل مخارج سے ادا نہ کیا جائے گا تو معنوں میں تبدیلی واقع ہوجائے گی اور اصل مقصد فوت ہوجائے گا۔ مثلاً: "عَلٰی" کو "ع" کے مخرج سے ادا نہ کیا اور "الف" کے مخرج سے ادا کیا جائے (جیسا عوام میں رائج ہے) تو وہ عَلٰی کے بجائے "اَلٰی یا اَلَا" بن جائے گا اور معنی میں تبدیلی واقع ہوجائیگی۔ عَلٰی کے معنی "اوپر" اور اَلَا کے معنی خبردار ہو یا آگاہ ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ازیں تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کی جانی چاہیئے۔ تیزی یا روانی سے تلاوت کرنے میں ایک مفہومِ آیت دوسرے مفہوم سے مل کر غلط ہوجاتا ہے۔ مثلاً۔ ایک جملہ ہے کہ: "روکو مت جانے دو" اِس کو روانی سے پڑھا جائے تو مطلب اثبات میں نکلے گا اور اگر ٹھہر کر پڑھا جائے تو مطلب نفی میں نکلے گا۔ قرآن مجید نے خود فرمایا ہے کہ: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو) (سورۂ مزمل)

حروف	مخارج حروف (حروف کو کیسے ادا کیا جائے)
ء۔ ھ	دونوں حروف کو ابتدائے حلق سے
ع۔ ح	وسطِ حلق سے
غ۔ خ	انتہائے حلق سے
ق	زبان کی جڑ اور اوپر کے تالو سے
ک	ق کے مخرج سے تھوڑا سا ہٹ کر۔ یعنی پہلے
ج۔ش۔ی	زبان کے درمیان اور اوپر کے تالو کے درمیان سے
ض	زبان کے کنارے اور داڑھوں کی گرہ کے قریب سے۔ یعنی تمام اپنے زبان کے لگانے ہیں بائیں طرف کے اوپر، داڑھوں کی جڑ سے یا دائیں طرف سے۔ لیکن بائیں طرف سے آسان ہے۔
ل	زبان کی نوک کے قریب سے اور اوپر کے تالو سے۔
ر	زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے۔ نون کے مخرج کے بعد
ن	زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کے نیچے سے۔
ط ت	زبان کے سر اور اوپر کے دانتوں کی جڑ سے۔
ظ ز ث	زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے
س ص ذ	زبان کی نوک اور اگلے دانتوں کے درمیان سے
ف	نیچے کے ہونٹ کے اندر اور اوپر کے دانتوں کے کنارے سے
ب م و	ہونٹوں کے درمیان سے
ا	فضاءِ دہن سے۔ یعنی الف دراصل ایک ہوا کی مانند ہے جو اندر سے نکلتی ہے

(ماخوذ از قرآن الکریم۔ مولانا فرمان علی اعلی اللہ مقامہ)

Presented by: https://jafrilibrary.com/

Presented by: https://jafrilibrary.com/